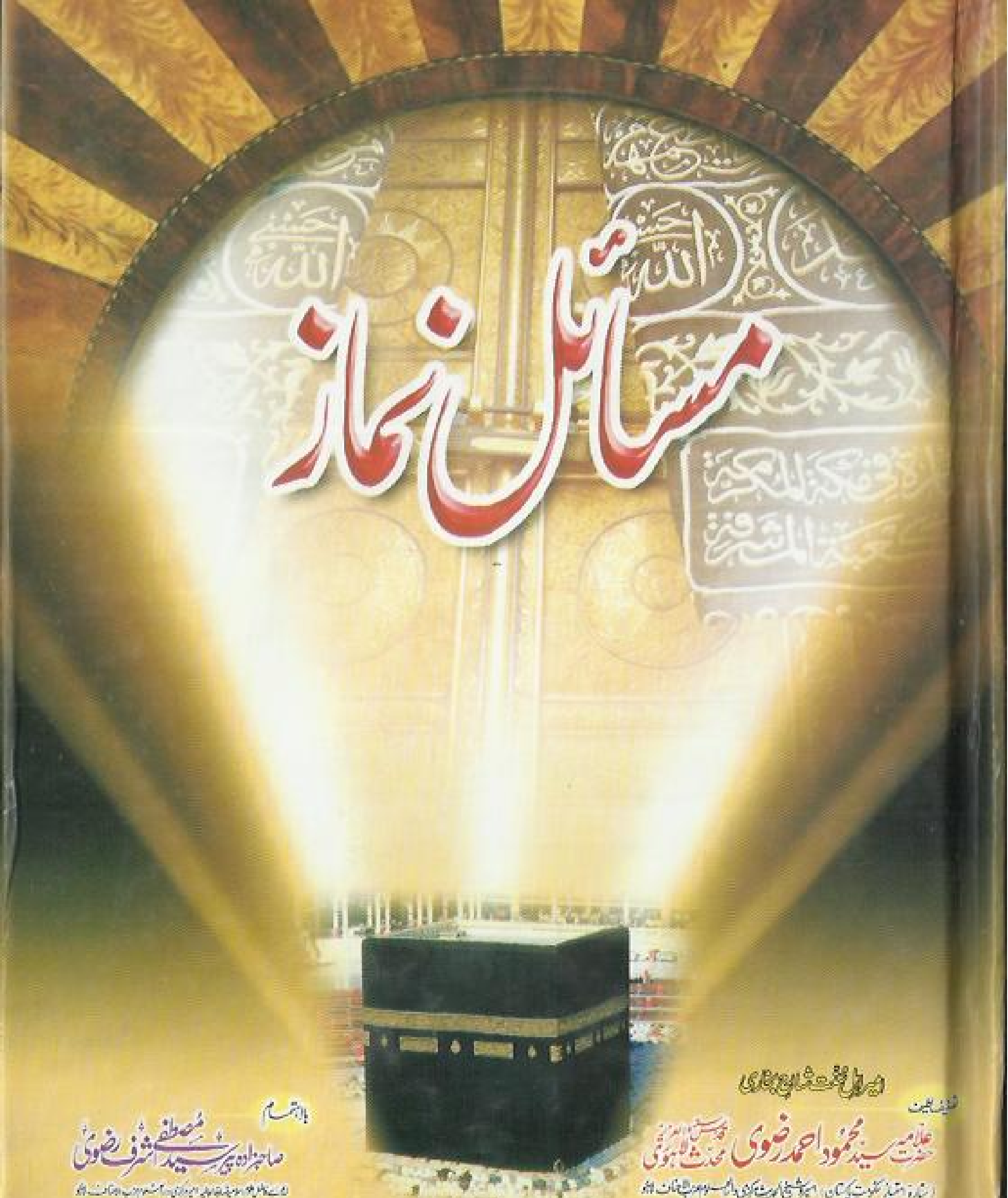

مسائل نماز

[illegible]

تصنیف لطیف

حضرت علامہ سید محمود احمد رضوی محدث لاہوری قدس سرہٗ

(ستارۂ امتیاز حکومت پاکستان) امیر و شیخ الحدیث مرکزی دارالعلوم حزب الاحناف لاہور

باہتمام

صاحبزادہ پیر سید مصطفیٰ اشرف رضوی

[illegible]

ناشر: **شعبہ تبلیغ مرکزی دارالعلوم حزب الاحناف**
گنج بخش روڈ
لاہور

بسم الله الرحمن الرحيم

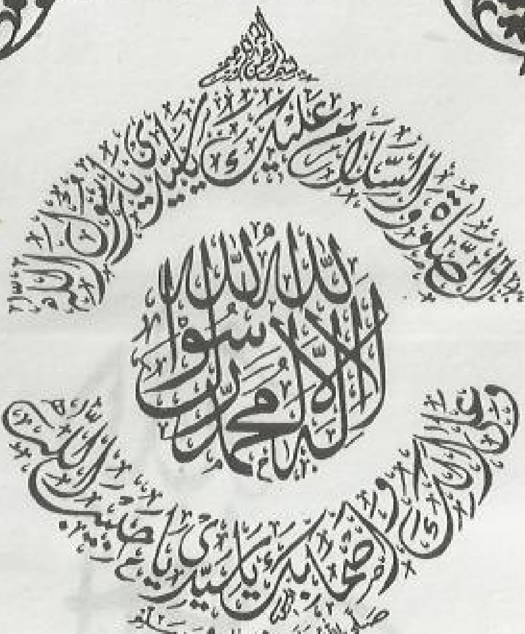
بسم الله الرحمن الرحيم
الصلوٰة والسلام عليك
لا اله الا الله محمد رسول الله
وعلى آلك واصحابك يا سيدي يا حبيب الله
صلى الله عليه وآله وسلم

مولای صلِّ وسلِّم دائماً ابداً علی حبیبک خیر الخلق کلّهم
هو الحبیب الذی ترجی شفاعته لکلّ هولٍ من الاهوال مقتحم
محمّدٌ سیّد الکونین والثقلین والفریقین من عربٍ ومن عجم
فانّ من جودک الدنیا وضرّتها ومن علومک علم اللوح والقلم

رضوان کُتب خانہ
گنج بخش روڈ لاہور
Cell: 0300-8038838, 0300-9492310
Tel: 042-37114729
Web: www.hizbulahnaf.com

اس کتاب میں جمعہ کے نہایت اہم اور ضروری احکام و مسائل اور نماز
مترجم مع خطبات جمعہ و عیدین کا مجموعہ

مسائلِ نماز

تصنیفِ لطیف

امیر اہل سُنّت شارح بخاری
حضرت علامہ سیّد **محمود احمد رضوی** محدّث لاہوری قدس سرہ العزیز
(ستارۂ امتیاز حکومت پاکستان)

باہتمام

صاحبزادہ پیر سیّد مُصطفٰے اشرف رضوی ایم اے فاضل علوم اسلامیہ شہادۃ العالمیہ
امیر مرکزی دار العلوم حزب الاحناف ○ لاہور

RIZWAN KUTAB KHANA

رضوان کُتب خانہ
گنج بخش روڈ لاہور

Cell: 0300-8038838, 042-37114729
www.hizbulahnaf.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ ہیں

نام کتاب •••---•---••• مسائل نماز
مصنف •••---•---••• امیر اہلسنت شارح بخاری حضرت علامہ سید محمود احمد
•••---•---••• رضوی محدث لاہوری قدس سرہ العزیز امیر و شیخ الحدیث
•••---•---••• دار العلوم حزب الاحناف لاہور
پروف ریڈنگ •••---•---••• صاحبزادہ عبدالرحمٰن رضا قادری
•••---•---••• معلم دار العلوم حزب الاحناف لاہور
کمپوزنگ •••---•---••• عزیز کمپوزنگ سنٹر لاہور
باہتمام •••---•---••• صاحبزادہ پیر سید مصطفیٰ اشرف رضوی (ایم اے)
•••---•---••• امیر مرکزی دار العلوم حزب الاحناف لاہور
صفحات •••---•---••• 240
ناشر •••---•---••• شعبہ تبلیغ مرکزی دار العلوم حزب الاحناف لاہور
قیمت •••---•---••• 160/- روپے

ملنے کا پتہ
رضوان کتب خانہ
گنج بخش روڈ لاہور فون: 042-37114729

بفیضان کرم:

خلیفہ و تلمیذ شاہ فضل الرحمٰن گنج مراد آبادی
حضرت علامہ ابو محمد سید محمد دیدار علی شاہ رضوی مشہدی قدس سرہ العزیز
بانی مرکزی دارالعلوم حزب الاحناف لاہور

خلیفہ اعلیٰ حضرت بریلوی رضی اللہ عنہ امام اہلسنت سراج اہل التقویٰ مفتی اعظم
حضرت علامہ ابو البرکات سید احمد قادری رضوی مشہدی قدس سرہ العزیز
بانی و امیر مرکزی دارالعلوم حزب الاحناف لاہور

خلیفہ اعلیٰ حضرت بریلوی رضی اللہ عنہ امام اہلسنت مجاہد تحریک ختم نبوت مفسر القرآن
حضرت علامہ ابو الحسنات سید محمد احمد قادری رضوی مشہدی قدس سرہ العزیز

آل نبی ﷺ اولاد علی رضی اللہ عنہ خانوادہ امام علی رضا رضی اللہ عنہ گل نایاب از ابو البرکات
حضرت علامہ صاحبزادہ پیر **سید مسعود احمد رضوی مشہدی** مدظلہ
مسند نشین آستانہ عالیہ قادریہ اشرفیہ برکاتیہ مرکزی دارالعلوم حزب الاحناف ○ لاہور

بفیضان نظر:

صاحبزادہ پیر **سید مصطفیٰ اشرف رضوی** ایم اے فاضل علوم اسلامیہ شرقیہ
امیر مرکزی دارالعلوم حزب الاحناف ○ لاہور

فہرست

انتساب 5
تعارف مصنف 11
اسلام میں عبادت کا تصور 18
مکان کی قید 20
انسانی قربانی عبادت ہے؟ 21
عبادت میں اخلاص ضروری ہے 23
عبادت کا وسیع مفہوم 23
نماز عبادت کا گوہر شاداب 25
فرضیتِ صلوٰۃ 25
نماز کے برکات 27
فرائض نماز 27
واجباتِ نماز 29
نماز کی سنت 30
طریق اشاعت نماز 30
اسرارِ نماز 32
اوقاتِ صلوٰۃ 33
تعداد رکعات 34
قبلہ کی تعیین 35
اَقِیْمُوا الصَّلٰوۃَ 36
نماز کی پابندی اور اس کی نگہداشت 37
قرآن میں نماز کے اوقات 38
نماز کی شرطیں 40
ہر نماز کیلئے وقت مقرر ہے اور اس کی محافظت فرض ہے 41
نوعِ اوّل 41
نوعِ دوم 42
نوعِ سوم 42
نوعِ چہارم 43
نوعِ پنجم 44
صلوٰۃ کے معنی 45
نماز کی اہمیت 46
تارک صلوٰۃ کافر ہے 48
عبادت میں میانہ روی اختیار کی جائے 49
کیا کثرتِ عبادت ممنوع ہے 49
امام کو مسائل شریعت بتانا لازمی ہے 51
اذان و مؤذن کے فضائل واحکام 52
اذان کا جواب دینا واجب ہے 53
اذان سن کر حضور اکرم ﷺ کیلئے دعا کی جائے 54
مقام محمود 55
اذان کے بعد مسجد سے نکلنا جائز نہیں 56
اذان خارج مسجد دی جائے 57
وضو اور اس کے اہم مسائل 58
چار چیزوں کیلئے وضو کرنا فرض ہے 59
آٹھ چیزیں جن کیلئے وضو کرنا سنت ہے 60
وہ ۲۶ چیزیں جن کیلئے وضو کرنا مستحب ہے 60
وضو کے چار فرض ہیں 62

اوّل منہ دھونا 62
مسائل فرض اوّل 62
وضو کا دوسرا فرض 63
وضو کا تیسرا فرض 64
وضو کا چوتھا فرض 65
وضو کی سنتیں (۱۶) سولہ ہیں 66
مستحب وضو کے ۵۹ ہیں 67
وضو میں مکروہ ۲۰ ہیں ان سے بچنا چاہیے 71
متفرق مسائل وضو 72
ناخن کی سرخی 73
مذی کے نکلنے سے صرف وضو ٹوٹ جاتا ہے 73
مذی 73
بواسیر کے مریض کے متعلق وضو کے مسائل 74
وضو میں موزوں پر مسح کرنا جائز ہے اور اس کے ضروری مسائل 74
موزوں پر مسح کرنے کے متعلق ضروری مسائل 75
منعل 76
مجلد 76
وضاحت 77
مسواک کے مسائل وفضائل 78
غسل کے فرائض اور اس کا طریقہ 80
غسل کے فرائض 80
غسل کی سنتیں 85
جنبی اور بے وضو کے احکام ومسائل 86
حیض ونفاس والی عورت کے احکام 87
نماز کے فرائض واجبات مکروہات ومفسدات 90
نماز کے سات فرض ہیں 90
تکبیر تحریمہ 90
قیام 90
قرأت 91
رکوع 91
سجدہ 92
سجدہ کے ضروری مسائل 92
قعدہ اخیرہ 92
خروج بصنعہ 93
نماز کی شرطیں 93
عورتوں کیلئے 93
باریک دوپٹے 93
واجبات نماز کا بیان 95
سجدہ سہو کا طریقہ 97
سنت مؤکدہ ووتر کی تعداد 97
جمعہ کی سنت مؤکدہ 97
سنت مؤکدہ ادا کرنے کا طریقہ 97
فرض نماز پڑھنے کا طریقہ 98
وتر، سنت مؤکدہ اور نفل نماز 98
فرض واجب آیت، سجدہ اور اقتدا کے مسائل 99
نمازی کے آگے سے گزرنا 100
مفسدات نماز 100
نماز کے مکروہات تحریمہ 101
تصویر کے احکام 104

نماز میں قہقہہ کا حکم 106

تشہد میں اُنگلی اُٹھانا 107

مسبوق التحیات میں کلمہ شہادت کی تکرار کرے 107

اقامت بیٹھ کر سنی جائے اور امام ومقتدی حی علی الفلاح پر کھڑے ہوں 108

تعدیل ارکان 108

سونے پیتل کی انگوٹھی 108

احتیاط الظہر 108

جواب 109

نماز جنازہ فرض کفایہ ہے 109

جواب 109

مختلف اہم سوالات 110

جوابات 110

امام کیسا ہو؟ 113

جواب 113

چلتی گاڑی میں نماز کا حکم 114

جواب 114

وضو کے بعد نفل 115

جواب 115

نماز کے بعض اہم مسائل 116

طلوع کے وقت مطلقاً نماز ناجائز ہے 117

فجر وعصر کی نماز کے بعد نفل پڑھنا ممنوع ہیں 117

اگر شمار رکعت میں شک ہو تو کیا کرے 118

ترک واجب سے سجدہ سہو لازم ہے 119

کن صورتوں میں نماز توڑ سکتا ہے 120

استقبال قبلہ سے عاجز ہونے کی صورتیں 121

سواری پر نفل پڑھ سکتا ہے 122

نماز کیلئے ستر عورت شرط ہے اور اس کے ضروری مسائل 122

عورتوں کیلئے نماز میں سارے بدن کو چھپانا فرض ہے 123

نماز فجر اُجالے میں پڑھنا مستحب ہے 124

سنت مؤکدہ کے احکام اور تعداد 127

نمازی کے آگے سے گزرنا سخت گناہ ہے 129

نماز میں صفوں کو سیدھا رکھنا واجب ہے 130

لوگوں کی گردنیں پھاند کر اگلی صف میں جگہ بنانا ممنوع ہے 131

فرض نماز کی تکبیر ہو جائے تو کسی نفل کا پڑھنا جائز نہیں 132

سنت فجر کی اہمیت اور اس کے بعض ضروری مسائل 135

قنوت فی الفجر منسوخ ہے 137

خلاصہ حدیث 139

قنوت نازلہ کا پڑھنا منسوخ ہے 140

نفل شروع کرنے واجب ہو جاتے ہیں 141

ظہر ٹھنڈی کر کے پڑھی جائے 142

سترہ کے مسائل 143

مسجد کو گندگی اور ہر گھن کی چیز سے پاک صاف رکھنا ضروری ہے 143

داہنی طرف تھوکنا منع ہے 144

نماز کے بعد بلند آواز سے ذکر کرنا جائز ہے 146

۳۳ کا عدد 147

نماز مریض کا بیان 149

بیمار بیٹھ کر لیٹ کر اشارہ سے جیسے ممکن ہو نماز پڑھے 150
کھڑے ہو کر بیٹھ کر لیٹ کر نماز نفل پڑھنے کے مسائل 151
نفل نماز کھڑے ہو کر پڑھنا افضل ہے 152
مسافر کی نماز 154
مسافر کی تعریف 155
حدیث دوم 156
مسائل ضروریہ 158
نیت اقامت کے شرائط 159
بحالت سفر صرف فرض میں قصر کرے 160
فوائد 161
سفر میں قصر ضروری ہے 165
جمعہ اور اس کے مسائل وفضائل 167
فضائل جمعہ 169
وجوب جمعہ کی شرطیں 169
فائدہ 171
ادائے جمعہ کی شرائط 172
اوّل وقت ظہر کا ہونا 173
دوم خطبہ 173
جمعہ کے خطبہ کے مسائل 173
سوم جماعت 177
چہارم اذن عام 177
شرط پنجم بادشاہ اسلام 178
ششم مصر 181
صحت ادائے جمعہ کیلئے مصر شرط ہے اور اس کے دلائل 182
تفسیر آیات جمعہ 187
جمعہ کیلئے کس وقت سعی کی جائے 188
کیا جمعہ کیلئے غسل فرض ہے 190
حاضرین جمعہ کی فضیلت 191
فوائد ومسائل 192
جمعہ کے خطبہ کے ضروری مسائل 193
کیا گاؤں میں جمعہ جائز ہے؟ 194
دیہات میں جمعہ جائز نہیں 195
حضور علیہ السلام نے دیہاتیوں کو جمعہ نہ پڑھنے کی اجازت دی 197
فقہاء احناف نے مصر کی جو تعریف کی ہے وہ اثر عطاء سے ماخوذ ہے 200
جمعہ کا وقت وہی ہے جو ظہر کا ہے 202
سعی الی الجمعہ 203
مسافر پر جمعہ واجب نہیں ہے 205
خطبہ جمعہ کے وقت نماز اور کلام ممنوع ہے 206
جمعہ کی سنتیں 207
صلوٰۃ حاجت 208
صلوٰۃ التسبیح 208
پنج گنج صغیر 209
نماز اشراق 209
نماز چاشت 210
اوابین 210
نماز تہجد 210
درود شریف 211
نماز مترجم مع نماز جنازہ 212
خطبات جمعہ وعیدین 230

وَاَحْسَنُ مِنْكَ لَمْ تَرَ قَطُّ عَیْنِیْ

اے محبوب (صلی اللہ علیہ وسلم) آپ سے زیادہ حسین میری آنکھ نے کبھی دیکھا ہی نہیں

وَاَجْمَلُ مِنْكَ لَمْ تَلِدِ النِّسَاءُ

اور آپ سے زیادہ حُسن و جمال کا پیکر کسی ماں نے جنا ہی نہیں

خُلِقْتَ مُبَرَّاً مِّنْ كُلِّ عَیْبٍ

آپ ہر عیب سے مبرّا اور پاک پیدا کیے گئے ہیں

كَاَنَّكَ قَدْ خُلِقْتَ كَمَا تَشَاءُ

گویا کہ جیسے آپ چاہتے تھے ویسا ہی آپ کو پیدا کیا گیا ہے۔

تعارف مصنف

امیر اہلسنّت شارح بخاری حضرت علامہ
سیّد محمود احمد رضوی محدث لاہوری رحمۃ اللہ علیہ

شارح بخاری حضرت علامہ سیّد محمود احمد رضوی رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت ۱۹۲۴ء میں آگرہ میں مفتی اعظم پاکستان حضرت علامہ سیّد ابوالبرکات سیّد احمد قادری رحمۃ اللہ علیہ کے ہاں ہوئی۔ علامہ رضوی نجیب الطرفین سیّد ہیں اور آپ کا سلسلہ نسب چالیس واسطوں سے امام علی رضا مشہدی بن موسیٰ کاظم رضی اللہ عنہ تک پہنچتا ہے۔ اور والدہ کی طرف سے آپ کا سلسلہ نسب پینتالیس واسطوں سے حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ سے جا ملتا ہے۔ علمی و روحانی ماحول میں آنکھیں کھولیں اور اسی میں نشو و نما پائی۔ درس نظامی کی ابتدائی کتابیں اپنے جد امجد سیّد المحدثین مولانا سیّد محمد دیدار علی شاہ الوری رحمۃ اللہ علیہ سے پڑھیں بقیہ کتب مولانا مہر دین بدھوی اور حضرت علامہ عطا محمد چشتی گولڑوی رحمۃ اللہ علیہ سے پڑھیں۔ ۱۹۴۷ء میں جامعہ حزب الاحناف لاہور کے سالانہ جلسے میں آپ کی دستار بندی کرائی گئی۔ حضرت علامہ رضوی نے ۷ جون ۱۹۴۷ء کو موقر جریدہ ''رضوان'' جاری کیا۔ ۲۷ تا ۳۰ اپریل کو بنارس سنی کانفرنس میں پنجاب کے دینی مدارس کے طلبہ کے وفد کی قیادت کرتے ہوئے شریک ہوئے اور تحریک پاکستان میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔ ۱۹۵۳ء کی تحریک ختم نبوت میں اپنے تایا جان حضرت علامہ سیّد ابوالحسنات محمد احمد قادری رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ بھرپور کام

کیا اور شاہی قلعہ میں قید بھی ہوئے۔ ۱۹۷۴ء کی تحریک ختم نبوت کا آپ کو مرکزی سیکرٹری جنرل چنا گیا۔ جس کے نتیجے میں اس وقت کے وزیر اعظم ذوالفقار علی بھٹو مرزائیوں کو کافر قرار دینے پر مجبور ہو گئے۔ ۱۹۷۰ء میں آپ نے کل پاکستان سنی کانفرنس ٹوبہ ٹیک سنگھ (دارالسلام منعقد کروائی) اور آپ اس کانفرنس کے کنوینئر تھے اس کانفرنس کے موقع پر آپ کو متفقہ طور پر جمعیت علماء پاکستان کا مرکزی سیکرٹری جنرل چنا گیا اور حضرت خواجہ قمر الدین سیالوی سجادہ نشین سیال شریف کو صدر منتخب کیا گیا۔ اسی کانفرنس میں جمعیت علماء پاکستان نے انتخابات میں حصہ لینے کا اعلان کیا۔

۱۹۷۱ء میں برطانیہ کے نام نہاد ڈاکٹر منہاس نے ایک دل آزار کتاب لکھی جس میں اس نے نبی اکرم ﷺ کی شان میں گستاخی کی تو حضرت علامہ سید محمود احمد رضوی رحمۃ اللہ علیہ نے لاہور میں اس کتاب کے خلاف احتجاجی جلوس نکالا جس کی پاداش میں اس وقت کی ایوب مارشل لاء حکومت نے حضرت علامہ سید محمود احمد رضوی رحمۃ اللہ علیہ کو دیگر علماء و مشائخ کے ہمراہ گرفتار کر لیا۔

حضرت علامہ سید محمود احمد رضوی رحمۃ اللہ علیہ سچے عاشق رسول اور لوگوں میں فروغ عشق رسول ﷺ کیلئے مسلسل کوشاں رہتے۔ اس مقصد کیلئے انہوں نے ۲۳ مارچ ۱۹۸۴ء کو لاہور سے "یارسول اللہ کانفرنس" کا سلسلہ جاری کر کے لوگوں میں نئی روح پھونک دی جو کہ ابھی تک تسلسل سے جاری و ساری ہے۔ حضرت علامہ سید محمود احمد رضوی رحمۃ اللہ علیہ کو ۱۹۷۵ء میں حکومت پاکستان نے ان کی دینی و ملی و مذہبی خدمات کے اعتراف میں ملک کا اعلیٰ ترین سول اعزاز "ستارہ امتیاز" دیا۔ آپ اسلامی نظریاتی کونسل کے رکن، ممبر وفاقی مجلس شوریٰ، چیئرمین زکوٰۃ و عشر کمیٹی لاہور، مشیر وفاقی شرعی عدالت، مشیر صدر اسلامی جمہوریہ پاکستان اور دیگر متعدد کمیٹیوں میں اہم عہدوں پر فائز رہے۔

حضرت علامہ سید محمود احمد رضوی رحمۃ اللہ علیہ کے والد ماجد اعلیٰ حضرت مجدد دین و

ملت امام احمد رضا خان فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کے شاگرد خاص اور خلیفہ مجاز تھے۔ اس طرح حضرت علامہ سیّد محمود احمد رضوی رحمۃ اللہ علیہ کا سلسلہ حدیث و بیعت صرف ایک واسطہ سے اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ سے جا ملتا ہے۔

حضرت علامہ سیّد محمود احمد رضوی رحمۃ اللہ علیہ جامعہ حزب الاحناف کے مہتمم بھی رہے اور مختلف دینی، قومی، ملی و ملکی تحریکوں کا مرکز حزب الاحناف کو بنایا۔ آپ کے ہزاروں شاگرد ملک و بیرون ملک دین اسلام کی اشاعت و تبلیغ میں مصروف عمل ہیں اور خود آپ نے بھی متعدد مرتبہ مختلف بیرونی ممالک کا دورہ فرمایا۔

اولاد

آپ کو اللہ تبارک و تعالیٰ نے سات صاحبزادوں اور تین صاحبزادیوں سے نوازا ہے۔ جن میں صاحبزادہ سیّد مصطفیٰ اشرف رضوی صاحب فاضل درس نظامی (ایم اے عربی، ایم اے اسلامیات) آپ کے جانشین ہیں۔

حضرت علامہ سیّد محمود احمد رضوی رحمۃ اللہ علیہ علم حدیث میں بلند پایہ خاندان کے چشم و چراغ ہیں۔ آپ نے علم حدیث اپنے دادا شیخ المحدثین حضرت سیّد دیدار علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ اور اپنے والد مفتی اعظم علامہ سیّد ابوالبرکات احمد قادری رحمۃ اللہ علیہ سے حاصل کیا اور آپ کے دادا نے علم حدیث حضرت شاہ فضل الرحمٰن گنج مراد آبادی رحمۃ اللہ علیہ سے حاصل کیا جو کہ سراج الہند حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کے جلیل القدر شاگرد تھے۔ اس طرح آپ کا سلسلہ حدیث تین واسطوں سے حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ جو کہ شاہ ولی اللہ دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کے شاگرد سے جا ملتا ہے۔

وصال مبارک

آپ کا وصال مبارک بروز جمعرات ۴ رجب بمطابق ۱۴ اکتوبر ۱۹۹۹ء کو لاہور

میں ہوا۔ دوسرے دن بعد جمعۃ المبارک آپ کی نماز جنازہ ناصر باغ میں ادا کی گئی۔ نماز جنازہ آپ کے بھائی صاحبزادہ حضرت علامہ سیّد مسعود احمد رضوی نے پڑھائی۔ جس میں ہزاروں علماء و مشائخ نے شرکت کی۔ آپ کو اپنے والد بزرگوار کے پہلو میں دفن کیا گیا۔

سنی کانفرنس ٹوبہ ٹیک سنگھ (دارالسلام) میں حضرت شارح بخاری کا خطبہ استقبالیہ

حضرات علماء کرام و مشائخ ملت اور عمائدین اہلسنّت و مسلمانان پاکستان میں صمیم قلب کے ساتھ آپ کی خدمت میں ہدیہ تبریک پیش کرتا ہوں کہ آپ نے محض اللہ تعالیٰ کی رضا کے حصول اور کلمہ حق کی حمایت و نصرت کیلئے دور دراز کے سفر کی صعوبتیں برداشت کر کے کل پاکستان سنی کانفرنس میں شرکت کی۔ میں دارالسلام ٹوبہ ٹیک سنگھ کے غیور مسلمانوں اور خصوصاً علامہ مختار الحق صاحب صدیقی اور ان کے مخلص رفقاء کا شکریہ ادا کرتا ہوں جنہوں نے انتہائی خلوص اور للّٰہیت کے ساتھ اس عظیم الشان، ایمان افروز اور باطل سوز کل پاکستان سنی کانفرنس کا ایک تاریخی کارنامہ انجام دیا۔

معزز حاضرین آج سے کچھ عرصہ قبل ٹوبہ کی اس زمین پر چند لادینوں نے جمع ہو کر یہ تاثر دینے کی کوشش کی تھی کہ پاکستان اور خصوصاً ٹوبہ کے کسان، مزدور اور محنت کش اپنے حقوق کا تحفظ سوشلزم اور کمیونزم ایسے لادینی نظاموں میں سمجھتے ہیں علماء و مشائخ اہلسنّت و اکابرین ملت و مسلمانوں کا یہ عظیم اجتماع اس امر کی واضح دلیل ہے کہ لادینوں کا یہ تاثر غلط اور واقع کے خلاف ہے اور آج یہ بات زندہ حقیقت بن کر سامنے آگئی ہے کہ پاکستان کے مسلمان اسلام کے سوا کسی اور نظام میں اپنی نجات کا تصور بھی نہیں کر سکتے۔

حضرات عمائدین ملت! جمعیت العلماء پاکستان ملک کی ایک با اصول دینی و سیاسی جماعت ہے جس کا مقصد توحید اسلام کے عالمگیر نظام حیات کو زندگی کے ہر شعبے

میں نافذ وجاری کرنا ہے اور اسی مقصد کے حصول کیلئے جمعیت سرگرم عمل ہے۔

یہی وہ جماعت ہے جس نے قیام پاکستان اور حصول پاکستان کیلئے خلوص خدمات انجام دیں۔ ۱۹۴۶ء میں بنارس سنی کانفرنس قائم کر کے ہندو سامراج کے ناپاک عزائم کو خاک میں ملا دیا اور مخالفین پاکستان کا ہر محاذ پر ڈٹ کر مقابلہ کیا۔

جمعیت نے بلا خوف لومۃ ولائم حق کی حمایت ونصرت کو اپنا نصب العین بنا کر ہر نازک موڑ پر کتاب اللہ وسنت رسول ﷺ کی روشنی میں ملک وملت کی رہنمائی کا فریضہ ادا کیا۔

قیام پاکستان کے بعد سب سے اہم مسئلہ یہ تھا کہ اس خطہ پاک میں کتاب و سنت پر مبنی دستور نافذ ہو ملک کے سیاسی ومعاشی واقتصادی مسائل صرف اسلام کی روشنی میں حل کئے جائیں اور حضور سید عالم نور مجسم ﷺ کے اسوہ حسنہ اور خلفائے راشدین کے دور سعید کی رہنمائی میں عدل وانصاف پر مبنی معاشرہ قائم کیا جائے مگر افسوس ۲۳ سال کے طویل عرصہ میں جو لوگ بھی برسر اقتدار آئے ان میں سے کسی نے بھی اس خطہ پاک مین اسلامی نظام کے قیام ونفاذ کے منافی امور کی خوب حوصلہ افزائی کی حتیٰ کہ ایسے قوانین نافذ کرنے میں بھی کوئی جھجک محسوس نہ کی جو قرآن وسنت کے صریح طور پر خلاف ہیں۔

۱۴ اگست ۱۹۴۷ء کو پاکستان ایک آزاد اور خود مختار مملکت کی حیثیت سے معرض وجود میں آیا۔ قانون آزاد ہند جس کے تحت یہ مملکت وجود میں آئی اس میں یہ لکھ دیا گیا تھا کہ جب تک پاکستان کیلئے آئین ساز اسمبلی دستور مرتب نہیں کرتی۔ گورنمنٹ آف انڈیا ایکٹ ۱۹۳۵ء ہی پاکستان میں رائج رہے گا۔

نو سال کا عرصہ تو یونہی گزر گیا اور آئین مرتب نہ ہوسکا ۱۹۵۶ء میں آئین بنا مگر ڈھائی سال تک انتخابات کی نوبت نہ آئی اور جب یہ آئین نافذ ہوا اور اس کے

تحت عبوری دور کیلئے صدر مملکت کا انتخاب ہوا تو اسی صدر کے ہاتھوں مارشل لاء کا نفاذ عمل میں آیا۔ جس نے آئین کو ہوش سنبھالنے سے پہلے ہی موت کی نیند سلا دیا۔ دوسرے مرحلہ میں ایوب خان نے ایک آئین بنایا مگر اس کا حشر بھی وہی ہوا جو سابق آئینوں کا ہوا اور اس طرح ملک متعدد بار دستوری بحران کا شکار ہوتا رہا اور ذاتی اقتدار کی جنگ نے اس خطہ پاک کو سرزمین بے آئین ہی رہنے دیا۔ جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ یہ ملک جو اسلام کے نام پر حصال کیا گیا تھا لادینوں نظریہ پاکستان کے مخالفوں اور غیر ملکی ایجنٹوں کی ریشہ دوانیوں کی آماجگاہ بن گیا اب صورت حال یہ ہے۔

پاکستان کی وحدت ملی کیخلاف علاقائی، لسانی اور نسلی منافقوں کے فتنے جاگ اُٹھے ہیں۔ سندھ میں جے سندھ کا نعرہ پرورش پا رہا ہے سرحد میں پختونستان کی تحریک سر اٹھا رہی ہے اور مشرقی پاکستان میں بنگلہ دیش کی آواز سنائی دے رہی ہے۔

طبقاتی کشمکش نقطہ عروج پر پہنچ گئی ہے۔ مزدور، کسان اور محنت طبقہ کے حقوق تلف کئے جا رہے ہیں۔ سرمایہ پرستی کے مروجہ ظالمانہ نظام نے وسائل دولت کو چند خاندانوں میں مرکوز کر دیا ہے۔ امیر، امیر تر ہوتا جا رہا ہے اور غریب روٹی سے محروم ہے۔

لادین طاقتیں الحاد و زندقہ پر مبنی سیاسی و اقتصادی نظام رائج کرنے کی فکر میں ہیں اور نظریہ پاکستان کے دشمن گاندھی و نہرو کے دیرینہ نیاز مند، اکھنڈ بھارت اور متحدہ قومیت پر عقیدہ رکھنے والے چند کانگریسی مولوی اشتراکی الحاد کو خلافت راشدہ کا نام دے رہے ہیں۔

را کے ایجنٹ اور غیر ملکی طاقتوں کے آلہ کار پاکستان کے خرمن امن کو تباہ و برباد کرنے پر تلے ہوئے ہیں اور جلاؤ گھراؤ کی امن سوز سرگرمیوں میں مصروف ہیں۔

یہ وقت قومی سطح زندگی کا انتہائی نازک دور ہے اور باطل کے علمبردار جس چابکدستی سے اس ملک میں دام ہمرنگ زمین بچھا رہے ہیں۔ اس کے پیش نظر پاکستان کے

غیور مسلمانوں خصوصاً علماء و مشائخ اہلسنت کی ذمہ داریاں کئی گناہ زیادہ ہوگئی ہیں۔ اگر اس نازک موڑ پر اکابرین ملت و عمائدین امت نے وقت کے تقاضوں کو لبیک نہ کہا تو اس کا خمیازہ پوری قوم کو بلکہ آنے والی نسلوں کو بھگتنا پڑے گا۔

ضرورت ہے کہ پاکستان کے مسلمان علماء و مشائخ اہلسنت حق کی حمایت و نصرت کے میدان عمل میں گامزن ہو کر باطل پرستوں کے عزائم کو خاک میں ملا دیں اور یہ واضح کر دیں کہ پاکستان صرف اور صرف اسلام کیلئے ہے اور اسلام کے سوا اس خطہ پاک میں کسی اور مذہب کو کسی قیمت پر برداشت نہیں کیا جائے گا۔ علماء اہلسنت دین اور بے دینیت کی اس کشمکش میں اسلام کا مقدس علم ایمانی جرات کے ساتھ بلند رکھیں۔

حضرات مشائخ ملت! یہ کانفرنس ۹ کروڑ سنی مسلمانوں کو وسیع تر نمائندگی پر ہو رہی ہے تاکہ ملکی سطح پر اہلسنت کے اس تاریخی کردار کو دہرایا جاسکے جو تحریک پاکستان کے وقت سنی علماء و مشائخ نے ۱۹۴۶ء میں بمقام بنارس ادا کیا تھا۔ انشاء اللہ یہ کانفرنس اہلسنت کی تاریخ میں ایک نئے باب کا اضافہ کرے گی اور سوشلزم و کمیونزم کے تابوت میں آخری کیل ثابت ہوگی۔

دارالسلام (ٹوبہ) کی کل پاکستان سنی کانفرنس کا مقصد پاکستان میں اسلامی نظام کا قیام‘ اسلامی اقتدار کی حفاظت‘ حقوق اہلسنت کا تحفظ‘ اسلام کی عادلانہ‘ منصفانہ‘ اقتصادی نظام کے ذریعے مزدوروں‘ کسانوں اور محنت کش طبقہ کے حقوق و مفادات کی عملی طور پر نگہداشت‘ گھیراؤ اور جلاؤ کی امن سوز سرگرمیوں اور غیر ملکی ایجنٹوں کی ریشہ دوانیوں کا سد باب اور بھارت کے مظلوم مسلمانوں کو ہندو سامراج کے ظلم و ستم سے بچانے کیلئے موثر اقدام کرنا ہے۔

حضرات علماء و مشائخ! یہ ہیں وہ مسائل و حالات جن کے متعلق ٹھوس اور موثر پروگرام قوم کے سامنے پیش کرنے کیلئے آپ کی رہنمائی و رہبری کی ضرورت ہے۔

اسلام میں عبادت کا تصور

وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِيَعْبُدُوْنَ۔ (سورۃ الذاریات)

ہم نے جنوں اور انسانوں کو اپنی عبادت کیلئے پیدا کیا ہے۔

لفظِ عبادت دنیا کے ہر مذہب میں موجود ہے۔ ہر مذہب کے بانی نے اپنے پیروؤں کو عبادت کا حکم دیا اور اس کا طریقہ بھی ہر مذہب نے علیحدہ علیحدہ مقرر کیا ہے۔ لیکن عبادت کی جو حقیقت وتشریح اسلام نے کی ہے وہ ایسی ہے جس کو معلوم کر کے ہر سلیم العقل اس نتیجہ پر پہنچتا ہے کہ واقعی عبادت یہ ہے اور دیگر مذاہب نے جو عبادت کا طریقہ اور تشریح کی ہے، کہیں تو وہ نامکمل ہے، کہیں اس کی روح ہی مفقود ہے اور کہیں ایسے افعال کو عبادت میں شمار کر لیا ہے۔ جو فطرتاً وعقلاً عبادت ہونے کی صلاحیت ہی نہیں رکھتے۔

عرب ہی کو لیجئے ان کی عبادت یہ تھی کہ دنیا کے عیش وآرام اور اس کی لذتوں کو چھوڑ کر جنگل اور ویرانوں میں بیٹھ جاؤ اور دنیا سے قطع تعلق کر کے مجرد زندگی بسر کرو۔ یہود کی عبادت یہ تھی کہ ہفتہ کے دن چھٹی کی جائے اور اس دن کوئی کام نہ کیا جائے، اس کے علاوہ جب کبھی انہیں موقع ملتا تو بتوں کے سامنے سر جھکا لیتے۔ عیسائیوں کی عبادت حضرت مریم رضی اللہ عنہا اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی تصویروں اور مجسموں کو پوجنا اور اپنے جسم کو سخت تکلیف پہنچانا تھا۔ انہوں نے اپنے جسم کو تکلیف پہنچانے کے بہت سے

سخت قسم کے طریقے ایجاد کر لئے تھے اور اس کا نام انہوں نے عبادت رکھ لیا تھا۔ یہودیوں اور عیسائیوں کو چھوڑ کر خاص عرب کے لوگ اللہ نام ہستی سے تو واقف مگر عبادت و پرستش کے مفہوم سے بالکل نا آشنا تھے۔

اسی طرح عرب کے باہر بھی خدائے واحد کی پرستش نہ تھی۔ یونانی اپنے بادشاہوں کے مجسمے اور ستاروں کے ہیکل کے پجاری تھے، روم، ایشیا کوچک، یورپ، افریقہ، مصر بربر حبشہ وغیرہ عیسائی ملکوں میں حضرت مریم و عیسیٰ علیہ السلام کی مورتوں کو پوجا جاتا تھا۔ زردشت کی مملکت میں آگ کی پرستش جاری تھی۔ ہندوستان سے لے کر کابل وترکستان تک اور چین سے جزائر ہند تک بودھ کی مورتوں، سمادھوں اور اس کی جلی ہوئی ہڈیوں کی راکھ کی پوجا ہوتی تھی۔ چین کے کنفوش اپنے باپ دادا کی مورتوں کے آگے خم تھے، خاص ہندوستان میں سورج گنگا اور تاروں کی عبادت تھی۔ غرضیکہ یہ تھا دنیا کے مذاہب اور اس کے پیروؤں کی عبادت کا مختصر نقشہ۔

ایسے وقت میں جبکہ دنیا پتھروں، درختوں، جانوروں، دیوتاؤں، سیاروں کی پرستش کر رہی تھی۔ اور ساری کائنات خدائے واحد کو چھوڑ کر آسمان سے زمین تک کی مخلوقات کو پوج رہی تھی۔ ایک بے آب وگیاہ ملک کے گوشہ سے یہ آواز آئی۔

يٰاَيُّهَا النَّاسُ اعْبُدُوْا رَبَّكُمْ۔

اے لوگو اللہ واحد قہار کی پرستش کرو۔

اسی ایک اکیلے خدا کی عبادت، عبادت ہے اور مخلوق کو پوجنا اور غیر اللہ کی پرستش عبادت نہیں جہالت ہے۔

معلوم ہوا کہ یہ آواز دینے والا اور مخلوق کو خدائے واحد کی پرستش کی تلقین کرنے والا کون تھا؟ ہاں یہ وہی تھے جن کے متعلق عامر بن اکوع رضی اللہ عنہ نے عرض کیا۔

وَاللّٰهِ لَوْلَا اَنْتَ مَا اهْتَدَيْنَا: وَلَا تَصَدَّقْنَا وَلَا صَلَّيْنَا۔

قسم بخدا اگر آپ نہ ہوتے تو نہ ہم راستہ پاتے نہ خیرات کرتے اور نہ نماز پڑھتے۔

گویا اس شعر میں حضور نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے احسان کا اظہار کیا ہے کہ یہ آپ ہی کی تعلیم تھی جس نے نہ صرف اہل عرب کو بلکہ ساری کائنات کو عبادت کے صحیح طریقوں سے آشنا فرمایا۔ اگر آپ کی ذات ستودہ صفات نہ ہوتی آج سارے جہان کے انسانوں کی پیشانیاں غیر اللہ کے سامنے جھکی ہوئی ہوتیں۔

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا پہلا کارنامہ یہ ہے کہ آپ دنیا کو عبادت کا اصل مفہوم بتایا اور کائنات کے معبدوں سے تمام باطل معبودوں کو باہر نکال کر پھینک دیا اور خدا کے سامنے تمام مخلوقات کی گردنیں جھکا دیں اور صاف اعلان فرمایا۔

اُعْبُدُوْ رَبَّکُمْ۔ صرف ایک خدا کو پوجو۔

پھر آپ نے عبادت اور اس کا صحیح طریقہ پیش کیا اور بتایا عبادت کیلئے کسی خارجی رسوم کی ضرورت نہیں ہے۔ آگ جلانا، مورتیوں کو سامنے رکھنا، لوبان اور خوشبو، گھنٹوں اور ناقوسوں سے عبادت کو دلکش و دلفریب بنانا، ساز و ترنم اور جرس وغیرہ حتیٰ کہ کسی خاص لباس کی بھی قید نہیں ہے اور ان تمام غیر ضروری رسوم سے اسلام کی عبادت پاک ہے۔ اسلام کی عبادت تو پاک لباس جو ستر پوشی کر سکے۔ پاک جسم اور پاک دل کی ضرورت ہے۔

مکان کی قید

ہر مذہب نے اپنی عبادت کو اینٹ چونے کی چار دیواری میں محدود کر دیا ہے۔ بت خانوں سے باہر آتش کدوں سے الگ ان کے ہاں کوئی نماز نہیں ہے۔ لیکن حضور علیہ السلام نے دنیا کو بتایا کہ کائنات کا ہر حصہ معبد ہے اور زمین کا ہر گوشہ عبادت خانہ ہے۔ تم کہیں بھی ہو۔ سمندر میں یا خشکی میں، ہوا میں یا زمین پر، ہنگامۂ کارزار میں یا ریل و جہاز میں، ہر جگہ خداوندِ قدوس کی عبادت کر سکتے ہو۔

حضور ﷺ نے فرمایا۔ اللہ نے مجھے بعض ایسی خصوصیتیں عطا فرمائی ہیں جو پہلے پیغمبروں کو نہیں دی گئیں۔

جُعِلَتْ لِیَ الْاَرْضُ مَسْجِدًا۔

روئے زمین کو میرے لئے سجدہ گاہ بنایا گیا ہے۔

یعنی سمندر میں، ہوا میں، خشکی میں، تری میں ہر جگہ اپنے رب کے سامنے سجدہ ریز ہو سکتا ہے۔ اور کسی بھی عذر شرعی کی وجہ سے مسجد کے علاوہ بھی عبادت کر سکتا ہے۔ کیونکہ

اُدْعُوْنِیْ اَسْتَجِبْ لَکُمْ۔ تم مجھے پکارو میں تمہیں جواب دوں گا۔

یعنی عرض حال کرنے کیلئے کسی بت کسی مجسمہ کی ضرورت نہیں ہے، تم جس مکان میں زمین کے جس گوشے میں رب کو پکارو گے وہ جواب دے گا۔

انسانی قربانی عبادت ہے؟

بعض مذاہب میں مرغوب عبادت یہ تھی کہ اپنے نفس یا اپنی اولاد کو آگ میں جلا دیا، دریا میں ڈبو دیا اور اس طرح خدا کے حضور تقرب حاصل کیا جاتا تھا۔ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا:

بیوقوفو! اس طرح اپنے اور اپنی اولاد کو ہلاک کر دینا بھی عبادت۔ جان دینی ہے تو سچائی کی حمایت میں کمزوروں کی مدد کیلئے دو۔ یہ عبادت ہے اپنے ہاتھ سے خود کشی کرنا؟ عبادت نہیں بلکہ گناہ ہے۔

اسی طرح عام خیال تھا کہ اپنے نفس کو تکلیف دینا یہ بھی عبادت ہے۔ چنانچہ یونانی فلسفیوں میں اشراقیت، عیسائیوں میں رہبانیت، ہندوؤں میں جوگیت اسی نظریہ کا نتیجہ تھا۔ یہ لوگ گوشت نہ کھاتے، ننگے رہتے، ایک سال تک کسی مقام پر کھڑے رہتے اہل وعیال کی نعمتوں کو چھوڑ کر تجرد رہبانیت اختیار کرتے اور اس کو بہت بڑی عبادت

سمجھتے تھے۔ لیکن حضور رحمۃ اللعلمین ﷺ تشریف لائے اور آپ نے فرمایا:

لَا یُکَلِّفُ اللّٰہُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا۔

خدا کسی کو اس کی طاقت سے زیادہ کا حکم نہیں دیتا۔

مَا جَعَلَ عَلَیْکُمْ فِی الدِّیْنِ مِنْ حَرَجٍ۔

اللہ نے تمہارے لئے دین میں تنگی نہیں کی ہے۔

یعنی خدا رب العالمین ہے۔ ماں باپ سے زیادہ بندوں سے محبت کرتا ہے۔ وہ تمہاری ان مشقتوں سے خوش نہیں ہوتا اور نہ وہ ایسی بات کا حکم فرماتا ہے جو تمہاری وسعت قدرت اور اختیار میں نہ ہو۔ دنیا سے بالکل قطع کر لینا اور ویرانوں میں جا کر تلاشِ حق کرنا عبادت نہیں ہے۔

لَا رُهْبَانِیَّةَ فِی الْاِسْلَامِ۔ اسلام میں رہبانیت نہیں ہے۔

ہاں عبادت یہ ہے جس میں خالق و مخلوق دونوں کے حقوق کا لحاظ رکھا جائے۔ عزیزوں، رشتہ داروں سے نیک سلوک کرو۔ بیوی بچوں کے حقوق ادا کرو۔ حلال کی روزی کماؤ، دنیا کی نعمتوں سے لذت حاصل کرو، عمدہ اور صاف کپڑے پہنو، اچھے اور پاک کھانے کھاؤ، اور پھر خدا کے حضور پانچ وقت حاضر ہو جاؤ اور اللہ کے حقوق بھی ادا کرو۔ یہ ہی عبادت ہے اور یہ ہی انسان کا کمال ہے۔

اس مختصری تفصیل سے آپ پر ظاہر ہو گیا کہ اسلام نے جو عبادت کا مفہوم پیش کیا ہے وہ دراصل ایک فطری چیز ہے جس کو سلیم طبیعت فوراً قبول کر لیتی۔ بہر حال عبادت کے لغوی معنی عاجزی کے ہیں۔ اور اصطلاح میں عبادت کے معنی یہ ہیں کہ کسی کو خدا سمجھ کر اس کے حضور عبودیت کا نذرانہ پیش کرنا اور اس کے احکام بجالانا۔ یہ سمجھ کر یہ حکم خدا کا ہے۔ اگر انسان کیسا بھی اچھا کام کرے۔ مگر اس سے مقصود خدا کی خوشی اور اس کی اطاعت نہ ہو۔ وہ ہرگز عبادت نہیں ہے اور یہ ہی اسلام کی تعلیم ہے۔

اِنَّ صَلَاتِیْ وَنُسُکِیْ وَمَحْیَایَ وَمَمَاتِیْ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ۔

میری نماز' میرا حج' میری زندگی اور میری موت سب خدا کیلئے ہے۔

اس سے معلوم ہوا مسلمان جو بھی نیک کام کرے' اگر اس سے مقصود خدا کے حکم بجا آوری اور اس کو خوش کرنا ہے تو وہ عبادت ہے۔ چنانچہ اسی آیت کی جامع مانع تفسیر حضور ﷺ کے اس ارشاد سے کی جاسکتی ہے۔

اِنَّمَا الْاَعْمَالُ بِالنِّیَّاتِ۔ اعمال کا ثواب نیت پر موقوف ہے۔

عبادت میں اخلاص ضروری ہے

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ عبادت میں نیت اور اخلاص نہایت ضروری ہے۔ انسان کا ہر وہ کام جس سے خوشنودیٔ خدا ہے' عبادت ہے۔ اور اگر اس کام سے مقصود شہرت' ناموری ہے' تو یہ عبادت نہ ہوگی۔ کیونکہ جو عبادت خلوصِ نیت سے خالی ہو اس میں تقویٰ کہاں ہوگا۔ اور عبادت کی غرض وغایت تقویٰ بھی ہے۔

تقویٰ انسان کے قلب کی وہ کیفیت ہے۔ جس کی وجہ سے دل میں نیک کام کرنے کی امنگ اور برائیوں سے نفرت ہوتی ہے اور وہ کام خاص رب العزت جل مجدہ' کی خوشنودی کیلئے کیا جاتا ہے۔ اسی لئے فرمایا:

لَعَلَّکُمْ تَتَّقُوْنَ۔

یہ عبادت اس لئے ہے تاکہ تم متقی بن جاؤ۔

عبادت کا وسیع مفہوم

مذکورہ حدیث سے یہ بھی ظاہر ہوا کہ صرف نماز' حج' زکوٰۃ ہی عبادت نہیں ہے۔ بلکہ ہر وہ کام جس سے مقصودِ خدا کی رضا ہو' وہ بھی عبادت ہے۔ مثلاً کسی شکستہ دل کی تسکین کیلئے تسلی وتشفی کی بات کرنا اور گنہگار کو معاف کرنا بھی عبادت ہے۔ چنانچہ ارشاد

ہے۔ اچھی بات کہنا اور معاف کرنا اس خیرات سے بہتر ہے۔

قَوْلٌ مَعْرُوْفٌ وَمَغْفِرَةٌ خَيْرٌ۔ (قرآن)

جس کے پیچھے ستانا ہو۔

اس آیت کی تشریح حضور نبی کریم ﷺ نے یوں فرمائی۔

كُلُّ مَعْرُوْفٍ صَدَقَةٌ۔ (بخاری)

ہر نیکی کا کام صدقہ ہے۔

تَبَسُّمُكَ فِیْ وَجْهِهٖ صَدَقَةٌ وَاِمَاطَةُ الْاَذٰی عَنِ الطَّرِيْقِ صَدَقَةٌ الشَّاعِیْ عَلَی الْاَرَامِلِ وَالْمِسْكِيْنِ كَالْمُجَاهِدِ فِیْ سَبِيْلِ اللّٰهِ۔

کسی بھائی کو دیکھ کر اس کو خوش کرنے کیلئے مسکرانا راستہ سے تکلیف دہ چیز کو ہٹانا بھی خیرات ہے۔ بیوہ وغریب کی مدد کرنا خدا کی راہ میں جہاد کرنے کے برابر ہے۔

اسی طرح لوگوں کے درمیان بغض وفساد کے اسباب کو دور کرنا، محبت پھیلانا بھی عبادت ہے۔ چنانچہ ایک مرتبہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا۔ کیا تمہیں روزہ نماز سے بڑھ کر درجہ کی چیز نہ بتاؤں۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کی۔ فرمایئے یا رسول اللہ ﷺ۔ فرمایا:

اِصْلَاحُ ذَاتِ الْبَيْنِ۔ آپس کے تعلقات کا درست رکھنا۔

ان مثالوں سے واضح ہے اسلام میں عبادت کا مفہوم بہت وسیع ہے۔ اس لئے کہا جاسکتا ہے کہ مومن کا ہر کام عبادت ہے۔ اس کا سونا جاگنا تجارت کرنا وغیرہ سب ہی عبادت ہیں، جب کہ اس سے مقصود اللہ رب العزت کی خوشنودی اور اس کے بندوں کے حقوق ادا کرنا ہے۔

* * *

نماز عبادت کا گوہرِ شاداب

فرضیتِ صلوٰۃ

نماز ہر مومن، عاقل، بالغ پاک پر فرض ہے۔ بحکم سرورِ عالم ﷺ سات سال کے لڑکے لڑکی کو نماز (روزہ) کا حکم کرنا چاہیے۔ جب دس سال کے ہو جائیں تو انہیں مار کر پڑھانی چاہیے۔ اور ان کے بستر الگ کر دینے چاہئیں۔ یا کہ بالغ ہونے پر ان کو عادت ہو جائے۔ اور وہ نماز کو ترک نہ کریں۔

اَلْخَیْرِ عادۃ والشر عا عادۃ والنفس معتادٌ۔ (صلوٰۃ مسعودی)

نیکی اور بدی عادت ہے اور نفس خوئے پذیر ہے۔

چوب تر کو جدھر پھیریں پھر جاتی ہے اور جب خشک ہو جائے تو یہ حالت نہیں رہتی۔ نماز کی فرضیت قرآن وحدیث اور اجماعِ اُمت سے ثابت ہے۔ اسی طرح پانچ نمازوں کا ثبوت قرآنِ کریم کی پانچ اور دس سے زائد احادیث سے ثابت اور اس پر اجماع اُمت ہو چکا ہے۔ (عزیز البرکات بحوالہ تعلیق الجلی)

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے سوال کیا۔

الصلوٰۃ کم. علی کم. فی کم. من کم۔

جواب دیا گیا: **اثنین علیٰ اثنین. فی اثنین من اثنین۔**

یعنی نمازیں دو طرح ہیں، فرض اور واجب۔ دو پر فرض ہیں یعنی جن وانسان پر،

دو میں یعنی شب و روز میں۔ دو کی طرف سے یعنی خدا اور رسول کی طرف سے۔

(بیاض جدی المکرم ادخله اللّٰه فی بحبوحه جنانه)

نماز میں سات آسمان کے فرشتوں کی عبادت ہے۔ آسمان اوّل کے قیام میں ہیں، آسمان دوم کے رکوع میں، سوم کے سجدہ میں، چہارم کے قعدہ میں، پنجم کے تسبیح میں، چھٹے کے تہلیل (لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰه) میں، ساتویں کے تمجید (سبحان اللّٰهِ والحمد للّٰه) میں،

جب مومن آدمی دو رکعت نماز انہیں مذکورہ افعال و اذکار سے ادا کرتا ہے، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اس کے اعمال نامہ میں سات آسمان کے فرشتوں کی گنتی کے مطابق نیکیاں لکھی جاتی ہیں۔

امام نجم الدین عمر نسفی رحمۃ اللہ علیہ خصائل میں فرماتے ہیں کہ زمینوں کو بھی اس پر قیاس کرنا چاہیے۔ درخت اور مینار اور پہاڑ قیام میں ہیں اور چارپائے رکوع میں اور حشرات الارض (زمین میں رہنے والے) سجدہ میں، اور دیواریں اور ٹیلے اور کاہ اور ریگ وغیرہ قعدہ میں، قرآن کریم کی آیت کریمہ اسی دلیل پر ہے۔

وَاِنْ مِنْ شَیْئٍ اِلَّا یُسَبِّحُ بِحَمْدِهٖ وَلٰکِنْ لَاتَفْقَهُوْنَ تَسْبِیْحَهُمْ۔

(کنز الایمان، صلوٰۃ مسعودی)

اور کوئی چیز نہیں جو اسے سراہتی ہوئی اس کی پاکی نہ بولے۔ ہاں تم اس کی تسبیح سمجھ نہیں سکتے۔ (پ ۱۵، ع ۵)

آب و خاک و باد و آتش بندہ اند
با من و تو مردہ با حق زندہ اند

اللہ تعالیٰ نے نماز کو احمد ﷺ شکل بنایا۔ الف قیام حا رکوع میم سجدہ دال قعدہ۔ (واقع الاخبار)

نماز کے برکات

نبی محترم رسول اکرم ﷺ نے فرمایا ہے۔ (۱) نماز پڑھنے سے خدا تعالیٰ خوش ہوتا ہے۔ (۲) فرشتے پیار کرتے ہیں۔ (۳) تمام انبیاء کی سنت ہے۔ نورِ معرفت ہے۔ (۴) اصل (جڑ) ایمان ہے۔ (۵) اجابت (قبولیت) دعا ہے (باعث قبولیت ایمان ہے) (۶) رزق میں برکت (۷) بدن میں راحت (۸) دشمن کیلئے اوزار (۹) شیطان کو ناخوش کرتی ہے۔ (۱۰) ملک الموت کے سامنے سفارشی ہوگی (قبر میں روشنی) (۱۱) نیچے بچھونا (۱۲) منکر ونکیر کیلئے جواب (۱۳) قیامت تک قبر میں مونس وغمخوار ہوگی (۱۴) روزِ قیامت اوپر سایہ کرے گی۔ (۱۵) سر پر تاج ہوگی۔ (۱۶) بدن پر لباس۔ (۱۷) اور نور جو آگے آگے چلتا ہوگا (۱۸) نمازی اور دوزخ کے درمیان پردہ ہوگی۔ (۱۹) خدا کے سامنے حجت۔ (۲۰) میزان (ترازو) میں ثقل (بھاری) (۲۱) پل صراط سے گزاردے گی۔ (۲۲) اور جنت کی کنجی ہے۔ کیونکہ اس میں تسبیح وتحمید وتقدیس، تعظیم قرأت اور دعا ہے۔ لہٰذا افضل الاعمال ہے۔

(بستان العارفین مصنفہ فقیہ۔ ابو اللیث سمرقندی متوفی ۳۷۳ھ مصری ص ۱۰۱)

فرائض نماز

نماز کی شرائط اور ارکان، جن کے بغیر نماز درست نہیں ہوتی۔ ان کو ایک سندھی شاعر نے ایک شعر میں جمع کردیا۔

فرائض نہ دانی شوری در قلق
اجسپ نوقپ تقق رسقپ
۴۳۲۱ ـ ۷۶۵ ـ ۱۰۹۸ ـ ۱۱ ۱۲ ۱۳

(۱) نمازی کیلئے لازم ہے کہ اس کا جسم ظاہری باطنی نجاست سے پاک ہو۔

ورنہ نماز درست نہ ہوگی۔ الف سے مراد اندامِ پاک (۲) جائے پاک یعنی جس جگہ نماز پڑھتا ہے وہ بھی پاک ہو۔ (۳) جامہ پاک اس کے کپڑے بھی پاک ہوں۔ (۴) ستر۔ مرد کیلئے ناف سے زانوں تک جسم کا چھپانا فرض ہے۔ اور عورت کیلئے سوائے دو ہاتھ (بند دست تک) اور چہرہ اور دو پاؤں کے سارے جسم کا چھپانا' کپڑا اپتلا نہ ہو' تا کہ اعضاء نظر نہ آئیں اور ایسا چست نہ ہو کہ اعضاؤں کی ساخت معلوم ہو۔ (۵) نیت کرنا۔ (۶) وقت کا معلوم کرنا۔ بغیر وقت ہوئے نماز پڑھنا درست نہیں۔ کیونکہ قبل ازیں نماز فرض ہی نہیں ہوئی تو یہ کیا پڑھتا ہے۔ عموماً صبح' عصر اور عشاء کے وقت سے لوگ ناواقف ہیں' قبل از وقت پڑھ لیتے ہیں۔ (۷) قبلہ کی طرف یا جہت قبلہ کو منہ کرنا۔ خواہ جہاز میں ہو یا کشتی میں یا ریل گاڑی میں' معذور و مجبور کے سوا' اگر کوئی شخص غیر قبلہ کو منہ کر کے نماز پڑھے گا' نماز درست نہ ہوگی۔ جس جگہ پتہ نہ ہو مساجد کو دیکھے کسی سے پوچھ لے۔ قطب نماز صحیح سے یا ستاروں کو معلوم کر لے۔ اگر یہ نہ ہو تو سوچ سے پڑھے۔ (۸) تکبیر تحریمہ (۹) قیام کرنا۔ بلا عذر بیماری کے یا درندے اور دشمن کے خوف سے ساقط نہیں ہوگا۔ بعض لوگ ذرا سی بیماری میں نماز بیٹھ کر پڑھتے ہیں۔ حالانکہ چلتے پھرتے ہیں' ان کی نماز درست نہیں' کھڑے ہونے کی طاقت ہے تو کھڑے ہو کر شروع کر لیں' پھر اگر کھڑے نہیں رہ سکتے تو بیٹھ جائیں۔ (۱۰) قرأت۔ ایک آیت لمبی یا تین آیت چھوٹی۔ (۱۱) رکوع کرنا کہ سر اور پیٹھ اس طرح برابر ہوں کہ اگر پشت پر پانی کا پیالہ رکھا جائے تو وہ گرے نہیں۔ (۱۲) سجدہ کرنا۔ کہ دونوں ہاتھ کے درمیان سر اس طرح رکھے کہ اگر کان کے اوپر سے کوئی چیز گرے تو ہاتھ کی پشت پر گرے۔ کلائیاں زمین سے اٹھائے رکھے بازو پہلوؤں سے جدا ہوں اور پیٹ زانوں سے الگ اور ساتوں اعضاء زمین پر ہوں۔ خصوصاً پاؤں کو بعض لوگ سجدہ میں اٹھائے رکھتے ہیں۔ ان کی نماز درست نہیں اور اعضاء اس طرح ہوں کہ بکری کا بچہ نیچے سے گزر سکے

(۱۳) قعدہ اخیر بایاں پاؤں بچھا کر اس پر بیٹھے اور دایاں کھڑا رکھے اور ہاتھ رانوں پر رکھے یہ احکام مرد کیلئے ہیں۔ عورتیں سجدہ میں سب اعضاء مذکورہ ملا کر رکھیں اور دونوں پاؤں ایک طرف نکال کر رکھیں ان پر بیٹھیں۔ واجباتِ نماز اس شعر میں آ گئے ہیں۔

چوں واجب نہ دانی شوی درخطر
فُضتِ تُقتِ لقتِ جَستِ
۱ ۲ ۳ ـ ۴ ۵ ۶ ـ ۷ ۸ ۹ ـ ۱۰ ۱۱ ۱۲

واجباتِ نماز

(۱) فاتحہ پڑھنا امام اور اکیلے کیلئے۔ مقتدی کیلئے فاتحہ پڑھنے کی ۸۰ صحابہ کرام سے ممانعت مروی ہے۔ بلکہ وعید آئی ہے کہ جو شخص امام کے پیچھے فاتحہ پڑھے وہ فطرتِ اسلامی پر نہیں (طحاوی شرح معانی الاثار ص ۳۵) اس کے منہ میں چنگاڑا ہو (عمدۃ القاری ص ۶۷) اس کے منہ میں پتھر ہوں۔ (موطا امام محمد ص ۹۸) اس کا منہ مٹی سے بھرا جائے۔ (طحاوی وغیرہ) (۲) ضم سورہ یعنی الحمد کے ساتھ سورت ملانا۔ (تعیینِ قرأت یعنی فرضوں کی دو پہلی رکعتوں اور وتر نفل کی سب رکعتوں میں قرأت پڑھنا۔ (۴) تعدیلِ ارکان یعنی ہر رکن کو اپنی اپنی جگہ ادا کرنا۔ (۵) قعدہ۔ (۶) یعنی التحیات پہلے اور آخری قعدے میں پڑھنا۔ (۷) لفظ سلام کے ساتھ نماز سے باہر آنا۔ (۸) دعائے قنوت وتر۔ (۹) تکبیرات عیدین۔ (۱۰) جہر سے قرأت صبح اور مغرب اور عشاء جمعہ و عیدین میں۔ (۱۱) سر یعنی آہستہ پڑھنا ظہر اور عصر میں۔ (۲.) ترتیب رکھنا۔ سنت نماز اس شعر میں ہیں۔

چو سنت بدانی شوی مقتدا
روزہ نیت تست دوا
۱ ۲ ۳ ـ ۴ ۵ ۶ ـ ۷ ۸ ۹ ـ ۱۰ ۱۱ ۱۲

نماز کی سنت

(۱) رفع یدین۔ تکبیر تحریمہ کیلئے ہاتھ کانوں کی لو تک اٹھانا' اور کسی جگہ نہیں۔

(۲) وضع یدین۔ یعنی ہاتھ ناف کے نیچے باندھنا۔ عورتوں کیلئے چھاتی پر۔ (ابوداؤد' عمدۃ الرعایہ ص ۱۶۵ ج ۱ وغیرہ) (۳) ثناء پڑھنا امام ومقتدی اور اکیلے کیلئے۔ (۴) بسم اللہ پڑھنا الحمد سے پہلے۔ (۵) تسبیح۔ رکوع وسجود میں تین یا پانچ یا سات مرتبہ۔ (۶) تکبیرات یعنی رکوع جاتے اور سجدہ کرتے اُٹھتے وقت اللہ اکبر کہنا۔ (۷) سمع اللہ لمن حمدہ امام اور اکیلے کو کہنا۔ (۸) توقف کرنا رکوع اور سجود کے بعد یعنی قومہ جلسہ کرنا۔ (۹) درود شریف پڑھنا۔ (۱۰) دعا پڑھنا جو حدیث شریف سے مروی ہو اور دعا ابراہیمی رَبِّ اجْعَلْنِیْ مُقِیْمَ الصَّلٰوۃِ الخ پڑھنا مستحب ہے۔ (عالمگیری) (آمین آہستہ کہنا۔ طحاوی ص ۱۴۰' آثار سنن ص ۹۶' ۹۹ میں ہے کہ ثناء' اعوذ' آمین آہستہ پڑھی جائیں۔ ترمذی' ابوداؤد اور حاکم اور دار قطنی وغیرہ میں ہے کہ رسولِ اکرم ﷺ نے آمین آہستہ کہی۔

طریق اشاعت نماز

نماز کی اہمیت وفرضیت محتاج بیان نہیں ہے۔ مگر یہ ظاہر ہے کہ انسان انسان ہی ہے۔ وہ فرائض کی ادائیگی میں کوتاہی کرتا ہے۔ تبلیغ ہی سے اسلام چاردانگِ عالم میں پھیلا تھا۔ اور تبلیغ ہی سے آج مسلمانوں کو راہِ راست پر لایا جاسکتا ہے اس لئے فی زمانہ نماز اور اس کے ضروری مسائل کی تبلیغ واشاعت بہت ضروری ہے۔ ہر مسلمان کا فرض ہے کہ وہ فریضہ تبلیغ ادا کرے اور ذیل کی تجاویز کو عملی شکل دی جائے۔

۱) ہر محلہ میں نماز کمیٹی قائم کی جائے اور محلّہ کے نیک اور بااثر اصحاب کے تعاون تبلیغ نماز کی مہم شروع کی جائے۔

۲) ہر ہفتہ ایک مجلسِ وعظ منعقد کی جائے۔ جس میں نماز کے متعلق وعظ ہوں اور مسائلِ نماز پڑھ کر سنائے جائیں۔

۳) بے نمازوں کو پیار و محبت سے نماز کی ترغیب دی جائے۔ اور وہ سخت سست جواب دیں تو تحمل و بردباری سے کام لیا جائے اور اپنی تبلیغ کو کسی حالت میں بھی ترک نہ کی جائے۔

۴) روزانہ صبح و شام رضا کاروں کی ایک جماعت نماز اور ذکر الٰہی کی طرف ترغیب دلانے والی نظمیں پڑھتے محلّہ میں گشت کرے۔ ذی اثر حضرات بھی اس جلوس میں شریک ہوں۔

۵) اوقاتِ نماز کے وقت محلّہ کے لوگوں سے اپیل کی جائے کہ وہ مسجدوں میں آ جائیں۔

۶) نماز کمیٹی کیلئے کسی قسم کا چندہ وغیرہ نہ رکھا جائے۔ محض خالصۃً لوجہ اللہ یہ کام سرانجام دیئے جائیں۔

۷) پہلے اپنے محلّہ کی اصلاح کر لیجئے۔ اسکے بعد دوسروں کی طرف متوجہ ہو جایئے۔

* * *

اسرارِ نماز

(۱) ایمان عمل سے مقدم ہے کیونکہ ایمان اصل اور عمل اس کی شاخ ہیں۔ (۱) ایمان قلب کا کام ہے اور عمل جسم کے افعال ہیں۔ دل بادشاہ ہے اور جسم اس کی رعیت ہے۔ اس لئے دل کا کام (ایمان) جسم کے کام (اعمال) سے افضل ہو۔ (۲) ایمان تمام پیغمبروں کے دین میں یکساں ہے۔ مگر اعمال میں فرق ہوتا رہا۔ لہٰذا جو چیز بدلنے والی نہ ہو وہ بدلنے والی سے افضل ہوتی ہے۔ (۳) ایمان لانا اسلام میں اوّل ہی سے فرض ہوا اور نماز وغیرہ بعد میں فرض ہوئیں۔ (۴) اعمال موت پر ختم ہو جاتے ہیں اور ایمان قبر حشر موت ہر جگہ ساتھ رہتا ہے۔ (۵) ایمان لانا سب پر فرض ہے۔ حتیٰ کہ بچے دیوانے ماں باپ کے تابع ہو کر مومن ہیں۔ لیکن اعمال نماز، روزہ، حج وغیرہ کوئی عبادت کافروں، نابالغ بچوں، مجنونوں پر فرض نہیں ہے۔ اسی طرح نماز روزہ حیض نفاس والی عورت پر فرض نہیں۔ زکوٰۃ و حج غریب پر فرض نہیں۔ ان تمام خصوصیات کی بناء پر ایمان کی فضیلت ثابت ہوئی۔

(۲) ایمان کے بعد نماز عمل میں سب سے اہم افضل و اعلیٰ ہے۔ کیونکہ نماز بدنی عبادت ہے اور زکوٰۃ مالی۔ بدنی عبادت مالی عبادت سے افضل ہوتی ہے۔ بلکہ نماز تمام عبادتوں کی جامع ہے۔ روزہ، حج، زکوٰۃ، جہاد، یہ سب نماز میں موجود ہیں۔

(۱) نماز اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب پاک ﷺ کو عرش پر بلا کر عطا فرمائی اور

باقی اعمال و عبادات کے احکام زمین پر ہی بھیج دیے گئے۔ نماز دن بھر میں پانچ دفعہ پڑھی جاتی ہے۔ اور زکوۃ سال کے بعد۔ حج عمر میں ایک مرتبہ ادا کیا جاتا ہے۔ (۲) نماز ہر امیر و غریب پر فرض ہے۔ مگر زکوۃ غریب پر، روزہ مسافر پر فرض نہیں۔ ہاں مسافر اس کی قضا کرتا ہے۔ (۳) آدم علیہ السلام سے لے کر قریباً تمام انبیاء نے کسی قدر فرق کے ساتھ نماز پڑھی لیکن زکوۃ وغیرہ کا یہ حال نہیں ہے۔ تفسیر روح البیان میں ہے۔ نماز فجر حضرت آدم علیہ السلام نے، ظہر حضرت ابراہیم علیہ السلام نے، عصر حضرت یونس علیہ السلام نے، مغرب حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے، عشاء حضرت موسیٰ علیہ السلام نے پڑھی ہے۔ (۴) نماز تمام ملائکہ کی عبادتوں کا مجموعہ ہے۔ ملائکہ مقربین میں سے بعض وہ ہیں جو رکوع میں، بعض سجدے میں، بعض قیام میں، بعض تسبیح و تہلیل میں پڑے ہیں۔ اللہ نے نماز میں یہ تمام چیزیں جمع فرمائیں۔ اس لئے نماز کا پابند درجہ میں ملائکہ کے برابر یا افضل ہوتا ہے۔ (۵) نماز صدہا بیماریوں کا علاج ہے۔ خود اطباء اور فلاسفروں کو اعتراف ہے کہ وضو کرنے والا شخص دماغی بیماریوں میں بہت کم مبتلا ہوتا ہے۔ نمازی جنون اور سل کی بیماریوں سے اکثر محفوظ رہتا ہے۔ چونکہ نماز میں پنجوقتہ وضو ہوتا ہے۔ اعضاء دُھلتے رہتے اور کپڑے پاک صاف رہتے ہیں۔ اس لئے نمازی گندگی سے بچا رہتا ہے اور گندگی بہت سی بیماریوں کی جڑ ہے۔ (۶) نماز ہر مرض کا علاج بھی ہے۔ اس لئے اسلام میں ہر مصیبت کے وقت نماز پڑھنے کا حکم دیا گیا ہے۔

اوقاتِ صلوٰۃ

(۱) پانچ وقت کی نماز اس لئے فرض ہے کہ شب معراج میں اولاً پچاس وقت کی نمازیں فرض ہوئی تھیں لیکن حضرت موسیٰ علیہ السلام کی عرض پر پانچ رہ گئیں اور ثواب پچاس کا ہی ملتا ہے۔ (۲) امم سابقہ نے یہ نمازیں متفرق طور پر پڑھیں تھیں۔ کسی نے فجر کی، کسی نے صرف ظہر کی، کسی نے عصر کی، اللہ نے ان ساری نمازوں کو ہمارے لئے

جمع فرمایا اور وہ سب مل کر پانچ بنتی ہیں۔ (۳) نماز سے مقصود یہ ہے کہ مسلمان کی ہر حالت اللہ کے ذکر سے شروع ہو۔ مثلاً صبح اٹھ کر ذکر الٰہی کرے کیونکہ یہ بیداری کی حالت کی ابتداء ہے۔ دوپہر تک کاروبار سے فارغ ہوا' کھانا کھایا' سو کر اٹھا تو دوسری حالت شروع ہوئی۔ اس لئے ظہر کی نماز پڑھے۔ عصر کے وقت تقریباً ہر شخص اپنے کاروبار سے فارغ ہوا۔ سیر و تفریح کا وقت ہوا۔ یہ بھی ایک حالت ہے۔ اس لئے عصر کی نماز پڑھے۔ مغرب کے وقت دن جا رہا ہے۔ آفتاب اپنا سنہری چہرہ چھپا رہا ہے' وہ کروٹ بدل رہا ہے اب مغرب کی نماز پڑھو۔ عشاء کا وقت آیا۔ رات ہوگئی۔ دن رخصت ہوا۔ تاریکی چھانے لگی۔ نیند آنے لگی۔ کیا معلوم یہ آخری نیند ہو اور صرف قیامت ہی کو اٹھنا ہو اس لئے اب بھی عبادت کرو' عشاء کی نماز پڑھ کر آرام کرو اور سو جاؤ۔

تعداد رکعات

نماز کی رکعتیں مختلف اسی لئے ہیں کہ دراصل یہ انبیاء کی یادگاریں ہیں۔ جس طرح قربانی خلیل اللہ کی یادگار ہے۔ انہیں کی سنت کو زندہ رکھنے کیلئے رب تعالیٰ نے ہر مسلمان مالک نصاب پر قربانی واجب کی ہے۔ اسی طرح یہ نمازیں مقبولانِ بارگاہ الٰہی کی ادائیں ہیں۔ ان کے وہ افعال جو رب العزت کو پسند آگئے۔ وہ سب مسلمانوں پر فرض کر دیئے گئے۔ فجر کی دو رکعت آدم علیہ السلام نے پڑھیں۔ ظہر کی چار ابراہیم خلیل اللہ نے ادا فرمائیں۔ اس لئے ہمیں بھی حکم دیا گیا کہ اتنی ہی رکعتیں پڑھیں۔ طبیب کے نسخے میں دوائیوں کی مقدار ہوتی ہے جو طبیب اپنی حکمت و دانائی کی بناء پر قائم کرتا ہے اسی طرح نماز کی رکعتیں روحانی نسخہ ہیں جو طبیب مطلق رب العزت جل مجدہٗ نے مقرر فرمائی ہیں اور ان میں حکمتیں ہیں جن کے ادراک سے عقل انسانی قاصر ہے صاحب روح البیان نے یہ بھی لکھا ہے۔ ملائکہ کے بازو مختلف ہیں۔ کسی کے دو' کسی کے تین' کسی کے چار تو اللہ تعالیٰ نے نمازوں کی رکعتیں بھی مختلف رکھیں۔ کیونکہ یہ بھی روح کے بازو ہیں۔

قبلہ کی تعیین

قبلہ کی تعیین کی یہ حکمت ہے کہ کعبہ معظمہ زمین کی جڑ ہے۔ کیونکہ زمین وہیں سے پھیلی ہے لہٰذا حکم دیا گیا ہے کہ نمازی اسی کی طرف منہ کر لے۔ تاکہ نمازی کا جسم اپنے اجسام کی اصل کی طرف رہے۔

بہر حال یہ اسرار اور حکمتیں وہ ہیں جو انسان نے سمجھیں اور بیان کر دیں۔ ورنہ نماز کی حکمت اور فلسفہ صرف یہ ہے کہ اللہ جل جلالہ کا حکم ہے۔ مانو گے اس کی خوشخبری حاصل کرو گے اور نہ مانو گے تو عذاب کے مستحق ہو گے اور بس۔

❀……❀……❀

اَقِیْمُوا الصَّلٰوۃَ

واضح ہو کہ مامور بہ یعنی وہ کام جن کے کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔ دو قسم پر ہیں۔ غیر موقت یعنی جن کا کرنا کسی خاص وقت کے ساتھ مقید نہ ہو۔ جیسے زکوۃ عشر نذر مطلق وغیرہ زکوۃ کا سبب مالک نصاب ہونا ہے اور اس کی شرط ایک سال گزرنا ہے۔ مگر اس کی ادائیگی کیلئے کوئی وقت مقرر نہیں۔ جب بھی ادا کی جائے گی، ادا ہو جائے گی[۱]۔ دوسری قسم موقت ہے کہ جس کا تعلق ایک خاص وقت کے ساتھ ہے۔ اس وقت میں اس کو کیا جائے تو ادا ہے اور اس وقت مخصوص کے سوا اگر کیا جائے تو ادا نہ ہوگی بلکہ قضاء ہوگی۔ اس کی مثال نماز ہے کہ اس کی ادائیگی کیلئے وقت مقرر ہیں۔ وقت پر نہ پڑھی گئی تو قضا ہو جائے گی۔

نماز کے اوقات، تعداد رکعات، شرائط و آداب کی پوری تفصیل کو قرآن مجید میں نہیں ملتی۔ البتہ ان امور کا اجمالی ذکر ہے اور ان کے اصول قرآن نے بیان کئے ہیں۔ مثلاً سورہ بقرہ کی یہ آیت جس میں لڑائی کی حالت میں نماز ادا کرنے کا ذکر ہے۔ اس سلسلہ میں ایک جامع آیت ہے۔

فَاِذَآ اَمِنْتُمْ فَاذْكُرُوا اللّٰهَ كَمَا عَلَّمَكُمْ مَا لَمْ تَكُوْنُوْا تَعْلَمُوْنَ۔

(سورہ بقرہ ۲۳۸)

پھر جب تم امن میں ہو تو خدا کو یاد جسے اس نے تمہیں تعلیم دی۔ جس سے پہلے

---

(۱) مگر تاخیر سے گناہگار ہوگا۔

تم ناواقف تھے۔

اس آیت سے واضح ہوتا ہے کہ نماز اور اس کے شرائط و آداب اللہ عزوجل نے اسی طرح تعلیم فرمائے ہیں۔ جس طرح قرآن مجید کے اس اجمال کی تفصیل و تشریح سنت نبوی کے ذریعہ احادیث میں تحریراً اور نسلاً بعد نسلاً متفقہ طور پر عمل عملاً موجود ہے اور قرآن مجید میں اس کے عملی حوالے اور متعلقہ احکام بیان ہوئے۔

نماز کی پابندی اور اس کی نگہداشت

نماز کی مداومت کیلئے قرآن مجید میں ایک خاص لفظ محافظت کا استعمال ہوا ہے جس کے لفظی معنی نگرانی کے ہیں اور جس کی وسعت میں پابندی سے ادا کرنا' وقت پر ادا کرنا سب داخل ہیں۔

حٰفِظُوْا عَلَى الصَّلَوٰتِ (سورہ بقرہ ۲۳۷) وَالَّذِيْنَ هُمْ عَلٰى صَلَوٰتِهِمْ يُحَافِظُوْنَ۔ اَلَّذِيْنَ هُمْ عَلٰى صَلَوٰتِهِمْ دَائِمُوْنَ۔ (سورہ الماعون ۸)

نمازوں کی نگرانی رکھو۔ وہ جو اپنی نماز کی نگرانی رکھتے ہیں۔ وہ جو اپنی نماز ہمیشہ ادا کرتے ہیں۔

ان آیات میں سب سے پہلے ہدایت یہ دی گئی ہے کہ نماز ایک ایسا فرض ہے جو کسی مسلمان کو کسی حال میں معاف نہیں اور اسے ہمیشہ پابندیٔ وقت اور اس کے شرائط و آداب کے ساتھ ادا کرنا ضروری ہے۔ نماز کی ادائیگی کیلئے اوقات کے مقرر ہونے کی تصریح بھی قرآن نے کی۔

* * *

قرآن میں نماز کے اوقات

إِنَّ الصَّلٰوةَ كَانَتْ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ كِتٰبًا مَّوْقُوْتًا۔ (سورہ النساء،۱۰۲)

بیشک نماز مسلمانوں پر مقرر اوقات میں فرض ہے۔

اس سے واضح ہوا کہ فرض نمازوں کیلئے اوقات مخصوص ہیں۔ ادائے نماز کیلئے قرآن نے زیادہ تین الفاظ استعمال کئے۔

۱) اَقَامَتُ الصلوٰت ۲) صلوٰۃ تسبیح ۳) ذکر اللہ

پہلا لفظ اقامت صلوٰۃ نماز کیلئے مخصوص ہے۔ لیکن دوسرا اور تیسرا لفظ عام تسبیح و تحمید و یاد الٰہی اور نماز کیلئے بولا جاتا ہے۔ احادیث میں بھی تسبیح کے معنی نماز پڑھنے کے ہیں۔ (مسلم باب صلوٰۃ) اور اشعار عرب اور لغت عرب سے بھی اس کا ثبوت ملتا ہے۔ قرآن مجید میں جب تسبیح کے ساتھ وقت کی تخصیص ہوگی تو اس سے کسی شبہ کے بغیر نماز کے علاوہ کوئی اور چیز مراد نہیں ہوسکتی۔ کیونکہ وقت مخصوص کے ساتھ اسلام میں نماز کے علاوہ کوئی عام تسبیح فرض نہیں ہے۔ البتہ اوقات کی تخصیص کے بغیر جہاں تسبیح کا حکم دیا گیا ہے اس سے اللہ عزوجل کی عام یاد و توصیف مراد ہوسکتی ہے۔

قرآن کریم کی متعدد آیات میں پانچ وقت نماز پڑھنے کے اوقات کا بالتصریح اور بالاجمال ذکر ہے۔ مثلاً سورہ طٰہٰ کی صرف ایک آیت اوقات پنجگانہ کی تفصیل کا استدلال کیا جاسکتا ہے۔

وَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ قَبْلَ طُلُوْعِ الشَّمْسِ وَقَبْلَ غُرُوْبِهَا وَمِنْ آنَائِ الَّیْلِ فَسَبِّحْ وَاَطْرَافَ النَّهَارِ۔ (سورہ طہ ۱۲۹)

اور اپنے رب کی حمد تسبیح کر آفتاب نکلنے سے پہلے اور آفتاب کے ڈوبنے سے پہلے اور رات کے کچھ وقت میں تسبیح پڑھ اور دن کے کناروں میں۔

آفتاب نکلنے سے پہلے فجر ہے۔ ڈوبنے سے پہلے عصر ہے۔ رات کے کچھ وقت سے مراد عشاء ہے۔ اور دن کے کناروں میں ظہر و مغرب ہے۔ اسی طرح علیحدہ علیحدہ آیتوں سے بھی اوقات پنجگانہ کا استدلال ہوسکتا ہے۔ مثلاً

۱) اَقِمِ الصَّلٰوةَ لِدُلُوْكِ الشَّمْسِ۔ (بنی اسرائیل ۷۷)

زوال آفتاب کے وقت نماز قائم کرو۔ (یہ ظہر کی نماز ہے)

۲) وَقَبْلَ الْغُرُوْب۔ (ق ۳۸)

اور غروبِ آفتاب سے پہلے خدا کی تسبیح کر

۳) وَاذْكُرِ اسْمَ رَبِّكَ بُكْرَةً وَّاَصِيْلًا۔

اور اپنے پروردگار کا نام لو صبح کو اور عصر کو (یہ عصر کی نماز ہوئی)

اسی کو وَالصَّلٰوةِ الْوُسْطٰی۔ (سورہ بقرہ ۲۳۷)

بیچ کی نماز (سورہ بقرہ میں) کہا گیا ہے۔

کیونکہ یہ دن کی نمازوں میں ظہر اور مغرب کے بیچ میں واقع ہے۔

۴) وَاَقِمِ الصَّلٰوةَ طَرَفَیِ النَّهَارِ۔

اور دن کے دونوں ابتدائی اور انتہائی کناروں میں نماز قائم کر۔

دن کا ابتدائی کنارہ صبح اور انتہائی کنارہ مغرب۔ یہ فجر اور مغرب کی نماز ہوئی۔

۵) سورۂ نور میں ہے کہ صبح کی نماز سے پہلے بے آواز دیے زنانہ مکان میں مت جایا کرو۔

مِنْ قَبْلِ صَلٰوۃِ الْفَجْرِ۔

اس سے نماز فجر کا عملی ثبوت بھی ملتا ہے۔

۶) پھر اسی میں یہ ہدایت بھی ہے کہ

بَعْدَ صَلٰوۃِ الْعِشَاءِ۔

عشاء کی نماز کے بعد۔

کیونکہ مسلمانوں کو عشاء کی نماز کے بعد جو آرام کرنے اور کپڑے اتار دینے کا وقت ہے کسی مسلمان کے مکان میں بلا اجازت نہ جانا چاہیے۔ یہ بھی نماز عشاء کا عملی ثبوت ہے اور یہی پانچوں اوقات نماز ہیں۔

نماز کی شرطیں

واضح ہو کہ فرضیت نماز کا سبب حقیقی امر الٰہی ہے اور سبب ظاہری وقت ہے۔ صحت نماز کی چھ شرطیں ہیں کہ بغیر ان کے ہوگی ہی نہیں۔ طہارت، عورت کا ستر، استقبال قبلہ وقت، نیت تحریمہ۔

اِنَّ الصَّلٰوۃَ کَانَتْ عَلَی الْمُؤْمِنِیْنَ کِتٰبًا مَّوْقُوْتًا۔ (سورۃ النساء ۱۰۲)

اللہ عزوجل نے فرمایا: بیشک نماز مسلمانوں پر فرض ہے۔ وقت باندھا ہوا۔

……

ہر نماز کیلئے وقت مقرر ہے اور اس کی محافظت فرض ہے

واضح کہ شرع مطہر نے نماز کیلئے جدا وقت مقرر فرمایا ہے کہ نہ وقت سے پہلے صحیح' نہ وقت کے بعد تاخیر جائز۔ بلکہ فرض ہے کہ ہر نماز کو وقت پر ادا کیا جائے۔ زیر عنوان آیت کی تفسیر میں علامہ قاضی ثناء اللہ پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ نے تحریر فرمایا:

یقتضی الکون لِکُلِّ صلاۃِ وقتا علیحدۃ۔

یعنی مقتضا آیت یہی ہے کہ ایک نماز کے وقت میں دوسری نماز ادا نہیں ہو سکتی۔ اور یہ حکم عام ہے۔ مسافر و مقیم صحیح و مریض غرضیکہ ہر مسلمان کیلئے یہ ہی حکم ہے کہ وہ نماز کو اس کے وقت مقررہ میں ادا کرے۔ اللہ تعالیٰ نے محافظت والتزام اوقات کا حکم سات سورتوں میں نازل فرمایا:

(۱) بقرہ (۲) نساء (۳) مریم (۴) مومنون (۵) معارج (۶) ماعون

نوعِ اوّل

وہ احادیث جن میں محافظت وقت اور اس کی ترغیب اور اس کے سے ترہیب ہے حنظلہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول کریم علیہ السلام نے فرمایا:

۱) **وَمَوَاقِیتِھِنَّ وَعلم الھن حق من عنداللہ دخل الجنۃ۔** (امام احمد)

جس نے ان پانچ نمازوں کی محافظت کی اور یقین جانا کہ وہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہیں' جنت میں جائے گا۔

۲) اس مضمون کی حدیث کو مالک‘ ابوداؤد‘ نسائی وابن حبان نے حضرت عبادہ بن صامت سے روایت کیا ہے (۳) ابوداؤد نے حضرت قتادہ سے (۴) ابوداؤد طبرانی نے حضرت ابودرداء سے (۵) دارمی نے حضرت کعب بن عجرہ سے (۶) طبرانی نے عبداللہ بن مسعود سے (۷) طبرانی نے انس بن مالک سے (۸) ابوداؤد نے حضرت فضالہ زیرانی سے (۹) بخاری ومسلم‘ ترمذی ونسائی ودارمی نے حضرت عبداللہ بن مسعود سے (۱۰) بیہقی نے بطریق عکرمہ حضرت سیدنا فاروق اعظم سے اور (۱۱) امام مالک نے حضرت نافع سے روایت کیا۔ (رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین)

نوع دوم

حدیث امامت جبریل علیہ السلام جس میں انہوں نے ہر نماز کیلئے جدا وقت معین کیا۔ کا مضمون یہ ہے کہ جبریل امین علیہ السلام نے بعد تعین اوقات عرض کی۔

بھذا امرت قال "ھکذا امرت" ما بین ھذین وقت صلاۃ۔

اس کا حضور ﷺ کو حکم دیا گیا ہے۔ ایسا ہی حضور ﷺ کو حکم دیا گیا ہے۔ ان دونوں کے درمیان وقت نماز ہے۔

۱) اس مضمون کی حدیثیں بخاری ومسلم‘ مالک‘ موطا ودارمی نے حضرت ابومسعود انصاری سے (۲) طحاوی‘ ابوداؤد‘ ترمذی‘ ابن حبان حاکم نے حضرت عبداللہ بن عباس سے (۳) نسائی واحمد واسحق وابن حبان وحاکم نے جابر ابن عبداللہ سے (۴) طحاوی نے حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین سے روایت کیں۔

نوع سوم

وہ احادیث جن میں یہ ہے کہ سائل کے پوچھنے پر حضور ﷺ نے امامتیں کرا کر ہر نماز کا اوّل وآخر وقت بتایا اور پھر فرمایا:

وقت صلاتکم ما بین ما رائتم۔

نماز کا وقت اس کے درمیان ہے جو تم نے دیکھا۔

(۱) اس مضمون کی احادیث مسلم، ترمذی، نسائی، ابن ماجہ، طحاوی نے حضرت بریدہ سے (۲) مسلم طحاوی، ابوداؤد و نسائی و ابن حبان نے حضرت ابوموسیٰ اشعری سے (۳) مالک و نسائی و بزار نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہم اجمعین سے روایت کیں۔

نوع چہارم

وہ احادیث جن میں حضور ﷺ نے پیش گوئی فرمائی کہ کچھ لوگ وقت گزار کر نماز پڑھا کریں گے۔ تم ان کا اتباع نہ کرنا اور یہ بات مطلقاً ارشاد فرمائی۔ سفر و حضر کی تخصیص نہیں کی۔ (۱) مسلم، ترمذی، نسائی، ابوداؤد، احمد، دارمی، حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے راوی کہ حضور علیہ السلام نے میری ران پر ہاتھ مار کر فرمایا۔ تیرا کیا حال ہوگا۔ جب تو ایسے لوگوں میں رہ جائے گا جو نماز کو اس کے وقت سے تاخیر کریں گے۔ میں نے عرض کی حضور ﷺ مجھے کیا حکم ہے؟

قال صَلِّ الصَّلٰوۃَ لوقتھا۔

تو نماز کو اس کے وقت پر ہی پڑھنا۔

۲) اس مضمون کی حدیث کو امام احمد و ابن ماجہ نے بسند صحیح حضرت عبادہ بن صامت سے (۳) ابوداؤد نے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہم اجمعین سے روایت کیا۔

نوع پنجم

وہ احادیث جن میں حضور اقدس ﷺ نے صاف و صریح طور پر ارشاد فرمایا کہ جب ایک نماز کا وقت آیا اور دوسری کا جاتا رہا تو قضا ہوگئی اور اس کی مخالفت و مذمت فرمائی۔

۱) مسلم، ابوداؤد، نسائی وعیسیٰ بن ابان، حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے راوی ہیں کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا:

وقت اظهر ما يحضر العصر ووقت مغرب ما لم يسقط ثور الشق۔

ظہر کا وقت جب تک ہے کہ عصر کا وقت نہ آئے اور مغرب کا وقت جب تک ہے کہ شفق نہ ڈوبے۔

۲) مسلم وداؤد، ابن ماجہ طحاوی وابن حبان حضرت ابوقتادہ سے راوی حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ سوتے میں کچھ تقصیر نہیں، تقصیر تو جاگتے میں ہے۔

ان تو خر صلوٰۃ حتی یدخل وقت صلاۃ اُخری۔

کہ تو ایک نماز کو اتنا پیچھے ہٹائے کہ دوسری نماز کا وقت آ جائے۔

۳) امام طحاوی حضرت ابن عباس سے راوی ہیں کہ

قال لاتفوت صلوٰۃ حتی یجیی وقت الاخریٰ۔

نماز فوت نہیں ہوتی جب تک دوسری نماز کا وقت نہ آ جائے۔

یعنی جب دوسری کا وقت آیا پہلی قضا ہوگئی۔

۴) امام بزار ومحی السنہ بغوی حضرت ابن ابی وقاص سے راوی ہیں کہ میں نے حضور علیہ السلام سے پوچھا وہ کون لوگ ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتا ہے۔

اَلَّذِیْنَ هُمْ عَنْ صَلَاتِهِمْ سَاهُوْنَ قَالَ هُمُ الَّذِیْنَ یُؤَخِّرُوْنَ الصَّلٰوةَ عَنْ وَقْتِهَا۔

خرابی ہے ان نمازیوں کیلئے جو اپنی نماز سے بے خبر ہیں۔ حضور علیہ السلام نے فرمایا یہ وہ لوگ ہیں جو نماز کو اس وقت سے ہٹا کر پڑھیں۔

۵) ابوقتادہ عدوی جو اجلۂ اکابر وثقات تابعین سے ہیں بلکہ بعض نے انہیں صحابہ میں گنا۔ فرماتے ہیں کہ میں نے امیر المومنین فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کا فرمان سنا۔

ثَلٰثٌ مِنَ الْكَبَائِرِ الْجَمْعُ بَيْنَ الصَّلٰوتَيْنِ وَالْفِرَارُ مِنَ الزَّحْفِ وَالنُّهْبَةُ۔

کہ تین باتیں کبیرہ گناہوں میں سے ہیں۔ دو نمازیں جمع کرنا جہاد میں کفار کے مقابلہ سے بھاگنا اور کسی کا مال لوٹنا۔

واضح ہو کہ یہ حدیث موطا کی ہے جو اعلیٰ درجہ کی صحیح ہے۔ اس کے سب رجال اسمٰعیل بن ابراہیم ابن علیہ سے آخر تک آئمہ ثقات عدول رجال صحیح مسلم سے ہیں۔

(۱) ان تمام آیات و احادیث سے آفتاب نے مروز کی طرح واضح ہوا کہ ہر نماز کیلئے خاص وقت جداگانہ مقرر ہے کہ نہ اس سے پہلے پڑھنا جائز اور نہ اس کے بعد تاخیر کی اجازت ہے۔ (۲) ہر نماز کو اس کے وقت میں ادا کرنا فرض ہے۔ (۳) سوا ظہرین عرفہ و عشائین مزدلفہ کے دو نمازوں کو قصداً ایک وقت میں جمع کرنا سفراً حضراً کسی طرح جائز نہیں۔ (۴) نماز کیلئے تعین اوقات قرآن عظیم کی آیات اور حضور سیّد العلمین ﷺ احادیث سے قطعی الثبوت اور اس کے خلاف کیلئے دلیل ویسی ہی مطعی چاہیے۔ عصر عرفہ و مغرب مزدلفہ کا اجماعی مسئلہ ورنہ یقینی کے مقابل ظنی مضمحل۔

صلوٰۃ کے معنی

نعت میں صلوٰۃ کے معنی دعا کے ہیں۔ قرآن پاک میں فرمایا وصل علیهم اور حدیث میں ہے وان کان صائمًا فلیصل اس آیت اور حدیث میں صلوٰۃ کے معنی دعا ہے۔ امام نووی نے فرمایا صلوٰۃ کا اشتقاق صلوین سے ہے اور صلوین سُرین کی دو ہڈیوں کو کہتے ہیں۔ علامہ قسطلانی نے فرمایا صلوٰۃ "صلی" سے مشتق ہے۔ جس کے معنی بانس کو انگاروں پر رکھ کر سیدھا کرنے کے ہیں۔ بعض نے کہا۔ صلوٰۃ کے اصل معنی رحمت کے ہیں۔ لہٰذا صلوٰۃ کو صلوٰۃ اس لئے کہتے ہیں کہ یہ رحمت ہے۔ یا اس لئے کہ اس میں نمازی رکوع و سجود میں اپنے سرین ہلاتا ہے یا اس لئے کہ صلوٰۃ سے آدمی راہ راست پر آجاتا ہے تو جس کی کجی نماز سے جاتی رہے۔ قیامت کے دن اسے آگ

سے سیدھا کرنے کی ضرورت نہ رہے۔ علماء نے فرمایا صلوٰۃ کو صلوٰۃ اس لئے کہتے ہیں کہ مصلی امام کا تابع ہوتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ امام کی نماز فاسد ہو تو مقتدی کی بھی نماز فاسد ہو جاتی ہے۔

سہو امام سے مقتدی پر بھی سجدہ سہو لازم آتا ہے۔

مقتدی کو امام سے پہلے رکوع و سجود ممنوع ہے۔

امام کا سترہ مقتدیوں کے حق میں بھی کافی ہے۔

اس کے علاوہ ہر وہ عبادت جو تعظیم و خشیت خالق کیلئے ہو اس کو صلوٰہ کہہ سکتے ہیں اور اس معنیٰ میں صلوٰۃ افرادانی کے ساتھ خاص نہیں رہتی بلکہ تمام مخلوقات کیلئے ہو جاتی ہے، تو ہر چیز کی صلوٰۃ اس کے مناسب حال ہوگی اس لئے قرآن مجید میں فرمایا **کل قد علم صلاته وتَسْبِیْحَهٗ** ۔ اس آیت میں اشارہ ہے کہ تمام مخلوقات وظیفہ صلوٰۃ میں مشترک ہیں۔ البتہ اس کی نوعیت و صورت میں فرق ضرور ہے۔ جیسے سجدہ ہی کو لے لیجئے۔ تمام مخلوقات اپنے رب کے حضور سجدہ ریز ہے۔ **وَاللّٰہُ یَسْجُدُ من فی السمٰوات والارض** ۔ لیکن سجدہ کی صورت میں فرق ہے۔ انسان کے سجدہ کرنے کی صورت یہ ہے کہ وہ اپنے سات اعضاء پر سجدہ کرتا ہے اور دوسری اشیاء کے سجدہ کی صورت اور ہے۔

نماز کی اہمیت

حضور سید عالم ﷺ جب مبعوث ہوئے تو توحید کے سب سے پہلا حکم جو آپ کو ملا وہ نماز کا تھا۔ **یا ایّھا المدثر قم فانذر وربک فکبر** یہی نماز کی بنیاد ہے۔ اس کے بعد رفتہ رفتہ یہ نماز تکمیل کے مدارج طے کرتی ہوئی اس نقطہ پر پہنچ گئی، جو روحانی معراج کی آخری سرحد ہے۔

قرآن پاک کی تصریح کے مطابق دنیا میں کوئی پیغمبر ایسا نہیں آیا، جس نے

اپنی اُمت کو نماز کی تعلیم نہ دی ہو۔ اور اس کی تاکید نہ کی ہو۔ خصوصاً ملتِ ابراہیمی میں تو اس کی حیثیت سب سے زیادہ نمایاں ہے۔ حضرت ابراہیم، حضرت اسمٰعیل، حضرت شعیب، حضرت لوط، حضرت اسحاق، حضرت یعقوب، حضرت لقمان، حضرت موسیٰ، حضرت عیسیٰ، حضرت زکریا۔ ان سب جلیل القدر انبیاء کرام علیہم السلام کے متعلق قرآن پاک نے بتایا۔ یہ سب کے سب نماز پڑھتے تھے۔ اپنے اہل وعیال اور اپنی قوم کو نماز کا حکم دیتے تھے۔ (دیکھو سورہ مریم، ہود، انبیاء، لقمان، ابراہیم، طٰہٰ، یونس، مائدہ، آل عمران)

قرآن وحدیث سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ اسلام کے زمانہ میں بھی بعض یہودی اور عیسائی نماز پڑھتے تھے۔ (آل عمران ۱۲)

حضور علیہ السلام نے فرمایا یہودیوں کی طرح ننگے نماز نہ پڑھو۔

(کنز العمال ج ۴ ص ۲۷ تا ۱۱۴)

نماز اسلام کا سب سے اہم واکرم فریضہ ہے۔ عبادات میں سب سے اشرف وافضل نماز ہی ہے۔ قرآنِ پاک میں تقریباً سو مرتبہ سے زیادہ نماز کا ذکر اور اس بجا آوری کی تاکید آئی ہے اور اس کے ادا کرنے میں سستی اور کاہلی نفاق کی علامت اور اس کا ترک کفر کی نشانی بتائی گئی ہے۔ یہ وہ فرض ہے جو اسلام کے ساتھ ساتھ پیدا ہوا اور اس کی تکمیل اس شبستان قدس میں ہوئی جس کو معراج کہتے ہیں۔

وَاَقِيْمُوا الصلوٰة ولَاتَكُوْنُوْا مِنَ الْمُشْرِكِيْن۔ (روم ۴)

اور نماز قائم رکھو اور مشرکوں میں سے نہ ہو جاؤ۔

آیت بالا سے ایک تو توحید وایمان کے بعد سب سے اہم چیز نماز ثابت ہوئی اور دوسری بات یہ معلوم ہوئی کہ ترک نماز سے کفر وشرک میں گرفتار ہو جانے کا اندیشہ ہے کیونکہ جب دل کی کیفیت کو بیرونی اعمال کے ذریعہ نہ بڑھاتے رہا جائے تو خود اس کی کیفیت کے (ایمان) زائل ہو جانے کا خطرہ پیدا ہو جاتا ہے۔ حضور علیہ السلام نے ہمیشہ

خاص طور سے نماز پر زور دیا۔ اور اس کے تارک کے متعلق شرک و کفر کا ڈر ظاہر فرمایا۔

روز محشر کہ جاں گداز بود
اوّلین پرسش نماز بود

تارک صلوٰۃ کافر ہے

(۱) حضرت عبداللہ بن شقیق رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ صحابہ کرام کسی عمل کے ترک کو کفر نہیں جانتے تھے۔ سوا نماز کے بہت سی ایسی حدیثیں ہیں جن کا ظاہر یہ ہے کہ قصداً نماز کا ترک کرنا کفر ہے اور بعض صحابہ کرام مثلاً فاروق اعظم، عبدالرحمٰن بن عوف، عبداللہ بن مسعود، عبداللہ بن عباس، جابر بن عبداللہ، معاذ بن جبل، ابو ہریرہ، ابو درداء رضی اللہ عنہم کا یہ ہی مذہب تھا۔ بعض آئمہ کرام مثلاً حضرت امام احمد بن حنبل، اسحاق بن راہویہ، عبداللہ بن مبارک اور امام نخعی کا بھی یہ ہی مسلک ہے۔ البتہ ہمارے امام ابوحنیفہ اور دیگر آئمہ کرام نیز کثیر صحابہ کرام تارک صلوٰۃ کی تکفیر نہیں کرتے مگر کیا یہ تھوڑی بات ہے کہ ان جلیل القدر حضرات کے نزدیک تاریک صلوٰۃ کافر ہے۔ اس مسئلہ کی مکمل بحث کیلئے اہل علم حضرات نیل الاوطار نودی عینی کا مطالعہ کریں۔

(۲) ہر مکلف یعنی عاقل و بالغ پر نماز فرض عین ہے۔ اس کی فرضیت کا منکر کافر ہے اور جو قصداً چھوڑے اگرچہ ایک ہی وقت کی، وہ فاسق ہے اور جو نماز نہ پڑھتا ہو قید کیا جائے حتیٰ کہ توبہ کرے اور نماز پڑھنے لگے۔ بلکہ ائمہ ثلاثہ مالک، احمد، شافعی رضی اللہ عنہم کے نزدیک سلطانِ اسلام کو اس کے قتل کا حکم ہے۔ (درمختار)

(۳) نماز خالص عبادت بدنی ہے۔ اس میں نیابت جاری نہیں ہو سکتی۔ یعنی ایک کی طرف سے دوسرا نہیں پڑھ سکتا۔

(۴) فرضیت نماز کا سبب اصلی امر الٰہی ہے اور ظاہری سبب وقت ہے کہ اوّل وقت سے آخر تک جب بھی پڑھے ادا ہو جائے۔ اور فرض ذمہ سے ساقط ہو جائے۔

(۵) بچہ کی جب سات برس کی عمر ہو جائے تو اس کی نماز پڑھنا سکھایا جائے اور جب دس برس کا ہو جائے (اور وہ نہ پڑھے) تو سختی سے پڑھوانی چاہیے۔

عبادت میں میانہ روی اختیار کی جائے

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور ﷺ مسجد نبوی میں آئے تو دیکھا کہ دو ستونوں کے درمیان ایک رسی لٹکی ہوئی ہے۔ آپ نے فرمایا یہ کیسی رسی ہے؟ صحابہ کرام نے جواباً کہا یہ حضرت زینب کی رسی ہے۔ وہ تہجد پڑھتی ہیں۔ پس جب نیند آنے لگتی ہے تو اس سے لٹک جاتی ہیں۔

فَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لَا حَلُّوْهُ لِیُصَلِّ اَحَدُکُمْ نِشَاطَه‘ فَاِذَا فَتَرَ فَلْیَقْعُدْ۔

نبی علیہ السلام نے فرمایا نہیں اس کو کھول دو‘ تم میں سے ہر ایک کو چاہیے کہ وہ اپنی طبیعت کی خوشی تک نماز پڑھے اور جب اُکتا جائے‘ تو بیٹھ جائے۔

(۱) مطلب حدیث یہ ہے کہ آدمی اسی قدر نفلی عبادت کرے جتنی کہ ذوق و شوق کے ساتھ کر سکے۔ کیونکہ ریاضت و عبادت جس سے آدمی اکتا جائے۔ وہ ہمیشہ نبھ نہیں سکتی اور بہترین عمل وہی ہے جو ہمیشہ کیا جا سکے۔ (۲) یہ خاتون خولہ بنت زینب تھیں جو ساری رات تہجد پڑھتی تھیں اور جب نیند آتی تو رسی سے لٹک جاتی تھیں۔ حضور علیہ السلام نے ان کے اس فعل پر انکار فرمایا اور یہ تعلیم دی کہ عبادت میں ایسی سختی اچھی نہیں ہے کہ وہ آدمی کیلئے بوجھ بن جائے۔

کیا کثرتِ عبادت ممنوع ہے

واضح رہے کہ وہ تمام حدیثیں جن میں کثرتِ عبادت کی ممانعت آئی ہے تو یہ نہی صرف ایسے افراد کیلئے ہے جو عبادت و ریاضت میں ایسے مشغول و مصروف ہو جائیں

کہ حقوق العباد تک تلف ہو جائیں اور عبادت ان کیلئے باہر ہو جائے۔ لیکن وہ لوگ جنہیں کثرت عبادت میں دِقت نہ ہو بلکہ عبادت ان کی غذا بن جائے تو ایسے افراد کیلئے کثرت عبادت ممنوع نہیں ہے۔ بلکہ محمود و مطلوب ہے۔ قرآن مجید میں فرمایا:

كَانُوْا قَلِيْلاً مِنَ الَّيْلِ مَايَهْجَعُوْنَ۔

(۲) نبی علیہ السلام کی عبادت ایسی ہوتی تھی کہ آپ کے قدم مبارک متورم ہو جاتے تھے۔ (بخاری)

- رمضان کے آخری عشرہ میں حضور اکرم ﷺ ساری رات عبادت میں گزار دیتے تھے۔ (مسلم)
- حضرت عثمان غنی و حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہم ساری رات عبادت میں مشغول رہتے تھے۔ (ابن کثیر)

غرضیکہ مطلقاً کثرتِ عبادت ممنوع ہے۔ بلکہ ایسی کثرت جس کی طاقت نہ ہو اور طبع پر گراں ہو۔ اس کی ممانعت آئی ہے۔ چنانچہ اس باب میں حضور ﷺ اصولی ہدایت یہ ہے۔

عَلَيْكُمْ مَا تَطِيْعُوْنَ مِنَ اعمال۔ (بخاری)

تم اتنے عمل کو لازم پکڑو جس کی طاقت رکھتے ہو۔

- ظاہر ہے کہ طبائع قوت وضعف کے لحاظ سے مختلف ہوتے ہیں۔ بہت سے ایسے ہوتے ہیں جو ایک شے کی طاقت رکھتے ہیں اور دوسرے اس کی طاقت نہیں رکھتے غرضیکہ حدیث ہذا میں ایسی کثرتِ عبادت کی ممانعت کی گئی ہے جو انسان کی برداشت سے باہر ہو۔ چنانچہ حدیث زیر بحث کے آخری جملوں سے بھی اس کی تائید ہوتی ہے۔

حضور علیہ السلام نے فرمایا:

لِيُصَلِّ اَحَدُكُمْ نِشَاطَهٗ۔

ہر شخص کو چاہیے کہ وہ اتنی نفلیں پڑھے جتنی کہ خوش دلی کے ساتھ پڑھ سکے۔

جس کا صاف مطلب یہ ہے کہ اگر کوئی شخص ساری رات قیام کر سکے اور ساری رات عبادت میں گذاری اس کو دشوار نہ ہو تو اس کی ممانعت نہیں۔

امام کو مسائل شریعت بتانا لازمی ہے

امام کیلئے ضروری ہے کہ حسب موقع ومحل مقتدیوں کو نماز کے احکام ومسائل بتائے۔ مثلاً صف بندی کی تاکید' ارکانِ نماز کی حسب مسنون ادائیگی' خشوع وخضوع' رکوع' سجود' قومہ (جلسہ) وغیرہ امور کو سنت کے مطابق ادا کرنے کی ہدایت کرتا رہے اور لوگوں کا فرض ہے کہ وہ امام سے مسائلِ نماز سیکھیں۔ حضور ﷺ کا یہ ہی طریقہ تھا کہ نماز کے بعد لوگ نماز میں جو کوتاہی کرتے اس کی نشاندہی فرماتے تھے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا:

هَلْ تَرَوْنَ قِبْلَتِیْ هٰهُنَا فَوَاللّٰهِ مَا يَخْفٰى عَلَیَّ خُشُوْعُكُمْ وَلَا رُكُوْعُكُمْ اِنِّیْ لَاَرَاكُمْ مِنْ وَّرَاءِ ظَهْرِیْ۔

کیا تم یہ سمجھتے ہو میرا قبلہ یہ ہے۔ بخدا مجھ پر نہ تمہارا خشوع پوشیدہ ہے اور نہ رکوع میں تم کو پسِ پشت سے دیکھتا ہوں۔

هَلْ تَرَوْنَ قِبْلَتِیْ الخ استفہام انکاری ہے۔ مقصود یہ بتانا ہے کہ رویت جہتِ قبلہ کے ساتھ خاص نہیں ہے۔ بلکہ تمام جہات میری پیشِ نظر ہیں۔

حضور سیّد دو عالم ﷺ کے خصائص سے ہے کہ آپ جیسے آگے سے دیکھتے تھے۔ اسی طرح پیچھے کے حالات سے بھی باخبر رہتے تھے۔ اور روایت سے مراد ادراکِ حقیقی ہے۔ اسی طرح امام بخاری نے اس حدیث کو علاماتِ نبوت میں بھی ذکر کیا۔ بعض علماء نے فرمایا کہ نبی علیہ السلام کے دونوں مونڈھوں کے درمیان سوئی کے ناکے کی طرح دو آنکھیں تھیں جن سے پیچھے کے لوگوں کو دیکھ لیتے تھے۔ لیکن مونڈھوں کے درمیان

آنکھوں کا ہونا غالباً شارحین کا قیاس ہے۔

اس کے علاوہ حدیث میں صرف پیچھے کی طرف دیکھنے ہی کا ذکر نہیں ہے۔ بلکہ یہ بھی ہے وَلَا خشوعکم کہ مجھ پر تمہارا خشوع بھی پوشیدہ نہیں ہے۔ خشوع دل کی کیفیت کا نام ہے۔ قرآن مجید میں فرمایا:

قُلۡ اَفلَح المومنون الَّذِینَ ہم فی صَلاتہم خَاشِعُون۔

کام نکال گئے ایمان والے جو اپنی نماز خشوع سے ادا کرتے ہیں۔

اور خشوع وخضوع ایسی چیز نہیں جو آنکھوں سے نظر آسکے مگر نگاہِ نبوی سے قلوب کی کیفیات بھی پوشیدہ نہیں۔

اے فروغت صبح آثار و دھور
چشمِ تو بینندہ ما فی الصدور

اس حدیث سے واضح ہوا کہ حضور علیہ السلام کی مقدس آنکھوں کی طرح نہ تھیں حضور آگے پیچھے، اوپر نیچے یکساں دیکھتے تھے اور یہ کہ افعال وارکانِ نماز کو مسنون طریقہ سے ادا کرنا چاہیے اور امام سے پہلے رکوع وسجدہ میں نہیں جانا چاہیے۔

اذان ومؤذن کے فضائل واحکام

حضور علیہ السلام نے فرمایا:

(مؤذنوں کی گردنیں قیامت کے دن سب سے زیادہ دراز ہوں گی (مسلم و احمد وابنِ ماجہ) علامہ عبدالرؤف مناوی نے تیسری میں لکھا کہ یہ حدیث متواتر ہے اور معنی حدیث یہ ہیں کہ مؤذن رحمتِ الٰہی کے بہت امیدوار ہوں گے۔ کیوں کہ جس کو جس چیز کی امید ہوتی ہے اس کی طرف گردن دراز کرتا ہے۔ یا یہ معنی ہیں کہ ان کے ثواب بہت ہیں۔ یا یہ کہ وہ قیامت کے دن شرمندہ نہ ہوں گے کیونکہ جو شرمندہ ہوتا ہے اس کی گردن جھک جاتی ہے۔ (۲) مؤذن کی جہاں تک آواز پہنچتی ہے اس کیلئے

مغفرت کر دی جاتی ہے اور ہر تر و خشک جس نے اس کی آواز سنی اس کی تصدیق کرتا ہے۔ یا گواہی دیتا ہے۔ (احمد) (۳) اذان دینے والا جو محض ثواب کیلئے اذان دیتا ہے۔ اس شہید کی طرح ہے جو خون میں آلودہ ہے۔ قبر میں اس کو کیڑے نہیں پڑیں گے۔ (طبرانی) (۴) اذان دافع عذاب و بلا ہے۔ (طبرانی) (۵) حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ اگر لوگوں کو یہ معلوم ہوتا کہ اذان کہنے میں کتنا ثواب ہے تو اس پر باہم تلوار چلتی۔ (احمد) (۶) جس نے بارہ برس اذان دی جنت اس کیلئے واجب ہو گئی اور اذان کے بدلے ساٹھ نیکیاں اور اقامت کے بدلے تیس نیکیاں لکھی جائیں گی۔ (ابن ماجہ و حاکم) (۷) جو سال بھر اذان کہے اور اجرت طلب نہ کرے وہ قیامت کے دن جنت کے دروازے پر کھڑا کیا جائے گا۔ اور اس سے کہا جائے گا کہ جس کیلئے تو چاہے شفاعت کر۔ (ابن عساکر) (۸) اذان کے وقت دعا بہت کم رد ہوتی ہے۔ (ابوالشیخ عن انس) اس طرح کی بہت سی فضیلتیں احادیث میں ان مؤذنوں کیلئے وارد ہوتی ہیں جو اللہ کی خوشنودی کیلئے اذاں دیتے ہیں اور اجرت طلب نہیں کرتے۔ عجب زمانہ ہے کہ ہمارے معاشرہ میں لوگ اوّل تو اذان کہتے نہیں اور جو خلوص کے ساتھ اذان دے بھی اس کا مذاق اڑاتے ہیں اور اس پر ملا کی پھبتی کستے ہیں اور یہ سب کچھ دین سے بے رغبتی اور بے تعلقی کی وجہ سے۔

سُنے گا اقبال کون ان کو یہ انجمن ہی بدل گئی ہے
نئے زمانے میں آپ ہم کو پرانی باتیں سنا رہے ہیں

اذان کا جواب دینا واجب ہے

حضور علیہ السلام نے فرمایا (۱) جب اذان سنو تو اللہ کے داعی کا جواب دو۔ (۲) جب مؤذن اذان کہے تو سنو تو جو وہ کہتا ہے تم بھی کہو۔ (ابن ماجہ) مومن کو بدبختی و نامرادی کیلئے کافی ہے کہ مؤذن کو تکبیر کہتے سنے اور جواب نہ دے۔ (۳) حضور اکرم ﷺ

نے مستورات سے فرمایا۔ جب تم بلال کو اذان واقامت کہتے سنو تو جس طرح وہ کہتا ہے تم بھی کہو۔ اللہ تعالیٰ تمہارے ہر کلمے کے بدلے ایک لاکھ نیکی لکھے گا اور ہزار درجے بلند فرمائے گا اور ہزار گناہ محو کرے گا اور مردوں کیلئے دوگنا ثواب ہے۔ (ابن عساکر)

(۴) اذان کا جواب دینے والے کی مغفرت ہوگی۔ وہ جنت میں داخل ہوگا۔

(مسلم ابوالشیخ)

ان احادیث سے واضح ہوا کہ اذان کا جواب دینا واجب ہے۔ مؤذن جو کلمہ کہے تو اس کے بعد سننے والا بھی وہی کلمے کہے۔ مگر حی علی الصلوٰۃ وحی علی الفلاح کے جواب میں لا حول ولا قوۃ الاّ باللّٰہ۔ (۲) جنبی بھی اذان کا جواب دے، مگر حیض نفاس والی عورت اور خطبہ سننے والے اور نمازِ جنازہ پڑھنے والے اور جو جماع میں مشغول یا قضائے حاجت میں ہو ان پر جواب نہیں۔ (۳) جب اذان ہو تو اتنی دیر کیلئے سلام کلام اور جواب سلام تمام اشغال موقوف کردے اور بغور اذان سنے اور جواب اور یونہی اقامت میں بھی۔ (۴) چند اذانیں سنے تو پہلی ہی کا جواب دے۔ مگر بہتر ہے کہ پہلی کے بعد بھی سب کا جواب دے۔ (۵) خطبہ کی اذان کا جواب زبان سے دینا مقتدیوں کو جائز نہیں۔ (۶) جب اذان ختم ہو جائے تو مؤذن اور سامعین درود شریف پڑھیں اور اس کے بعد دعا اَللّٰھُمَّ رب ھٰذِہِ الدعوہ پڑھیں۔ جیسا کہ آئندہ حدیث میں ہدایت موجود ہے۔ (۷) جب مؤذن اَشْھَدُ اَنَّ محمد رسول اللّٰہ کہے تو سننے والا درود شریف پڑھے اور انگوٹھوں کو بوسہ دے کر آنکھوں کو لگائے اور کہے۔ قرۃ عینی بلک یارسول اللہ۔ اَللّٰھُمَّ مَتِّعْنِیْ بِالسَّمْعِ وَالْبَصَرِ بعض لوگ انگوٹھے چومنے کو بلادلیل شرک وبدعت قرار دیتے ہیں۔ لیکن آپ یہ سوچئے کہ کیا حضور سرورِ عالم ﷺ کے نامِ اقدس کی تعظیم کیلئے چومنا شرک یا بدعت ہوسکتا ہے۔

نیز حضور علیہ السلام نے فرمایا:

مِنَ الجَفَاءِ اِنْ تَسْمَعَ المؤذن ثم لا یقول مثل ما یقول۔

یہ بھی ظلم ہے کہ تو اذان سنے اور جو مؤذن کہتا ہے تو نہ کہے۔ (ابن ابی شیبہ)

ظاہر ہے وعید ترک واجب پر ہوتی ہے اور مستحب کے تارک کو ظالم نہیں کہہ سکتے۔ (عینی ج ۲ ص ۶۳۶) اسی طرح اقامت کا جواب دینا بھی مستحب ہے۔

اذان سن کر حضور ﷺ کیلئے دعا کی جائے

حضور سید عالم ﷺ نے فرمایا۔ جب مؤذن اذان دے تو جو وہ کہے تم بھی وہی کہو۔

ثم صلوا علی فانه صلی صلاۃ صلی اللّٰہ عَلیه بها عشراً ثم سلوا اللّٰہ لی الرسیلة فانها منزلة فی الجنة لاینبغی لاحد الا لعبد من عباد اللّٰہ وارجران اکون انا هو فمن سال اللہ لی الوسیلة حلت له الشفاعة۔ (مسلم)

پھر مجھ پر درود پڑھو اور جو مجھ پر درود پڑھتا ہے اللہ تعالیٰ اس پر دس رحمتیں نازل فرماتا ہے۔ پھر اللہ تعالیٰ سے میرے لئے وسیلہ طلب کرو۔ وسیلہ جنت میں ایک مقام ہے یہ مقام اللہ کے خاص بندے کو حاصل ہوگا اور مجھے امید ہے کہ اس مقام پر میں فائز ہوں گا تو جس نے اللہ سے میرے لئے وسیلہ کی دعا کی اس کیلئے میری شفاعت حلال ہوگئی۔ (مسلم، ابوداؤد، نسائی)

مقام محمود

وہ جگہ ہے جس پر جلوہ گر ہو کر حضور شفاعت فرمائیں گے۔ تمام اوّلین وآخرین تلاش شفیع میں سرگرداں ہوں گے۔ جلیل القدر انبیاء کرام تک **اذھبو الی غیری** فرمائیں گے۔ مگر صرف اور صرف حضور ﷺ کی زبان پر انا لھا ہوگا۔ حضور ﷺ

کی اس عظمت و رفعت بزرگی و شان کو دیکھ کر اوّلین و آخرین حضور ﷺ کی ثناء کریں گے۔ اسی لئے اس مقام کو محمود کہتے ہیں۔ حدیث ابو ہریرہ میں حضور علیہ السلام نے فرمایا:

هو المقام الذى اشفع فيه لامتى ۔ (عینی ج ۲ ص ۲۴۱)

ابن جوزی نے کہا مقام محمود سے مراد شفاعت ہے۔ بعض نے کہا عرش پر یا کرسی پر حضور علیہ السلام کا کھڑا ہونا مراد ہے۔ سیّدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ مقام محمود وہ مقام ہے اوّلین و آخرین اس وقت حضور ﷺ کی تعریف کریں گے اور کل عالم پر حضور ﷺ کے فضل و شرف کا اظہار ہوگا۔

تسال فتعطى تشفع فتشفع لَيْسَ اَحَدٌ الا تحت لِوائِك ۔

(عینی ج ۲ ص ۱۴۱)

مانگئے آپ دیئے جائیں گے۔ سفارش کیجئے وہ قبول کی جائے گی، سبھی آپ کے جھنڈے تلے ہیں۔

سوال پیدا ہوتا ہے مقام محمود تو حضور علیہ السلام کو حاصل ہے اور اللہ تعالیٰ نے وعدہ بھی فرما لیا ہے۔ پھر اس کیلئے دعا کی کیا ضرورت ہے؟ جواب یہ ہے کسی حاصل شدہ نعمت کیلئے دعا کرنا یا کرانا یہ شان عبدیت ہے اور بعض اوقات حاصل شدہ نعمت کے دوام و بقام کیلئے بھی دعا کرتے ہیں۔ علامہ عینی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا کہ اس میں اس امر کی طرف اشارہ ہے کہ کسی دوسرے سے دعا کرانا اور اس کی دعا سے اپنی ضروریات میں استعانت کرنا (خصوصاً صالحین اُمت سے دعا کرانا) جائز ہے۔ (عینی ج ۲ ص ۶۴۱)

اذان کے بعد مسجد سے نکلنا جائز نہیں

بلا ضرورت شرعیہ اذان کے بعد مسجد سے نکلنا جائز نہیں، مگر جو کسی عذر کی وجہ سے جائز ہے۔ مثلاً بول و براز کی حاجت ہوگئی یا کوئی ضروری کام ہے اور واپسی کا ارادہ رکھتا ہے یعنی قبل قیام جماعت واپس آنے کا ارادہ ہے یا دوسری مسجد کی جماعت کا منتظم

ہے تو اسے اذان کے بعد مسجد سے جانا جائز ہے۔

اسی طرح اگر کوئی اس وقت کی نماز پڑھ چکا ہے تو اذان کے بعد مسجد سے جا سکتا ہے۔ مگر ظہر وعشاء میں اقامت ہوگئی تو نہ جائے۔ نفل کی نیت سے شریک ہو جائے اور باقی تین نمازوں (فجر عصر و مغرب میں) اگر تکبیر ہوگئی اور یہ تنہا پڑھ چکا ہے تو باہر نکل جانا ضروری ہے۔ کیونکہ فجر و عصر و مغرب میں بطور نفل شریک نہیں ہو سکتا اور مسجد میں ٹھہرنے رہنے میں لوگ بے نمازی ہونے کا گمان کریں گے۔

ایک حدیث میں وارد ہوا ہے۔ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: ”اذان کے بعد مسجد سے نہیں نکلتا مگر شیطان“۔

اذان خارج مسجد دی جائے

آج کل عام رواج ہو چکا ہے کہ مسجد کے اندر کھڑے ہو کر اذان دیتے ہیں جو خلاف سنت اور مکروہ ہے۔ اذان خواہ نماز پنجگانہ کی ہو یا خطبہ جمعہ کی۔ بہر حال سنت یہ ہے کہ خارج مسجد دی جائے کہ مسئلہ تمام کتب فقہ میں موجود ہے۔

……

وضو اور اس کے اہم مسائل

اگر چہ وہ آیت جس میں وضو کا بیان ہے۔ مدینہ منورہ میں نازل ہوئی۔ مگر وضو اس سے پیشتر مکہ میں فرض ہو چکا تھا۔ انبیاء سابقین کی شریعتوں میں بھی وضو تھا۔ مگر یہ بات صرف امتِ محمدیہ علیٰ صاحبہا التحیہ کی خصوصیات سے ہے کہ قیامت کے دن وضو کی وجہ سے ان کے چہرے ہاتھ اور پاؤں چمکتے ہوں گے۔ وضو کے فضائل میں بہت حدیثیں وارد ہوئی ہیں جن میں سے چند کا ذکر ذیل میں کیا جاتا ہے۔

۱) حضور اقدس ﷺ نے فرمایا۔ قیامت کے دن میری امت کے ہاتھ پاؤں اور منہ وضو کی وجہ سے چمکتے ہوں گے۔ (بخاری و مسلم)

۲) حضور سیّد عالم ﷺ نے فرمایا: تم میں سے جو کامل وضو کرے اور پھر اَشْھَدُ ان لا الٰہ الخ تک پڑھے۔ اس کیلئے آٹھوں دروازے کھول دیئے جاتے ہیں۔ جس دروازے سے چاہے داخل ہو۔ (مسلم شریف)

۳) حضور علیہ السلام نے فرمایا: مسلمان بندہ جب وضو کرتا ہے' تو کلی کرنے سے پہلے منہ کے گناہ' ہاتھ دھونے سے ہاتھوں کے گناہ' سر کا مسح کرنے سے سر کے گناہ اور پاؤں دھونے سے پاؤں کے گناہ دُھل جاتے ہیں۔ (نسائی)

۴) نیز فرمایا: اس پر مغرور نہ ہونا کہ گناہوں کا ارتکاب شروع کر دو۔ یہ سمجھتے ہوئے وضو میں سب گناہ دُھل جائیں گے۔

۵) حضور سیّد عالم ﷺ نے فرمایا: جس نے بسم اللہ کہ کر وضو کیا' سر سے پاؤں تک اس کا سارا بدن پاک ہوگیا۔

سیّدنا امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کو یہ بصیرت حاصل تھی کہ آپ جب لوگوں کا آبِ وضو دیکھتے تو بعینہٖ ان گناہوں کو پہچان لیتے جو ڈھل کر پانی میں گرتے۔ ایک مرتبہ جامعہ مسجد کوفہ میں ایک نوجوان وضو کر رہا تھا۔ اس کا پانی جو ٹپکا تو امام نے فرمایا: میرے بیٹے ماں باپ کو ایذا دینے سے توبہ کر۔ چنانچہ اس نے توبہ کی۔ ایک شخص کا دھوون دیکھ کر فرمایا: اے بھائی زنا سے توبہ کر۔ ایک شخص کا دھوون دیکھ کر فرمایا۔ شراب پینے اور لہو ولعب سے توبہ کر۔ چنانچہ ان سب نے توبہ کی۔ غرض کہ بزرگانِ دین اولیاء کرام آنکھوں سے دیکھتے ہیں کہ وضو کے پانی سے گناہ دُھلتے ہیں۔

قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

یا اَیُّھَا الَّذِین اٰمَنُوٓا اذا قمتم الی الصلوٰۃ فاغسلو وجھو کم۔ الخ

اے ایمان والو! جب تم وضو کا ارادہ کرو تو اپنے منہ کو اور ہاتھوں کو کہنیوں سمیت دھوؤ اور سر کا مسح کرو۔ پاؤں کو ٹخنوں سمیت دھوؤ۔

قرآنِ پاک میں وضو کے چار فرض بیان ہوئے۔ حضورِ اکرم ﷺ چونکہ قرآن کے شارح ہیں آپ نے وضو کرنے کا طریقہ امت کو بتایا۔ انہی وضو کی احادیث سے فقہاءِ کرام نے مندرجہ ذیل مسائل معلوم کئے جو آپ کے سامنے پیش کئے جا رہے ہیں۔

چار چیزوں کیلئے وضو کرنا فرض ہے

(۱) ہر نماز کیلئے خواہ وہ فرض ہو' یا سنت یا نفل جبکہ بے وضو ہو۔ (۲) قرآن کریم کے سجدہ کیلئے۔ (۳) نماز جنازہ کیلئے قرآن کریم کو چھونے کیلئے جبکہ غسل کی حاجت نہ ہو۔

فائدہ طواف کعبہ کیلئے وضو کرنا واجب ہے۔

آٹھ چیزیں جن کیلئے وضو کرنا سنت ہے

یعنی ان کیلئے وضو کرو ثواب ہے اور نہ کرنا ناپسندیدہ ہے۔ اگرچہ موجب عذاب نہیں۔ (۱) اذان (۲) تکبیر (۳) جمعہ اور دونوں عیدوں کے خطبے کیلئے (۴) حضور اکرم ﷺ کے روضہ کی زیارت کیلئے۔ (۵) صفا اور مروہ کے درمیان دوڑنے کیلئے۔ (۶) عرفہ میں ٹھہرنے کیلئے۔ (۷) غسل فرض سے پہلے۔ (۸) جس شخص پر غسل فرض ہو۔ اسے کھانا کھانے' پانی پینے اور سونے سے پہلے۔

وہ ۲۶ چیزیں جن کیلئے وضو کرنا مستحب ہے

یعنی وضو کرو تو ثواب ہے اور نہ کرنے پر کچھ گناہ نہیں۔

۱) سونے سے پہلے۔
۲) سونے کے بعد۔
۳) مردے کو نہلانے کے بعد۔
۴) مردے کو اٹھانے کے بعد۔
۵) عورت سے صحبت کرنے سے پہلے۔
۶) جب غصہ آ جائے۔ اس وقت۔
۷) زبانی قرآن شریف پڑھنے کیلئے۔
۸) حدیث شریف پڑھنے اور پڑھانے کیلئے۔
۹) علم دین پڑھنے اور پڑھانے کیلئے۔
۱۰) جمعہ اور دونوں عیدوں کے علاوہ اور خطبوں کیلئے۔
۱۱) دینی کتابیں چھونے کیلئے۔

۱۲) شرم گاہ چھونے کے بعد۔

۱۳) جھوٹ بولنے کے بعد۔

۱۴) فحش لفظ نکالنے کے بعد۔

۱۵) گالی دینے کے بعد۔

۱۶) کافر سے بدن چھو جانے کے بعد۔

۱۷) بغل کھجانے کے بعد جب اس میں بدبو ہو۔

۱۸) غیبت کرنے کے بعد۔

۱۹) علاوہ نماز کے قہقہہ لگانے کے بعد۔

۲۰) لغو شعر پڑھنے کے بعد۔

۲۱) کسی عورت کے بدن سے اپنا بدن بے حائل مس ہو جانے کے بعد۔

۲۲) اونٹ کا گوشت کھانے کے بعد۔

۲۳) وضو ہوتے ہوئے کسی نماز کیلئے وضو کرنا۔

۲۴) ہمیشہ باوضو رہنے کیلئے۔

۲۵) ہر گناہ کے بعد۔

۲۶) ہر گناہ کے بعد وضو کرنا' اگرچہ پہلے سے وضو ہو۔

……

وضو کے چار فرض ہیں

اوّل منہ دھونا

شروع پیشانی سے (یعنی جہاں سے بال جمنے کی انتہا ہو) تھوڑی تک طول میں اور عرض میں ایک کان سے دوسرے کان تک منہ ہے۔ اس حد کے اندر جلد کے ہر حصے پر ایک مرتبہ پانی بہانا فرض ہے۔

فائدہ کسی عضو کو دھونے کا مطلب یہ ہے کہ اس عضو کے ہر حصہ پر کم سے کم دو بوند پانی بہہ جائے۔ صرف عضو کو بھگو لینے یا تیل کی طرح پانی سے چپڑ لینے یا ایک آدھ بوند پانی بہہ جانے کو دھونا نہیں کہیں گے نہ اس سے وضو غسل ادا نہ ہوگا۔ اس کا لحاظ ضرور کیجئے۔ بہت لوگ اس کی طرف توجہ نہیں کرتے نمازیں اکارت جاتی ہیں۔

مسائل فرض اوّل

منہ دھونے میں امور ذیل کا خیال رکھنا ضروری ہے۔

۱) پانی ماتھے کے سرے پر پڑے۔

۲) بالوں کی لٹیں اٹھا کر پانی بہایا جائے۔

۳) جس شخص کے سر کے اگلے حصہ کے بال اڑ گئے یا اگے ہی نہیں اس پر وہیں تک منہ دھونا فرض ہے جہاں تک عادتا عام طور پر بال ہوتے ہیں۔

۴) اگر عادتاً جہاں تک بال ہوتے ہیں۔ اس کے نیچے تک کسی کے بال اگے ہوں تو ان زائد بالوں کا جڑ تک دھونا فرض ہے۔ (درمختار)

۵) مونچھوں یا بھوؤں یا داڑھی کے بال گھنے ہوں کہ کھال بالکل دکھائی نہ دے تو جلد کا دھونا فرض نہیں بالوں کا دھونا فرض ہے اور اگر ان جگہوں کے بال گھنے نہ ہوں تو جلد کا دھونا بھی فرض ہے۔

۶) اگر مونچھیں بڑھ کر لبوں کو چھپا لیں تو اگرچہ گھنی ہوں تو مونچھیں ہٹا کر لب کا دھونا فرض ہے۔

۷) لبوں کا وہ حصہ جو منہ بند کرنے کے بعد ظاہر رہتا ہے اس کا دھونا فرض ہے۔

۸) ڈاڑھی کے بال اگر گھنے نہ ہوں تو کھال کا دھونا فرض ہے اور ڈاڑھی کے بال بال گھنے ہوں تو گلے کی طرف دبانے سے جس قدر چہرے کے دائرے میں آئیں ان کا دھونا فرض ہے اور جڑوں کا دھونا فرض نہیں اور جو چہرے کے دائرے سے نکل جائیں ان کا دھونا ضروری نہیں۔

۹) اگر ڈاڑھی کے بال کچھ حصہ میں گھنے ہوں' وہاں کا دھونا فرض ہے اور جہاں چھدرے ہوں اس جگہ کی کھال کا دھونا فرض ہے۔ (درمختار)

۱۰) رخسار اور کان کے درمیان جو جگہ ہے جس کو کنپٹی کہتے ہیں اس کا دھونا بھی فرض ہے۔ لوگ اس کا خیال نہیں کرتے' کرنا چاہیے۔ ورنہ وضو نہ ہوگا۔

۱۱) نتھ کا سوراخ اگر بند نہ ہو تو اس میں پانی بہانا فرض ہے۔ اگر تنگ ہو تو پانی بہانے میں نتھ کو حرکت دیں' تا کہ پانی بہہ جائے۔ آنکھ کے کوئے پر پانی بہانا اور پلک کے ہر ایک بال کا پورا پورا دھونا فرض ہے۔

وضو کا دوسرا فرض

۱) ہاتھ دھونا۔ یاد رکھو ہاتھ کہنیوں سمیت دھونا فرض ہے۔ کہنیوں سے ناخن

تک اگر کوئی جگہ ذرہ بھر بھی دھلنے سے رہ جائے گی تو وضو نہ ہوگا۔

۲) کلائی کے بالوں کی جڑوں اور پورے بالوں پر پانی بہانا فرض ہے۔ اگر کسی ایک بال کی نوک بھی دُھلنے سے رہ گئی تو وضو نہ ہوگا۔

۳) ناخن کے اندر کا میل معاف ہے۔

۴) انگوٹھیاں، چوڑیاں، کنگن وغیرہ اگر اتنے تنگ ہوں کہ نیچے پانی نہ بہے تو ان کو اتار کر دھونا فرض ہے اور اگر ہلا کر دھونے سے پانی بہہ جائے تو ہلانا ضروری ہے اور اگر ایسے ڈھیلے ہیں کہ بغیر ہلائے جلد تک پانی بہہ جائے تو ہلانا ضروری نہیں۔

۵) ہاتھوں کی آٹھوں گھائیاں، انگلیوں کی کروٹیں، ناخنوں کے اندر جو جگہ خالی ہے کلائی کا ہر بال جڑ سے نوک تک اور کہنی ان سب پر پانی بہہ جانا ضروری ہے۔ اگر ایک ذرہ بھر بھی رہ گیا یا ایک بال کی نوک بھی دُھلنے سے رہ گئی تو وضو نہ ہوگا۔

۶) اگر پانچ کی جگہ چھ انگلیاں ہیں تو سب کا دھونا فرض ہے۔

۷) کسی شخص کا کہنی تک ہاتھ کٹ گیا۔ مگر کہنی کا کچھ حصہ باقی ہے تو اس کا دھونا ضروری ہے۔ اور اگر کہنی سمیت کٹا ہے تو کٹی ہوئی جگہ کا دھونا ضروری نہیں۔ (بحر)

۸) اگر کسی کے ہاتھ کے ساتھ دوسرا زائد ہاتھ بھی ہو اور وہ دونوں گرفت کا کام کرتے ہوں تو دونوں کا دھونا فرض ہے۔ (درمختار)

۹) اگر کسی کا ناخن اتنا بڑھ گیا کہ اس نے کچھ پورے کو گھیر لیا اور اس کے نیچے باقی نہ بہا تو ناخن کو کاٹ کر اس کے نیچے پانی بہانا ضروری ہے۔

وضو کا تیسرا فرض

چوتھائی سر کا مسح کرنا فرض ہے اور پورے سر کا مسح کرنا سنت ہے۔

مسئلہ۱ سر پر بال نہ ہوں تو کھال کی چوتھائی اور جو بال ہوں تو خاص سر کے بالوں کی چوتھائی کا مسح کرنا فرض ہے۔

مسئلہ۲ سر کے بال لٹک رہے ہوں۔ ان کا مسح کرنے سے مسح نہ ہوگا۔ (طحطاوی)

مسئلہ۳ اگر کسی شخص نے مسح کرنے کے بعد بال منڈوائے تو اس کو مسح کرنے کی حاجت نہیں۔ (مراقی الفلاح)

مسئلہ۴ پیشانی کی طرف سر کے مسح کو شروع کرنا سنت ہے۔ (مراقی الفلاح)

مسئلہ۵ اگر کسی شخص نے تین بار سر پر مسح کیا ہر بار نیا پانی بھی لیا تو یہ مکروہ ہے۔
(ردالمحتار)

مسئلہ۶ جس شخص نے پورے سر کا مسح کرنا چھوڑ دیا تو وہ گناہگار ہوگا۔ (درمختار)

مسئلہ۷ عمامہ یا دوپٹے پر مسح کرنا کافی نہیں ہے۔ (بحرمواج)

وضو کا چوتھا فرض

ٹخنوں سمیت پاؤں کا دھونا۔

مسئلہ۱ دونوں ٹخنوں کا وضو میں دھونا فرض ہے۔ (درمختار)

مسئلہ۲ اگر کسی کے پاؤں کی انگلی ایک دوسرے سے ملی ہوئی ہیں کہ ان کے درمیان پانی نہیں پہنچے گا تو اس کو ان انگلیوں میں خلال کر کے پانی پہنچانا فرض ہے۔ (درمختار)

مسئلہ۳ بعض آدمی کسی بیماری کی وجہ سے انگوٹھوں میں بہت زیادہ کھینچ کر دھاگہ باندھ لیتے ہیں۔ پانی کا بہانا تو درکنار تاگے کے نیچے بھی پانی نہیں پہنچتا۔ لہٰذا ان کو اس تاگے کو علیحدہ کر کے اس جگہ پانی کا بہانا فرض ہے۔ (مراقی الفلاح)

مسئلہ۴ عورتوں کے پاؤں میں چھلے اگر ایسے تنگ نہ ہوں کہ بغیر ملائے ان کے نیچے پانی بہہ جائے گا تو ان کو ہلانا فرض ہے، ورنہ ان کو اتار کر اس جگہ پانی بہانا فرض ہے۔
(مراقی الفلاح)

مسئلہ۵ اگر پاؤں میں پھٹن ہے اور اس میں موم یا اور کوئی دوا لگادی ہے تو اس دوا پر پانی بہادینا کافی ہے۔ (مراقی الفلاح)

مسئلہ۶ اگر پاؤں کی پھٹن میں دوا پر ٹھنڈے پانی کا بہانا اگر نقصان دیتا ہے تو گرم پانی سے دھونا فرض ہے اور اگر دونوں نقصان دیتے ہیں تو صرف مسح کرنا کافی ہے۔

وضو کی سنتیں (۱۶) سولہ ہیں

۱) وضو کی نیت کرنا۔

۲) وضو شروع کرتے وقت بسم اللہ پڑھنا۔

۳) گٹوں تک ہاتھ دھونا۔

۴) مسواک کرنا۔

۵) کلی کرنا۔

۶) ناک میں پانی چڑھانا۔

۷) کلی اور ناک میں پانی داہنے ہاتھ سے چڑھانا۔

۸) بائیں ہاتھ سے ناک صاف کرنا۔

۹) داڑھی کا خلال کرنا۔

۱۰) ہاتھ پاؤں کی انگلیوں کا خلال کرنا۔

۱۱) ہر ڈھلنے والی جگہ کو تین بار دھونا۔

۱۲) پورے سر کا مسح کرنا۔

۱۳) کانوں کا مسح کرنا۔

۱۴) اس ترتیب سے منہ دھونا کہ پہلے منہ پھر ہاتھ پھر پاؤں۔

۱۵) داڑھی کے جو بال منہ کے دائرے سے نیچے ہیں ان کا مسح کرنا۔

۱۶) ڈھلنے والی جگہ کو ایسے دھونا کہ پہلی جگہ سوکھنے نہ پائے۔

واضح ہو کہ اگر کسی نے وضو کی سنتوں پر عمل نہ کیا تو اس کا وضو تو درست ہو جائے گا۔ مگر ایک آدھ دفعہ ایسا کرنا برا ہے اور سنت پر عمل کرنا باعث اجر وثواب ہے۔ لیکن

سنت مؤکدہ کو چھوڑنے کی عادت ڈال لینا گناہ ہے۔

مستحب وضو کے ۵۹ ہیں

۱) پہلے داہنی چیز کا دھونا۔

۲) دونوں رخساروں کو ایک ساتھ دھونا۔

۳) دونوں کا ایک ساتھ مسح کرنا۔

۴) انگلیوں کی پیٹھ سے گردن تک مسح کرنا۔

۵) وضو کرتے وقت کعبہ کی طرف منہ کرنا۔

۶) وضو کیلیے اونچی جگہ بیٹھنا۔

۷) دھونے کی جگہوں پر تیل کی طرح پانی چپڑنا۔

۸) اپنے ہاتھ سے پانی بھرنا۔

۹) دوسرے وقت کیلیے پانی بھر کر رکھنا۔

۱۰) انگوٹھی کو حرکت دینا۔

۱۱) اطمینان سے وضو کرنا۔

۱۲) وقت آنے سے پہلے وضو کرنا۔

۱۳) کپڑوں کو ٹپکتے ہوئے پانی سے بچانا۔

۱۴) بائیں ہاتھ سے ناک صاف کرنا۔

۱۵) وضو کا برتن مٹی کا ہونا۔

۱۶) تانبے وغیرہ کا قلعی دار ہونا۔

۱۷) لوٹے اور اس کی مانند چیز کا بائیں طرف رکھنا۔

۱۸) طشت اور اس کی مثل چیز کا داہنی طرف رکھنا۔

۱۹) بائیں ہاتھ کی چھنگلیا ناک میں ڈالنا۔

۲۰) پاؤں کو بائیں ہاتھ سے دھونا۔

۲۱) منہ دھونے میں ماتھے پر پھیلا کر پانی ڈالنا۔

۲۲) دونوں ہاتھوں سے منہ دھونا۔

۲۳) ہاتھ پاؤں دھونے میں انگلیوں کی طرف پانی بہانا۔

۲۴) چہرہ اور ہاتھ پاؤں میں جتنی جگہ کا دھونا فرض ہے اس سے اور زیادہ دھولینا۔

۲۵) پورے سر کا مسح کرنا۔

۲۶) کلمہ کی انگلی سے کان کا مسح کرنا۔

۲۷) انگوٹھے سے کان کے اوپر کا مسح کرنا۔

۲۸) ہر چیز کو دھو کر اس پر ہاتھ پھیرنا۔

۲۹) وضو بہت بھاری برتن سے نہ کرنا۔

۳۰) زبان سے بھی کہہ لینا کہ وضو کرتا ہوں۔

۳۱) وضو کی ہر چیز کے دھوتے وقت درود شریف پڑھنا۔

۳۲) بعد وضو کے **اَللّٰھُمَّ اجْعَلْنِیْ مِنَ التَّوَّابِیْنَ وَجْعَلْنِیْ مِنَ الْمُتَطَھِّرِیْنَ** پڑھنا۔

۳۳) وضو کا بچا ہوا پانی کھڑے ہو کر پینا۔

۳۴) آسمان کی طرف منہ کر کے یہ دعا۔ **سُبْحَانَكَ اللّٰھُمَّ وَبِحَمْدِكَ اَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اَنْتَ اَسْتَغْفِرُكَ وَاَتُوْبُ اِلَیْكَ وَاَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُكَ وَرَسُوْلُكَ** اور کلمہ شہادت پڑھنا۔

۳۵) وضو کے بعد اِنَّا اَنْزَلْنَا پوری سورت پڑھنا۔

۳۶) اعضاء کے پونچھنے میں کچھ تری چھوڑ دینا۔

۳۷) وضو کے بعد ہاتھ نہ جھٹکنا۔

۳۸) وضو کے بعد میانی پر پانی چھڑک لینا۔

۳۹) وضو کرنے کے بعد دو رکعت نفل پڑھنا۔

۴۰) بلا ضرورت دوسرے سے مدد نہ لینا۔

۴۱) کلی اور ناک میں پانی داہنے ہاتھ سے ڈالنا۔

۴۲) ہر عضو دھوتے وقت اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ آخر تک پڑھنا۔

۴۳) پانی کے زیادہ یا بہت کم خرچ کرنے سے بچنا۔

۴۴) وضو میں ہر عضو دھوتے یا مسح کرتے وقت نیت وضو کو ملحوظ رکھنا۔

۴۵) وضو کرتے وقت اپنا ستر نہ دیکھنا۔

۴۶) باوجود وضو ہونے کے پھر وضو کر لینا۔

۴۷) ہر عضو کے دھوتے یا مسح کرتے وقت بِسْمِ اللّٰهِ پڑھنا۔

۴۸) کلی کے وقت اَللّٰهُمَّ اَعِنِّیْ عَلٰی تِلَاوَةِ الْقُرْاٰنِ وَذِکْرِكَ وَشُکْرِكَ وَحُسْنِ عِبَادَتِكَ پڑھنا۔

۴۹) ناک میں پانی ڈالتے وقت اَللّٰهُمَّ اَرِحْنِیْ رَائِحَةَ الْجَنَّةِ وَلَا تُرِحْنِیْ رَائِحَةَ النَّارِ پڑھنا۔

۵۰) منہ دھوتے وقت اَللّٰهُمَّ بَیِّضْ وَجْهِیْ یَوْمَ تَبْیَضُّ وُجُوْهٌ وَّتَسْوَدُّ وُجُوْهٌ پڑھنا۔

۵۱) داہنا ہاتھ دھوتے وقت اَللّٰهُمَّ اَعْطِنِیْ کِتَابِیْ بِیَمِیْنِیْ وَحَاسِبْنِیْ حِسَابًا یَّسِیْرًا پڑھنا۔

۵۲) بایاں ہاتھ دھوتے وقت اَللّٰهُمَّ لَا تُعْطِنِیْ کِتَابِیْ بِشِمَالِیْ وَلَا مِنْ وَّرَآءِ ظَهْرِیْ پڑھنا۔

۵۳) سر کا مسح کرتے وقت اَللّٰهُمَّ اَظِلَّنِیْ تَحْتَ عَرْشِكَ یَوْمَ لَا ظِلَّ

اِلَّاظِلُّ عَرْشِكَ پڑھنا۔

۵۴) کانوں کا مسح کرتے وقت اَللّٰھُمَّ اجْعَلْنِیْ مِنَ الَّذِیْنَ یَسْتَمِعُوْنَ الْقَوْلَ فَیَتَّبِعُوْنَ اَحْسَنَہٗ پڑھنا۔

۵۵) گردن کا مسح کرتے وقت اَللّٰھُمَّ اَعْتِقْ رَقَبَتِیْ مِنَ النَّارِ پڑھنا۔

۵۶) داہنا پاؤں دھوتے وقت اَللّٰھُمَّ ثَبِّتْ قَدَمِیْ عَلَی الصِّرَاطِ یَوْمَ پڑھنا۔

۵۷) بایاں پاؤں دھوتے وقت اَللّٰھُمَّ اجْعَلْ ذَنْبِیْ مَغْفُوْرًا وَّسَعْیِیْ مَشْکُوْرًا وَّتِجَارَتِیْ لَنْ تَبُوْرَ پڑھنا۔

۵۸) وضو کا پانی پاک جگہ گرانا۔

۵۹) مکروہات وضو سے بچنا۔

واضح ہو کہ اگر کسی کو یہ دعائیں یاد نہ ہوں تو سب جگہ درود شریف پڑھے اور یہ ہی افضل ہے۔ دعاؤں کے تراجم یہ ہیں۔

۳۲) الٰہی مجھے توبہ کرنے والوں اور پاک لوگوں میں کر دے۔

۳۴) اے اللہ تو پاک ہے۔ میں تیری حمد کرتا ہوں۔ گواہی دیتا ہوں کہ تیرے سوا کوئی معبود نہیں۔ تجھ سے معافی چاہتا ہوں اور توبہ کرتا ہوں اور شہادت دیتا ہوں کہ محمد ﷺ تیرے بندے اور رسول ہیں۔

۴۲) گواہی دیتا ہوں اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں۔ اس کا کوئی شریک نہیں۔ وہ اکیلا ہے اور محمد ﷺ اللہ کے بندے اور رسول ہیں۔

۴۸) اے اللہ تو میری مدد کر کہ قرآن کریم کی تلاوت کروں، تیرا شکر کروں اور اچھی عبادت کروں۔

۴۹) اے اللہ تو مجھے جنت کی خوشبو سونگھا اور جہنم کی بُو سے بچا۔

۵۰) اے اللہ تو میرے چہرے کو اجالا کر جس دن کہ کچھ سپید ہوں اور کچھ منہ سیاہ

ہوں۔

۵۱) اے اللہ تو میرا نامہ اعمال میرے داہنے ہاتھ میں دے اور میرا حساب آسان کر۔

۵۲) اے اللہ میرا نامۂ اعمال نہ بائیں ہاتھ میں دے نہ پیٹھ کے پیچھے سے۔

۵۳) اے اللہ تو مجھے اپنے عرش کے سایہ میں رکھ۔ جس دن تیرے عرش کے سایہ کے سوا کوئی سایہ نہ ہو۔

۵۴) اے اللہ مجھے ان میں کردے جو بات سنتے ہیں اور اچھی بات پر عمل کرتے ہیں۔

۵۵) اے اللہ میری گردن جہنم سے آزاد فرمادے۔

۵۶) اے اللہ میرا قدم پل صراط پر ثابت رکھ جس دن کہ اس پر قدم لغزش کریں گے۔

۵۷) اے اللہ میرے گناہ بخش دے۔ میری کوشش بارآور کر۔ میری تجارت ہلاک نہ ہو۔

وضو میں مکروہ ۲۰ ہیں ان سے بچنا چاہیے

۱) عورت کے غسل یا وضو کے بچے ہوئے پانی سے وضو کرے۔

۲) وضو کیلئے نجس جگہ بیٹھنا۔

۳) نجس جگہ وضو کا پانی گرانا۔

۴) مسجد کے اندر وضو کرنا۔

۵) وضو کرتے ہوئے لوٹے میں قطرے ٹپکانا۔

۶) پانی میں رینٹھ کھنکار ڈالنا یا کلی کرنا۔

۷) دنیا کی بات چیت کرنا۔

۸) زیادہ پانی خرچ کرنا۔

۹) اتنا کم خرچ کرنا کہ سنت ادا نہ ہو سکے۔

۱۰) منہ پر پانی مارنا۔

۱۱) منہ پر پانی ڈالتے وقت پھونکنا۔

۱۲) ایک ہاتھ سے منہ دھونا۔

۱۳) گلے کا مسح کرنا۔

۱۴) بائیں ہاتھ سے کلی کرنا یا ناک میں پانی چڑھانا۔

۱۵) داہنے ہاتھ سے ناک صاف کرنا۔

۱۶) اپنے لئے کوئی لوٹا خاص کر لینا۔

۱۷) تین نئے پانیوں سے تین بار سر کا مسح کرنا۔

۱۸) دھوپ کے گرم پانی سے وضو کرنا۔

۱۹) ہونٹ یا آنکھیں زور سے بند کرنا۔

۲۰) ہر سنت کا ترک کرنا مکروہ ہے۔

متفرق مسائل وضو

۱) کلی میں غرغرہ بھی کرنا چاہیے۔

۲) روزہ کو دن میں کلی کرتے وقت غرغرہ نہیں کرنا چاہیے۔

۳) جس نے حج یا عمرہ کیلئے احرام باندھ لیا ہے اس کو داڑھی میں خلال کرنا سنت نہیں ہے۔

۴) ایک شیطان ہے جو وضو میں وسوسہ ڈالتا ہے۔ اس کے وسوسہ سے بچنے کیلئے اعوذ اور لاحول پڑھنی چاہیے۔

۵) نابالغ بچوں پر وضو فرض نہیں۔ مگر ان سے وضو کرانا چاہیے۔ تاکہ ان کو عادت ہو اور وضو کا طریقہ آجائے۔

ناخن کی سرخی

آج کل عام رواج ہو گیا ہے کہ مستورات ناخنوں پر سرخی لگاتی ہیں جو ایک قسم کا روغن ہے اور ذی جرم ہے۔ جس کا چھڑانا وضو و غسل میں ضروری ہے۔ اگر بغیر چھڑائے وضو یا غسل کیا تو نہ ہوا اور جب غسل و وضو ہی نہ ہوا تو پھر نماز بھی نہ ہوئی۔ لیکن عام طور پر لوگ اس مسئلہ سے غافل ہیں۔

مذی کے نکلنے سے صرف وضو ٹوٹ جاتا ہے

عَنْ عَلِيٍّ قَالَ كُنْتُ رَجُلاً مَذَّاءً فَاَمَرْتُ الْمِقْدَادَ اَنْ يَسْئَلَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَالَهُ فَقَالَ فِيْهِ الْوُضُوْءُ۔ (بخاری)

حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کہتے ہیں میں ایک مرد تھا بہت مذی والا۔ میں نے مقداد سے کہا کہ وہ حضور ﷺ سے اس کے متعلق دریافت کریں۔ پس انہوں نے حضور ﷺ سے پوچھا آپ نے فرمایا مذی کے نکلنے پر وضو ہے۔ (غسل نہیں)

مذی

اس لیس دار رطوبت کو کہتے ہیں جو بوقتِ بوس و کنار شرم گاہ سے نکلتی ہے۔ مذی کے نکلنے سے شہوت ختم نہیں ہوتی۔ اس کے برعکس منی گاڑی ہوتی ہے۔ اس میں بدبو بھی ہوتی ہے۔ جب یہ خارج ہوتی ہے تو لذت آتی ہے اور منی نکلنے کے بعد سکون ہو جاتا ہے۔

اس حدیث میں بتایا گیا ہے کہ ابتداء میں جو رطوبت نکلتی ہے جس کو مذی کہتے ہیں۔ صرف اس کے نکلنے سے غسل واجب نہیں ہوتا۔ البتہ وضو ٹوٹ جاتا ہے۔ مذی، ودی اور منی ناپاک ہیں۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم حضور ﷺ کے داماد بھی تھے۔ اس لئے انہوں

نے خود اس مسئلہ کو پوچھنے میں شرم کی اور حضرت مقداد کے ذریعے مسئلہ معلوم کرایا۔ جس سے یہ معلوم ہوا کہ اگر کوئی خود مسئلہ پوچھنے میں شرم کرے تو دوسرے کے ذریعے مسئلہ معلوم کرائے۔ اسی طرح اگر عورتیں اپنے مخصوص مسائل کے خود معلوم کرنے میں شرم محسوس کریں تو اپنے شوہروں کے ذریعے مسائل شرعیہ سے واقفیت حاصل کریں۔

بواسیر کے مریض کے متعلق وضو کے مسائل

بواسیر کے مرض میں اور استحاضہ میں جو خون نکلتا ہے۔ اس سے وضو ٹوٹ جائے گا۔ استحاضہ اس خون کو کہتے ہیں جو عورت کی شرم گاہ سے کسی مرض کی وجہ سے آتا ہے۔ اب اگر استحاضہ اس حد تک پہنچ گیا کہ اس کو اتنی مہلت نہیں ملتی کہ وضو سے فرض نماز ادا کر سکے تو نماز کا پورا ایک وقت شروع سے آخر تک اسی حالت میں گزر جانے پر اس کو معذور قرار دیا جائے گا۔ اب وہ ایک وضو میں اس وقت میں جتنی نمازیں (فرض، واجب، قضا و نفل) چاہے پڑھے، اس خاص صورت میں خون آنے سے اس کا وضو نہیں جائے گا۔ یہی حکم ہر اس شخص کا ہے۔ جس کو کوئی ایسی بیماری ہے کہ ایک وقت پورا ایسا گزر گیا کہ وضو کے ساتھ نماز فرض ادا نہ کر سکا۔ وہ معذور ہے جیسے قطرہ کا مرض ہو یا دست آنا یا ہوا خارج ہونا یا دکھتی آنکھ سے پانی گرنا۔ یا پھوڑے یا ناسور سے ہر وقت رطوبت بہنا یا کان، ناک سے ہر وقت رطوبت نکلنا کہ یہ سب بیماریاں وضو توڑنے والی ہیں۔ ان میں جب پورا وقت ایسا گزر گیا کہ ہر چند کوشش کی مگر وضو کے ساتھ نماز نہ پڑھ سکا تو عذر ثابت ہوا ایسے لوگ ہر نماز کیلئے وضو کریں اور اس ایک وضو سے جب تک اس کا وقت موجود ہے اس میں جتنی نمازیں چاہیں پڑھ سکتے ہیں۔

وضو میں موزوں پر مسح کرنا جائز ہے اور اس کے ضروری مسائل

واضح ہو کہ وضو میں پاؤں کا دھونا فرض ہے۔ مگر شریعت نے آسانی کیلئے موزوں

پر مسح کرنے کو جائز قرار دیا ہے یعنی جو شخص موزہ پہنے ہوئے ہو اگر وہ وضو میں بجائے پاؤں دھونے کے موزوں پر مسح کرلے تو وضو درست ہو جائے گا۔ موزوں پر مسح کا جائز ہونا بکثرت احادیث سے ثابت ہے۔ مگر اس کیلئے یہ بات ضروری ہے کہ آدمی موزوں پر مسح کرنے کے مسائل سے واقف ہو۔ چند ضروری مسائل درج کیے جاتے ہیں۔

موزوں پر مسح کرنے کے متعلق ضروری مسائل

موزوں پر مسح کرنے کیلئے چند شرائط درج ذیل ہیں۔

۱) موزے چمڑے کے ہوں یا کسی دبیز چیز کے بنے ہوئے ہوں کہ جن میں سے پانی نہ چھنے، جیسے کہ کرچ و پلاسٹک وغیرہ۔

۲) یہ موزے ایسے ہوں کہ ٹخنے چھپ جائیں۔ اس سے زیادہ ہونے کی ضرورت نہیں اور اگر ایک انگل کم ہو کہ ٹخنے کا کچھ حصہ کھلا رہے تو بھی مسح درست ہے۔

۳) موزہ پاؤں سے چمٹا ہو کہ اس کو پہن کر آسانی کے ساتھ چل پھر سکیں۔

۴) وضو کر کے موزہ پہنا ہو۔ پہننے کے بعد اور حدیث (وضو ٹوٹنے) سے پہلے ایک ایسا وقت ہو کہ اس وقت میں وہ شخص باوضو ہو خواہ پورا وضو کر کے پہنے۔ یا صرف پاؤں دھو کر موزہ پہن کے بعد میں وضو پورا کرلے۔ مسح میں دو فرض ہیں۔

اوّل یہ کہ ہر موزہ کا مسح ہاتھ کی چھوٹی تین انگلیوں کے برابر ہو۔

دوم مسح موزے کی پیٹھ پر کیا جائے، تو اگر موزہ کے تلے یا کروٹ یا ٹخنے یا پنڈلی یا ایڑی پر مسح کیا تو مسح درست نہ ہوگا۔

۵) موزہ پر مسح کی مدت مقیم کیلئے، ایک دن، ایک رات ہے اور مسافر کیلئے تین دن اور تین رات۔ مسح کی مدت پہلی بار جو حدث ہوگا۔ اس وقت سے شروع ہوگی۔ جس کی تفصیل یہ ہے۔

۱) موزہ پہننے کے بعد پہلی مرتبہ حدث ہوا، یعنی وضو جاتا رہا۔ اس وقت سے

مدت کا شمار ہو گا۔ فرض کیجئے صبح کے وقت موزہ پہنا اور ظہر کے وقت پہلا حدث ہوا تو مقیم دوسرے دن کی ظہر تک مسح کرے گا اور مسافر چوتھے دن کی ظہر تک کرے گا۔

۲) جس پر غسل فرض ہو۔ وہ موزوں پر مسح نہیں کر سکتا۔

۳) جن چیزوں سے وضو ٹوٹتا ہے۔ ان سے بھی جاتا رہتا ہے۔

۴) مدت پوری ہو جانے سے مسح جاتا رہتا ہے' اس صورت میں صرف پاؤں دھو لینا کافی ہے پھر سے پورا وضو کرنے کی حاجت نہیں ہے۔ بہتر یہ ہے کہ پورا وضو کرے۔

۵) موزہ کے اتار دینے سے مسح ٹوٹ جاتا ہے۔ اگرچہ ایک ہی اتار ہو۔ یوں ہی اگر ایک پاؤں آدھے سے زیادہ موزہ سے باہر ہو جائے۔ مسح جاتا رہا۔

۶) خوب یاد رکھئے کہ سوتی یا اونی موزوں پر مسح جائز نہیں ہے۔ ان کو اتار کر پاؤں دھونا فرض ہے۔

۷) مندرجہ ذیل قسم کے موزوں پر مسح کر سکتے ہیں۔

اوّل پورا موزہ ہی چمڑے کا ہو۔ جو ٹخنوں کو ڈھانپ لے یا صرف تلہ چمڑے کا ہو اور باقی حصہ کسی دبیز چیز کا بنا ہو۔ اس پر بھی مسح جائز ہے۔

منعل

پر بھی مسح جائز ہے۔ یعنی سوتی یا اونی جراب کا تلہ چمڑے کا بنا لیا اور اس کو ساتھ ملا کر سی دیا جائے۔ حدیث میں جن جرابوں پر مسح کا ذکر ہے۔ اس سے ایسا ہی موزہ مراد ہے۔

مجلد

پر بھی مسح جائز ہے۔ یعنی اونی یا سوتی جراب پر چمڑہ کا پائتابہ چڑھا لیا جائے مگر اس میں شرط یہ ہے یہ پائتابہ جرابوں کے ساتھ سی لیا جائے۔ اگر سیا نہیں گیا تو مسح جائز

نہ ہوگا۔

وضاحت

موزہ چمڑے کا ہو یا کسی ایسی چیز کا بنا ہوا ہونا چاہیے۔ جس میں سے نہ چھنے۔ جیسے پلاسٹک، کرمچ وغیرہ۔ ایسا بوٹ جو ٹخنے کو ڈھانپ لے اس پر بھی مسح جائز ہے۔ یعنی اگر کسی نے بوٹ پہنے ہوں اور وضو کرتے وقت ان پر مسح کرلیا وضو درست ہو گیا۔ لیکن نماز کیلئے یہ ضروری ہے کہ موزہ یا بوٹ ایسے نرم چمڑے کا بنا ہوا ہو کہ سجدہ کرنے میں پاؤں کی انگلیاں مڑ سکیں اور انگلیوں کے پیٹ زمین سے چمٹ سکیں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ سجدہ پاؤں کی ایک انگلی کے پیٹ زمین سے چمٹ جانا فرض ہے۔ اگر دونوں پاؤں سجدہ میں اٹھے رہے بلکہ اگر صرف انگلی کی نوک زمین سے لگی جب بھی نماز نہیں ہوئی۔ اس مسئلہ سے لوگ بہت غافل ہیں۔

* * *

مسواک کے مسائل وفضائل

مسواک کے متعلق ذیل کی احادیث قابل ذکر ہیں۔

۱) وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ بِتُّ عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاسْتَنَّ۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے رات نبی کریم ﷺ کے پاس گزاری آپ نے (سو کر) اُٹھ کر مسواک فرمائی۔

۲) عَنْ اَبِیْ بُرْدَةَ عَنْ اَبِیْهِ قَالَ اَتَیْتُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَرَجَدْتُهٗ يَسْتَنُّ بِسِوَاكٍ بِيَدِهٖ يَقُوْلُ اَعْ اَعْ وَالسِّوَاكُ فِیْ فِیْهِ كَاَنَّهٗ يَتَهَرَّاءُ۔ (بخاری)

ابو بردہ رضی اللہ عنہ اپنے والد سے راوی ہیں۔ وہ کہتے ہیں۔ میں نے دیکھا حضور علیہ السلام مسواک کر رہے تھے جو آپ کے ہاتھ میں تھی آپ اَع اَع کی آواز نکال رہے تھے اور مسواک آپ کے منہ میں تھی۔ گویا قے کر رہے تھے۔

۳) عَنْ اَبِیْ حُذَيْفَةَ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذْ قَامَ مِنَ اللَّيْلِ يَشُوْصُ فَاهُ بِالسِّوَاكِ۔ (بخاری)

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ جب حضور نبی کریم ﷺ سو کر اٹھتے تو اپنے منہ کو مسواک سے رگڑتے۔ (صاف کرتے)

استنان کے معنی مسواک کرنے کے ہیں یتھوع کے معنی قے کرنے کے ہیں

لیکن بتکلف کا مطلب یہ ہے کہ مسواک اس طرح فرما رہے تھے کہ قے کی سی آواز نکل رہی تھی۔ جیسے حلق میں انگلی یا برش سے صفائی کرتے ہیں تاکہ منہ اور گلے کی الائش خارج ہو جائے۔

یشوص کے معنی دھونے اور صاف کرنے کے ہیں۔ ابنِ دقیق العید نے فرمایا کہ اس حدیث سے سوکر اٹھنے کے بعد مسواک کرنے کا استحباب ثابت ہوتا ہے نیند میں معدہ کے انجرات صعود کرتے ہیں اس لئے سوکر اٹھنے کے بعد مسواک کرنے کی ہدایت دی گئی۔ تاکہ مسواک کے ذریعہ منہ ان الائشوں سے پاک صاف ہو جائے۔ علامہ عیدالرحمۃ نے فرمایا کہ یہ حدیثیں اس امر کی دلائل ہیں کہ مسواک کرنا سنت مؤکدہ ہے۔ حضور سیّد عالم ﷺ نے اس پر مواظبت فرمائی۔ حتیٰ کہ اس کی اہمیت کا یہ عالم ہے کہ عین وفات شریف کے وقت بھی حضور علیہ السلام نے مسواک استعمال فرمائی۔ (بخاری)

۱) حضور علیہ السلام نے فرمایا اگر یہ بات نہ ہوتی کہ میری امت پر شاق ہوگا تو میں ان کو ہر وضو کے ساتھ مسواک کرنے کا امر فرماتا۔ (طبرانی)

۲) حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا بیان ہے کہ حضور ﷺ جب باہر تشریف لاتے تو پہلا کام آپ کا مسواک کرنا ہوتا۔ (مسلم شریف)

۳) مسواک کا التزام رکھو یہ سبب ہے منہ کی صفائی اور اللہ عزوجل کی رضا کا۔ (احمد)

۴) دو رکعتیں جو مسواک کر کے پڑھی جائیں۔ افضل ہیں بے مسواک کی ستر رکعتوں سے۔ (ابونعیم)

۵) دس چیزیں فطرت سے ہیں یعنی ان کا حکم ہر شریعت میں تھا۔ مونچھیں کترنا۔ داڑھی بڑھانا۔ مسواک کرنا۔ ناک میں پانی ڈالنا۔ ناخن تراشنا۔ انگلیوں کی چنتیں دھونا۔ بغل کے بال دور کرنا۔ موئے زیر ناف مونڈنا۔ استنجا کرنا۔ کلی کرنا۔

کم سے کم تین مرتبہ داہنے، بائیں، اوپر نیچے دانتوں میں مسواک کرے اور ہر مرتبہ مسواک کو دھوئے مسواک نہ بہت نرم ہو نہ بہت سخت۔ پیلو یا زیتون یا نیم وغیرہ کی کڑوی لکڑی کی ہو۔ چھنگلیا کے برابر موٹی اور زیادہ سے زیادہ ایک بالشت لمبی ہو اور اتنی چھوٹی بھی نہ ہو کہ مسواک کرنا دشوار ہو جائے۔ مسواک داہنے ہاتھ سے کرے اور اس طرح ہاتھ میں لے کر چھنگلیا مسواک کے نیچے اور بیچ کی تین انگلیاں اوپر انگوٹھا سرے پر نیچے ہو اور مٹھی نہ باندھیں۔ دانتوں کی چوڑائی میں مسواک کرے۔ لمبائی میں نہیں چت لیٹ کر مسواک نہ کرے، پہلے داہنی جانب کے نیچے کے، پھر بائیں جانب کے نیچے کے، جب مسواک کرنا ہو تو اسے دھولے۔ یونہی فارغ ہونے کے بعد دھو ڈالے اور زمین پر پڑی نہ چھوڑ دے بلکہ کھڑی رکھے اور ریشہ کی جانب اوپر ہو۔ مسواک جب قابل استعمال نہ رہے تو اسے دفن کر دیا جائے یا کسی پاک جگہ رکھ دی جائے۔ گندگی میں نہ ڈالی جائے۔ احناف کے نزدیک مسواک سنت وضو ہے سنت نماز نہیں۔

غسل کے فرائض اور اس کا طریقہ

ذیل میں غسل کے فرائض و مستحبات اور غسل کرنے کا طریقہ بیان کیا جاتا ہے۔ جس پر غسل واجب ہے۔ اس کیلئے اشد ضروری ہے کہ وہ ان مسائل کا خیال رکھے، ورنہ نہ غسل ہوگا اور نماز بھی درست نہ ہوگی۔

غسل کے فرائض

اوّل کلی کرنا۔ یعنی منہ کے ہر پرزے، گوشے، ہونٹ سے حلق کی جڑ تک ہر جگہ پانی بہہ جائے۔ غسل فرض میں جب تک ہر جگہ پانی بہہ جائے۔ غسل فرض میں جب تک اس طرح کلی نہ کی جائے، غسل نہ ہوگا۔ بعض لوگ صرف منہ میں تھوڑا سا پانی لے کر اگل دیتے ہیں اور پانی زبان کی جڑوں اور حلق کے کناروں تک نہیں پہنچتا۔ اس طرح

کلی کرنے سے غسل نہ ہوگا۔

دوم ناک میں پانی لینا۔ یعنی دونوں نتھنوں کی جہاں تک نرم جگہ ہے۔ دھلنا ضروری ہے۔ پانی کو سونگھ کر اوپر چڑھانا چاہیے۔ تا کہ بال برابر جگہ بھی دھلنے سے نہ رہ جائے ورنہ غسل ادا نہ ہوگا۔ نیز ناک کے اندر لے بالوں کا دھونا فرض ہے۔

سوم تمام ظاہر بدن پر پانی کا بہہ جانا۔ یعنی سر کے بالوں سے پاؤں کے تلوؤں تک جسم کے ہر پرزے رونگٹے ہر بال پر پانی بہہ جانا ضروری ہے۔ صرف پانی کو بدن پر چپڑ لینے سے غسل ادا نہ ہوگا۔ واضح کہ تمام بدن کو دھونے اور اس پر پانی بہانے میں خاص احتیاط کی ضرورت ہے۔ مثلاً

۱) بھوؤں، مونچھوں اور ڈاڑھی کے بالوں کا جڑ سے نوک تک اور نیچے کی کھال کا دھلنا، کان کا ہر پرزہ اور اس کے سوراخ کا منہ، ٹھوڑی اور گلے کا جوڑ کہ بے منہ اٹھائے نہ دھلے گا۔ بغلیں بے ہاتھ اٹھائے نہ دھلیں گی۔ بازو کا ہر پہلو، پیٹھ کا ہر ذرہ، پیٹ کی بلٹیں اٹھا کر دھوئیں، ناف کو انگلی ڈال کر دھوئیں۔ جبکہ پانی بہنے میں شک ہو۔ جسم کے ہر رونگٹا جڑ سے نوک تک، ران اور پیڑو کا جوڑ، ران اور پنڈلی کا جوڑ، جب بیٹھ کر نہائیں تو دونوں سرین کے ملنے کی جگہ کا دھونا کھڑے ہو کر نہانے میں رانوں کی گولائی۔ پنڈلیوں کی زیریں جوڑ تک، ان کے نیچے کی جڑ تک۔ جس کا ختنہ نہ ہوا ہو۔ اگر کھال چڑھ سکتی ہو تو چڑھا کر دھونا ضروری ہے اور کھال اندر پانی بہائے۔ اسی طرح مستورات کیلئے ڈھلکی ہوئی پستانوں کو اٹھا کر دھونا ضروری ہے۔ پستان و شکم کے جوڑ کی تحریر، شرم گاہ کے خارج حصہ کا ہر گوشہ کو دھونا ضروری ہے۔

۲) مرد کے سر کے بال اگر گندے ہوں تو اس کیلئے ان کو کھول کر جڑ سے نوک تک پانی بہانا ضروری ہے۔ اور عورت کیلئے بالوں کی جڑوں کو تر کر لینا ضروری ہے۔ کھولنا ضروری نہیں ہے۔ ہاں اگر چوٹی اتنی سخت بندھی ہو کہ بے کھولے جڑیں تر نہ ہوں،

تو کھولنا ضروری ہے۔ کانوں کا سوراخ اور ناک کے سوراخ میں پانی گذارنا بھی ضروری ہے۔ اس تشریح سے مقصود یہ بتانا ہے کہ غسل فرض تب ادا ہوگا۔ جبکہ ظاہر بدن کے ہر حصے ہر بال پر ہر رونگٹے پر پانی بہہ جائے۔

آیت اِنْ کُنْتُمْ جُنُبًا فَاطَّهَّرُوْا میں تمام بدن کو پاک کرنے کا حکم فرمایا۔ لہٰذا بدن کا وہ حصہ جہاں بغیر حرج کے پانی بہایا جاسکے بہانا ضروری ہوا۔ اور جہاں پانی کا بہانا مشکل ہے۔ جیسے آنکھوں کے اندر تو وہ جگہ اس حکم میں داخل نہیں۔ منہ اور ناک میں بلاحرج پانی پہنچایا جاسکتا ہے۔ اس لئے امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے غسل جنابت میں کلی کرنے اور ناک میں پانی کو واجب قرار دیا ہے۔

سیدنا علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم فرماتے ہیں کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا جو شخص غسلِ جنابت میں بال برابر بھی جگہ بغیر دھوئے چھوڑ دے گا۔ اس کو عذاب دیا جائے گا۔ حضرت فرماتے ہیں۔

فَمِنْ ثَمَّ عَادَیْتُ رَاسِیْ۔

اسی وجہ سے میں نے اپنے سر کے بالوں کے ساتھ دشمنی کی۔ یعنی ان کو منڈوا دیتا ہوں تا کہ غسلِ جنابت میں کسی بال کے سوکھے رہنے کا احتمال نہ رہے۔

۳) حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں۔ جنبی کلی کرنا اور ناک میں پانی چڑھانا بھول گیا تو اس کو چاہیے۔

فَلْیُعِدِ الْوُضُوْءِ بِالْمَضْمَضَۃِ وَالْاِسْتِنْشَاقِ۔ (دار قطنی)
کہ وضو میں ناک میں پانی لے اور کلی کرے۔

۴) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا:

اَلْمَضْمَضَۃُ وَالْاِسْتِنْشَاقُ لِلْجُنُبِ فَرِیْضَۃٌ۔ (دار قطنی وبیہقی)
جنبی کیلئے غسل میں کلی کرنا اور ناک میں پانی لینا فرض ہے۔ (فرض عملی)

(۵) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اس شخص کے متعلق پوچھا گیا جو غسلِ جنابت میں کلی کرنا اور ناک میں پانی لینا بھول گیا۔ پھر اس نے نماز پڑھ لی۔

آپ نے جواب دیا۔

لَا یُعِیْدُ الصَّلٰوۃَ اِلَّا اَنْ یَّکُوْنَ جُنُبًا۔ (بیہقی)

نماز نہ لوٹائے، مگر وہ شخص جو جنبی تھا (یعنی جس نے غسل جنابت اور کو حصہ بدن دُھلنے سے رہ گیا)

(۶) حضور سیّد عالم ﷺ نے فرمایا:

اِنَّ تَحْتَ کُلِّ شَعْرَۃٍ جَنَابَۃً فَاغْتَسِلُوا الشَّعْرَ وَاَنْقُوا الْبَشَرَۃَ۔

(ابوداؤد، ترمذی، ابن ماجہ)

ہر بال کے نیچے جنابت ہے تو غسل میں بالوں کو دھوؤ اور بدن کو خوب اچھی طرح دھوؤ۔

(۷) حضور اکرم ﷺ نے فرمایا اگر تو غسل فرض میں کلی کرنا اور ناک میں پانی ڈالنا بھول جائے اور تو جنبی ہو۔

وَاَنْتَ جُنُبٌ فَاَعِدْ صَلَاتَکَ۔ (دارقطنی ج۱)

اور نماز پڑھ لے تو یہ نماز دوبارہ پڑھ۔

(۸) حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم فرماتے ہیں کہ ایک شخص بحضور نبوی حاضر ہوا۔ عرض کی میں نے غسلِ جنابت کیا اور فجر کی نماز پڑھ لی پھر مجھے معلوم ہوا کہ ناخن کے برابر جسم کے ایک مقام پر پانی نہیں بہا۔ حضورِ اکرم ﷺ نے فرمایا: اگر تو بعد غسل اس جگہ پر۔

لَوْ کُنْتَ مَسَحْتَ عَلَیْکَ اَجْزَاکَ۔

پانی بہا لیتا تو کافی تھا۔

۹) حضرت اُم سلمہ رضی اللہ عنہا نے عرض کی یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کیا ہم غسل حیض و جنابت کیلئے گندھے ہوئے بالوں کو کھولیں۔ (فرمایا)

اَفَاَ نقُضُه' لِلْحَيْضَةِ وَ الجنابَةِ فَقَالَ لَا ۔ (مسلم)

فرمایا تمہارے لئے اس کی ضرورت نہیں۔

۱۰) حضرت اُم المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا (کہ عورتوں کیلئے یہ کافی ہے) کہ تو سر پر پانی ڈالے اور خوب ملے۔

حتّٰى تَبلُغَ شُعُوْرَ رَاسِهَا ثُمَّ تَصُبُّ عَلَيهِ الْمَاءَ ۔ (مسلم شریف)

یہاں تک کہ پانی بالوں کو جڑوں تک پہنچ جائے پھر اس پر پانی بہائے۔

۱۱) حدیث جابر رضی اللہ عنہ کے لفظ یہ ہیں کہ جب عورت غسلِ جنابت کرے تو اس کیلئے بالوں کو کھولنا ضروری نہیں ہے۔

وَلٰكِنْ قَصُبُّ الْمَآءَ عَلٰى اُصُوْلِهٖ وَتَبُلُّه' ۔ (داری)

لیکن عورت کیلئے بالوں کی جڑوں تک پانی پہنچانا اور ان کو تر کرنا ضروری ہے۔

ان احادیث سے مذکورہ بالا مسائل پر روشنی پڑتی ہے اور امور ذیل کی وضاحت بھی ہوتی ہے۔

۱) غسل فرض میں کلی کرنا' ناک میں پانی لینا' جسم کے ہر حصہ پر پانی بہانا فرض ہے۔

۲) اگر کوئی شخص غسل فرض میں کلی کرنا یا ناک میں پانی لینا بھول گیا یا جسم کا کوئی حصہ خواہ وبال برابر ہی ہو۔ دھلنے سے رہ گیا۔ تو غسل نہ ہوگا۔ اس صورت میں از سر نو عمل کی ضرورت نہیں ہے' بلکہ ہر چیز غسل میں ادا کرنا بھول گیا ہے۔ اس کو ادا کرلے۔ غسل پورا ہو جائے گا۔ مثلاً کلی کرنا بھول گیا تو اب کلی کرلے غسل صحیح ہو جائے گا۔ اگر بدن کا کوئی حصہ دُھلنے سے رہ گیا اور نماز پڑھ لی تو نماز نہ ہوگی دوبارہ پڑھے۔ مثلاً کلی کرنا

بھول گیا اور نماز پڑھ لی تو اب کلی کر کے دوبارہ نماز پڑھے پورا غسل کرنے کی ضرورت نہیں۔ جو حصہ پانی بہنے سے رہ گیا ہے۔ اس پر پانی بہا دے غسل مکمل ہو جائے گا۔

غسل کی سنتیں

- پہلے نیت کرے، پھر دونوں ہاتھ کٹوں تک دھوئے تین مرتبہ۔ پھر استنجے کی جگہ دھوئے۔ خواہ نجاست ہو یا نہ ہو، پھر بدن پر جہاں کہیں نجاست ہو اس کو دور کرے۔ پھر نماز کا سا وضو کرے، مگر پاؤں نہ دھوئے۔ ہاں اگر چوکی یا تختے پر پتھر پر نہا رہا ہے تو پاؤں بھی دھو لے۔ پھر بدن پر تیل کی طرح پانی چپڑے۔ خصوصاً جاڑے میں۔ پھر تین مرتبہ داہنے مونڈھے پر پھر تین مرتبہ سر پر اور تمام بدن پر پانی بہائے۔ اب غسل کی جگہ سے الگ ہو جائے۔ اگر وضو کرنے میں پاؤں نہ دھوئے تھے تو اب دھو لے۔ نہانے میں قبلہ رخ نہ ہو۔ تمام بدن پر ہاتھ پھیرے اور ملے۔ باپردہ نہائے۔ نہاتے وقت کسی قسم کا کلام نہ کرے۔ نہ کوئی دعا پڑھے۔ نہانے کے بعد بدن کو تولیہ سے پونچھنا جائز ہے۔

* * *

جنبی اور بے وضو کے احکام و مسائل

۱) غسلِ جنابت فی الفور واجب نہیں ہوتا۔ ہاں جب نماز کا ارادہ کرلے تو واجب ہے اسی طرح اتنی دیر ہوگئی کہ نماز کا آخری وقت آگیا۔ تو اب فوراً نہانا فرض ہے‘ البتہ نہانے میں تاخیر نہ کرنی چاہیے کہ حدیث میں فرمایا جس گھر میں جنب ہو وہاں رحمت نہیں آتے۔

فصول بقراطی میں ہے کہ جنابت سے غسل نہ کرنا مرض برص (وفر) پیدا کرتا ہے اور بحالتِ حیض جماع کرنے سے جذام کا خطرہ ہے۔

۲) مومن کے بدن پر جب تک کوئی حقیقی ظاہری نجاست مثلاً پاخانہ پیشاب وغیرہ نہ لگا ہو وہ نجس نہیں ہوتا اور اس معاملہ مرد عورت‘ کافر مسلمان‘ زندہ مردہ سب کا ایک حکم ہے۔

۳) آدمی بے وضو ہو یا جنبی۔ یہ نجاست اس کی حکمی ہے۔ لہٰذا اس کا پسینہ‘ لعابِ دہن اور جھوٹا پاک ہے۔ جس پر غسل فرض ہے۔ اسے بغیر ضرورت مسجد میں جانے کیلئے تیمم جائز نہیں۔ ہاں اگر مجبوری ہو۔ جیسے ڈول اسی مسجد کے اندر ہے اور کوئی لانے والا نہیں ہے تو اس ضرورت سے تیمم کرکے جائے اور جلد سے جلد ڈول لے کر نکل آئے۔ اسی طرح مسجد میں سویا احتلام ہوگیا تو آنکھ کھلتے ہی جہاں سویا تھا وہیں فوراً تیمم کرکے نکل آئے۔ تاخیر حرام ہے۔

۴) جس کو نہانے کی ضرورت ہو (جنبی) اس کو مسجد میں جانا۔ طواف کرنا۔ قرآن کریم چھونا۔ اگرچہ اس کا سادہ حاشیہ یا جلد یا چولی چھوئے یا دیکھ کر یا زبانی پڑھنا یا کسی آیت کا لکھنا یا آیت کا تعویذ لکھنا یا ایسا تعویذ چھونا یا ایسی انگوٹھی چھونا یا پہننا جائز ہے۔ جس پر حروف مقطعات ہوں، یا ایسا تعویذ یا تختی پہننا جس پر آیات قرآن کریم ہوں حرام ہیں۔

۵) جنبی کو اذان کا جواب دینا جائز ہے۔ یونہی سلام کا جواب دینا اور تسبیح و تہلیل اور درود شریف پڑھنا بھی جائز ہے۔ مگر بہتر یہ ہے کہ وضو یا کلی کر کے پڑھیں۔ صرف قرآن کریم کو دیکھنا اگرچہ حرف پر نظر پڑے اور الفاظ سمجھ میں آئیں اور (زبان سے نہیں) بلکہ خیال میں پڑھے جائیں۔ حرج نہیں۔ جنبی اور بے وضو کو فقہ و تفسیر حدیث کی کتابوں کو چھونا مکروہ ہے۔ مگر جہاں کاغذ پر قرآن کریم کی آیت لکھی ہو۔ اس پر ہاتھ رکھنا حرام ہے۔ قرآن کریم کا ترجمہ فارسی یا اردو یا کسی اور زبان میں ہو اس کو بھی چھونے اور پڑھنے میں قرآن کریم کا سا حکم ہے۔ جنبی کو قرآن کریم کی کتابت کرنا حرام ہے۔ یونہی بے وضو کو بھی کتابت قرآن کریم نہیں ہے۔

۶) بے وضو شخص کو قرآن کریم کو ہاتھ لگائے بغیر پڑھنا۔ زبان یا اشارہ سے ذکر واذکار، درود شریف تسبیح و تہلیل، درود وظائف میں مشغول رہنا، سلام کا جواب دینا اور چھینک کے جواب میں الحمد للہ کہنا یا یرحمک اللہ سے جواب دینا یا اذان کا جواب دینا جائز ہے۔ البتہ بہتر یہ ہے کہ ذکر و تسبیح، درود شریف وغیرہ باوضو ہو کر پڑھے۔

۷) جو شخص بے وضو ہے اس کو قرآن کریم یا اس کی کسی آیت کا چھونا حرام ہے ہاں بغیر چھوئے زبانی یا دیکھ کر پڑھے تو حرج نہیں۔

حیض و نفاس والی عورت کے احکام

۱) حیض و نفاس والی عورت کا قرآن کریم کو ہاتھ لگانا حرام ہے۔ اگرچہ قرآن

کریم کی جلد یا چولی یا حاشیہ کو ہاتھ یا انگلی کی نوک یا بدن کا کوئی حصہ ہی لگے یہ سب حرام ہے۔

۲) اسی طرح کرتے کے دامن یا دوپٹے کے آنچل سے یا کسی ایسے کپڑے سے جس کو پہنے اوڑھے ہوئے ہو۔ قرآن کریم کو چھونا حرام ہے۔ ہاں جزدان میں قرآن کریم ہو تو اس جزدان کے چھونے میں حرج نہیں۔ یونہی رومال وغیرہ ایسے کپڑے سے پکڑنا جو نہ اپنا تابع ہو نہ قرآن کریم کا تو جائز ہے اور کرتے کی آستین، دوپٹہ کا آنچل، یہاں تک کہ چادر کا ایک کونا مونڈھے پر ہے، اور دوسرے کونے سے قرآن کریم کو چھونا اور اٹھانا حرام ہے۔ یہ چادر وغیرہ آدمی کے تابع ہے۔ جیسے چولی قرآن کریم کے تابع ہے۔ حیض ونفاس والی عورت کو مسجد میں جانا۔ طواف کرنا، قرآن کریم کو دیکھ کر یا زبانی پڑھنا یا کسی آیت کا لکھنا یا آیت کا تعویذ بنانا ایسا تعویذ چھونا یا ایسی انگوٹھی چھونا پہننا جس کے نگینہ پر حروف مقطعات لکھے ہوں حرام ہے۔

۳) حائضہ ونفاس والی عورت کا پسینہ اور لعاب دہن اس کا جھوٹا پانی اور اس کے ہاتھ کی پکائی ہوئی روٹی وغیرہ پاک ہے۔

۴) اپنی حائضہ بیوی کا تکیہ لگا کر قرآن مجید کی تلاوت کرنا جائز ہے۔

۵) شوہر کو اپنی حائضہ بیوی سے مباشرت یعنی اس کے ساتھ سونا لیٹنا اگرچہ ایک ہی لحاف میں ہوں، اور بوس وکنار جائز ہے مگر جماع حرام ہے۔ ناف سے گھٹنے تک بدن سے انتفاع حرام ہے۔

۶) یہ مباشرت بھی اس کو جائز ہے جو اپنے نفس کو قابو میں رکھ سکے اور جماع نہ کر ڈالے۔

۷) بحالت حیض جماع کرنا حرام وناجائز ہے اور حرام جان کر کرلیا تو سخت گنہگار ہوا۔ توبہ فرض ہے اور حلال جاننا کفر ہے۔

۸) حیض وہ خون ہے جو عورت کو ماہوار آتا ہے اور نفاس وہ ہے جو بچہ کی پیدائش کے بعد آتا ہے۔ یہ خون ناپاک ہے اور حیض ونفاس والی عورت نہ نماز پڑھ سکتی ہے نہ روزہ رکھ سکتی ہے۔ حالتِ حیض کی نمازیں معاف ہیں مگر پاک ہونے پر روز کی قضا واجب ہے۔

* * *

نماز کے فرائض واجبات مکروہات ومفسدات

نماز کے سات فرض ہیں

تکبیر تحریمہ' قیام' قرأت' رکوع' سجدہ' قعدہ اخیرہ' خروج بصنعہ نماز کے ان سات فرائض کی تفصیل سے تو آپ آگاہ ہیں۔ یہاں ہم صرف ان امور پر روشنی ڈالنا چاہتے ہیں۔ جن سے نمازیوں کی اکثریت بے خبر رہ کر اپنی نمازوں کو برباد کر رہی ہے یا ان کی نمازیں مکروہ تحریمہ ہو رہی ہیں۔

تکبیر تحریمہ

یعنی نماز کے شروع کرنے کیلئے اللہ اکبر کہنا۔ اس مسئلہ میں دو باتوں کا لحاظ رکھنا بہت ضروری ہے۔ اوّل یہ کہ مقتدی امام کی تکبیر کے بعد تکبیر کہے۔ اگر پہلے کہہ لے گا تو نماز نہ ہوگی۔ دوم یہ کہ تکبیر تحریمہ کھڑے ہو کر کہنا فرض۔ بعض لوگ امام کو رکوع میں پا کر تکبیر کہتے ہوئے فوراً رکوع میں چلے جاتے ہیں اور ان کی نماز نہیں ہوتی۔

قیام

کھڑے ہو کر نماز[1] پڑھنا فرض ہے۔ یہاں بھی دو ضروری باتیں کیجئے۔ اوّل یہ کہ کھڑے ہونے کا مطلب یہ ہے کہ دونوں پاؤں پر کھڑا ہو۔ بعض لوگ ایک پاؤں تو

---

(1) فرض نماز' وتر' سنت مؤکدہ کھڑے ہو کر پڑھنا ضروری ہے۔ ہاں اگر عذر ہو تو اس کے مسائل آئندہ صفحات میں آ رہے ہیں۔ خوب غور سے پڑھیں۔

زمین پر جما لیتے ہیں اور دوسرا اُٹھا لیتے ہیں۔ یہ مکروہ تحریمہ ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ اس طرح جتنی نمازیں پڑھی گئی ہیں اس کو دوبارہ پڑھنا واجب ہے۔ دوم یہ کہ عموماً دیکھا ہے کہ ذرا بخار نزلہ ہوا یا کوئی معمولی سی تکلیف ہوئی لوگ بیٹھ کر نماز پڑھتے ہیں۔ حالانکہ یہ ایسے مریض ہوتے ہیں جو سیڑیوں سے اترتے بھی ہیں۔ مسجد تک چل کر آتے ہیں۔ کوئی دوست مل جائے تو اس سے کھڑے کھڑے گفتگو بھی کر لیتے ہیں۔ مگر نماز بیٹھ کر پڑھتے ہیں اور ان کی نماز نہیں ہوتی۔ اس مسئلہ کی تفصیل یہ ہے کہ اگر عصا یا خام دیوار سے ٹیک لگا کر بھی کھڑا ہونے کی طاقت ہے تو تکبیر کھڑے ہو کر کہے پھر بیٹھ جائے۔ مطلب یہ ہے کہ جتنی دیر بھی کھڑے ہونے کی طاقت ہے کھڑے ہو کر ہی نماز پڑے۔ پھر جب طاقت نہ رہے بیٹھ جائے۔ (اس مسئلہ سے عوام بہت لاپرواہ ہیں)

قرأت

مطلق قرآن پڑھنا نماز میں فرض ہے۔ (۱) اس کا مطلب یہ ہے کہ اتنی آواز سے پڑھے کہ ہر حرف علیحدہ علیحدہ ہو جائے (۲) اور پڑھنے کا مطلب یہ ہے کہ اتنی آواز سے پڑھے اور خود اس کا لفظ سن سکے۔ اب اگر اتنی ست آواز سے قرأت کی کہ خود بھی الفاظ قرآن نہ سن سکا' تو نماز نہ ہوگی۔

رکوع

رکوع کا طریقہ یہ ہے کہ اتنا جھکے کہ ہاتھ گھٹنوں تک پہنچ جائیں۔ یہ رکوع کا ادنیٰ درجہ ہے اور پورا رکوع یہ ہے کہ پیٹھ سیدھی بچھا دے۔ سر سرین کے بالکل مقابل آ جائے اگر ادنیٰ درجہ کا رکوع نہ کیا نماز نہ ہوگی۔ بعض لوگ ذرا سا جھکتے ہی سجدہ میں آ جاتے ہیں۔ ان کی نماز بالکل نہیں ہوتی۔

سجدہ

سجدہ کا طریقہ یہ ہے کہ ناک اور پیشانی زمین پر جم جائے۔ اگر صرف پیشانی یا ناک کی نوک زمین پر رکھی جائے تو نماز نہ ہوگی۔ ایک بہت ضروری مسئلہ جس سے بڑے بڑے عالم فاضل بھی لاپرواہی برت رہے ہیں اپنی اور عوام کی نمازوں کو برباد کر رہے ہیں۔ مسئلہ یہ ہے کہ سجدہ میں پاؤں کی ایک انگلی کا پیٹ زمین سے لگ جانا شرط ہے۔ اور چھ انگلیوں کا پیٹ کا لگنا واجب اور دسوں کا سنتِ مؤکدہ ہے۔ اب اگر ایک انگلی کا پیٹ زمین سے نہ لگا، نماز قطعاً نہ ہوئی اور اگر چھ انگلیوں کا پیٹ زمین سے نہ لگا۔ واجب چھوٹ گیا۔ نماز مکروہ تحریمہ ہوئی۔ دوبارہ پڑھنا واجب ہے۔ اس مسئلہ کو عوام وخواص کی اکثریت بھول چکی ہے۔ احتیاط کیجئے۔

سجدہ کے ضروری مسائل

سجدہ میں یہ بھی ضروری ہے کہ زمین کی سختی ناک اور پیشانی کو محسوس ہو۔ اب اگر کسی نرم چیز گھاس، روئی، بردار قالین پر سجدہ کیا اور پیشانی جم گئی۔ یعنی اتنی دبی کہ اب دوبارہ دبنے سے اور نہ دبے گی۔ سجدہ ہو گیا۔ ورنہ نہیں۔ ریل کی کمانی دار گدیوں پر سجدہ نہیں ہوتا۔ عمامہ کے پیچ پر سجدہ کیا کہ ماتھا خوب جم گیا۔ سجدہ ہو گیا ورنہ نہیں۔ اسی طرح ایسی جگہ پر سجدہ نہیں ہو سکتا، جو جگہ قدموں کی جگہ سے ۱۱۲ انگل سے زیادہ اونچی ہو۔

قعدہ اخیرہ

یعنی نماز کی تمام رکعتوں کے بعد اتنی دیر بیٹھ جانا کہ پوری التحیات رسولہٗ تک پڑھ لی جائے فرض ہے۔

خروج بصنعہ

یعنی اپنے کسی فعل کے ذریعہ نماز سے باہر آنا۔

نماز کی شرطیں

نماز کی صحت کیلیے چھ شرطیں ہیں۔ جن کی ضروری تفصیل نظرِ ناظرین ہے۔ یاد رہے کہ جب تک ان شرائط پر عمل نہ ہوگا۔ نماز نہ ہوگی۔

۱) طہارت نماز کی پہلی شرط ہے۔ یعنی نمازی کا بدن' کپڑے اور جس جگہ نماز پڑھ رہا ہے۔ وہ ہر قسم کی نجاست سے پاک ہو۔

۲) ستر عورت' نماز کی دوسری شرط ہے۔ مرد کیلیے زیرِ ناف سے لے کر گھٹنوں تک اپنے بدن کو چھپانا ضروری ہے۔ ناف ستر میں داخل نہیں' گھٹنے داخل ہیں پھر یہ بھی یاد رکھنا ضروری ہے کہ ایسا باریک کپڑا جس سے بدن کا وہ حصہ جس کا نماز میں چھپانا ضروری ہے نظر آئے۔ ایسے کپڑے سے نماز نہ ہوگی۔ بعض لوگ باریک تہبند یا ساڑھی پہن کر نماز پڑھتے ہیں جن سے گھٹنے اور ران چمکتی ہے۔ اس طرح نماز نہیں ہوتی۔

عورتوں کیلیے

نماز میں عورتوں کیلیے ہاتھ' کلائی' پاؤں' ٹخنوں تک صرف چہرہ کی ٹکلی کے سوا تمام بدن کا چھپانا ضروری ہے۔ لٹکتے ہوئے بال' گردن' کان' یہ بھی چھپانے چاہئیں۔ اگر حالتِ نماز میں کان یا چوتھائی بازو یا کوئی عضو چوتھائی' بقدر ایک رکن (سبحان ربی الاعلیٰ کہنے کی مقدار) کھلا رہا تو نماز نہ ہوگی۔

باریک دوپٹے

بعض عورتیں ایسا باریک دوپٹہ اوڑھتی ہیں جن سے بالوں کی سیاہی نظر آتی ہے

یا ایسے باریک کپڑے پہنتی ہیں جن سے اعضاء چمکتے ہوئے نظر آتے ہیں۔ ایسے لباس سے ہرگز نماز نہیں ہوتی۔ اس لئے عورتوں کیلئے ضروری ہے کہ وہ اپنے تمام جسم کو سوائے چہرے، ہاتھ، کلائی اور پاؤں کے ایسے کپڑے سے چھپائیں کہ بدن نظر نہ آئے۔

۳) نماز کی تیسری شرط قبلہ کی طرف منہ کرنا ہے۔

۴) چوتھی شرط وقت ہے کہ صحیح وقت میں پڑھی جائے۔ لوگ عصر کی نماز بہت جلد پڑھ لیتے ہیں یا بعض بالکل قریب غروب آفتاب پڑھتے ہیں۔ اس کا خاص طور پر خیال رکھنا چاہیے۔

۵) پانچویں شرط نیت ہے۔ نیت دل سے کرلینا کافی ہے۔ زبان سے لمبی چوڑی عبارت ادا کرنا ضروری نہیں ہے، نیت کا مطلب یہ ہے کہ جب نمازی سے پوچھا جائے کہ کون سی نماز پڑھ رہے ہو تو بلا تردد بتادے۔ ظہر کی عصر کی وغیرہ وغیرہ۔ ہاں زبان سے کہہ لینے میں کوئی حرج نہیں۔

……

واجباتِ نماز کا بیان

نماز میں کل ۳۳ واجب ہیں

۱) تکبیر تحریمہ میں اللہ اکبر کہنا۔

۲) فرضوں کی تیسری اور چوتھی رکعت کے سوا باقی نمازوں کی ہر رکعت میں الحمد پڑھنا۔

۳) سورۃ ملانا۔ قرآن کریم کی ایک بڑی آیت جو چھوٹی تین آیتوں کے برابر یا تین چھوٹی آیتیں پڑھنا۔

۴) فرضوں کی پہلی دو رکعتوں اور واجب وسنت ونفل کی ہر رکعت میں الحمد پڑھنا اور ساتھ سورۃ ملانا۔

۵) الحمد سورۃ سے پہلے پڑھنا۔

۶) ہر رکعت میں سورۃ سے پہلے ایک ہی بار الحمد پڑھنا۔

۷) الحمد اور سورۃ کے درمیان کچھ اور نہ پڑھنا۔

۸) قرأت کے فوراً بعد رکوع کرنا۔

۹) ایک سجدہ کے بعد بلا فصل دوسرا سجدہ کرنا۔

۱۰) تعدیل ارکان یعنی رکوع، سجود، قومہ اور جلسہ میں کم از کم ایک مرتبہ سبحان اللہ کہنے کے بقدر ٹھہرنا۔

۱۱) قومہ یعنی رکوع سے سیدھا کھڑا ہونا۔

۱۲) جلسہ یعنی دو سجدوں کے درمیان بیٹھنا۔

۱۳) قعدہ اولیٰ اگرچہ نفل نماز ہو۔

۱۴) فرض و وتر و سنن مؤکدہ میں قعدہ اولیٰ میں تشہد پر کچھ نہ پڑھنا۔

۱۵) دونوں قعدوں میں پورا تشہد پڑھنا۔

۱۶) سلام پھیرتے وقت لفظ السلام دو بار واجب ہے اور لفظ علیکم واجب نہیں ہے۔

۱۷) وتر میں دعائے قنوت پڑھنا۔

۱۸) تکبیر قنوت۔

۱۹) نماز عیدین کی چھ تکبیریں۔

۲۰) نماز عیدین میں دوسری رکعت کی تکبیر رکوع۔

۲۱) اور اس تکبیر کیلئے لفظ اللہ اکبر کہنا۔

۲۲) ہر جہری نماز یعنی مغرب و عشاء کی پہلی دو رکعتوں میں اور فجر، جمعہ، عیدین، تراویح اور رمضان کے وتروں کی ہر رکعت میں امام کو بلند آواز سے قرأت کرنا۔

۲۳) ظہر و عصر میں آہستہ پڑھنا۔

۲۴) ہر واجب فرض کا اس کی جگہ پر ہونا۔

۲۵) ہر رکعت میں رکوع ایک ہی بار کرنا۔

۲۶) سجدہ کا رکعت میں دو ہی بار کرنا۔

۲۷) دوسری رکعت سے پہلے قعدہ نہ کرنا۔

۲۸) چار رکعت والی نماز میں تیسری رکعت پر قعدہ نہ کرنا۔

۲۹) آیت سجدہ پڑھی ہو تو سجدۂ تلاوت کرنا۔

۳۰) سہو ہوا ہو تو سجدہ سہو کرنا۔

۳۱) دو فرض یا دو واجب وفرض کے درمیان ایک تسبیح کے بقدر وقفہ نہ کرنا۔

۳۲) جب امام قرأت کرے بلند آواز سے ہو خواہ آہستہ اس وقت مقتدی کا چپ رہنا۔

۳۳) قرأت کے سوا تمام واجب میں امام کی پیروی کرنا۔ یہ کل ۳۳ واجب ہیں۔ ان میں سے اگر ایک بھی بھول کر ترک ہو گیا تو سجدہ سہو واجب ہوگا۔ اگر سجدہ سہو کر لیا تو نماز ہو جائے گی۔ ورنہ نماز دہرانا واجب ہوگا۔

سجدہ سہو کا طریقہ

یہ ہے کہ قعدہ اخیر التحیات عبدہ‘ ورسولہ تک پڑھ کر صرف داہنی جانب سلام پھیرے اور فوراً دو سجدے جس طرح کہ سجدہ کرتے ہیں کرے پھر بیٹھ کر التحیات مع درود ودعا وغیرہ پڑھ کر دونوں طرف سلام پھیر دے۔

سنت مؤکدہ و وتر کی تعداد

فجر سے پہلے دو رکعت ظہر سے پہلے چار رکعت اور اس کے بعد دو رکعت مغرب کے بعد دو رکعت اور عشاء کے بعد تین وتر واجب ہیں۔

جمعہ کی سنت مؤکدہ

نماز جمعہ سے قبل چار عدد سنت‘ نماز جمعہ کے بعد چار رکعت‘ پھر دو رکعت‘ یعنی جمعہ کی کل سنت دس عدد ہیں۔ ان سنتوں کے ادا کرنے کی حضور علیہ السلام نے تاکید فرمائی ہے۔

سنت مؤکدہ ادا کرنے کا طریقہ

چار رکعت یا دو رکعت کی نیت کر کے ہاتھ باندھ لے۔ ثناء اعوذ بسم اللہ اور الحمد

پڑھے اوراس کے بعد کوئی چھوٹی یا بڑی سورت پڑھے یا کم از کم تین چھوٹی آیتیں یا ایک بڑی آیت جو تین چھوٹی آیتوں کے برابر ہو پڑھے۔ اس کے بعد حسب دستور رکوع و سجود کرے دوسری رکعت کیلئے کھڑا ہو جائے۔

دوسری رکعت اب صرف بسم اللہ پڑھ کر الحمد شریف پڑھے اور سورت ملائے اور رکوع وسجدہ حسب دستور کر کے قعدہ اولیٰ کیلئے بیٹھے اور اس میں التحیات صرف عبدہ ورسولہ تک پڑھے اور بغیر تاخیر کیے تیسری کیلئے کھڑا ہو جائے اور حسب دستور قرأت ورکوع وسجدہ کر کے قعدہ اخیرہ کرے اور اس آخری قعدہ میں التحیات پورا پڑھ کر درود شریف ودعا وغیرہ پڑھ کر سلام پھیر دے اور اگر سنت مؤکدہ دو رکعتیں ہو تو دوسری رکعت پوری کر کے قعدہ اخیرہ کرنا چاہیے اور اس قعدہ اخیرہ میں مکمل التحیات اور درود شریف اور دعا وغیرہ پڑھ کر سلام پھیر دے۔

فرض نماز پڑھنے کا طریقہ

فرض نماز بھی مذکورہ بالا طریقہ ہی سے ادا کی جائے گی مگر فرض نماز کی پہلی دو رکعتوں میں الحمد شریف کے ساتھ سورت کا پڑھنا واجب ہے البتہ کسی نے فرض نماز کی تیسری اور چوتھی رکعت میں صرف الحمد شریف یا تین مرتبہ سبحان کہہ کر رکوع کرے یا اتنی دیر خاموش رہ کر رکوع کرلے۔ تب بھی نماز پوری ہو جائے گی لیکن فرض نماز کی تیسری چوتھی رکعت میں صرف الحمد شریف کا پڑھنا افضل ہے اور الحمد شریف کے ساتھ سورت کا ملانا یا خاموش رہنا مکروہ ہے۔ البتہ اگر کسی نے فرض نماز کی تیسری یا چوتھی رکعت میں الحمد شریف کے ساتھ ملالی تو سجدہ سہو لازم نہ ہوگا۔

وتر، سنت مؤکدہ اور نفل نماز

کے متعلق یہ بات یاد رکھئے کہ وتر، سنت مؤکدہ اور محض نفل نماز کی ہر رکعت میں

الحمد شریف کے ساتھ کسی سورت یا آیت کا پڑھنا واجب ہے، اگر ترک کرے گا تو سجدہ سہو لازم آئے گا۔

سنت غیر مؤکدہ چار رکعتوں کے بعد قعدہ میں بھی پوری التحیات اور درود و دعا وغیرہ کا پڑھنا ضروری ہے اور تیسری رکعت میں ثناء، تعوذ، بسم اللہ پڑھ کر الحمد شریف اور اس کے ساتھ کوئی سورت پڑھنی چاہیے۔ ان مسائل کو خوب طرح ذہن نشین کر لیجئے۔

فرض واجب آیت، سجدہ اور اقتدا کے مسائل

۱) خوب یاد رکھئے۔ فرائض نماز میں سے اگر کوئی بھولے سے یا قصداً چھوٹ جائے تو نماز نہ ہوگی۔ دوبارہ پڑھنی ضروری ہے۔

۲) واجبات نماز میں سے اگر کوئی واجب قصداً چھوڑ دیا تو نماز دوبارہ پڑھنی ضروری ہے۔

۳) اگر کوئی واجب بھولے سے چھوٹ جائے تو سجدہ سہو ضروری ہے۔ سجدہ سہو سے نماز درست ہو جائے گی۔

۴) امام و مقتدی کے درمیان اتنا چوڑا راستہ ہو جس میں بیل گاڑی گذر سکے تو اقتداء صحیح نہیں، جمعہ و عید کے موقع پر عوام و خواص اس مسئلہ کا خیال نہیں رکھتے اور لوگوں کو عید و جمعہ کی نماز نہیں ہوتی۔

۵) ایک نماز میں چند واجب ترک ہو جائیں تو سب کیلئے ایک سجدۂ سہو کافی ہے۔

۶) واجب کی تاخیر، رکن کی تقدیم یا تاخیر یا واجب کو مکرر کرنا، واجب میں تغیر کرنے کی صورت میں بھی سجدہ سہو کر لینے درست ہو جائے گی۔ فرض کی تکرار سے بھی سجدہ سہو کرنے سے نماز درست ہو جائے گی۔

۷) نماز میں آیت سجدہ پڑھی تو اس کا سجدہ نماز ہی میں کر لینا واجب ہے۔ بیرون نماز نہیں ہو سکتا اور اگر قصداً نہ کیا تو گنہگار رہا۔

نمازی کے آگے سے گزرنا

بہت سخت گناہ۔ حدیث میں آیا ہے کہ اس میں جو کچھ گناہ ہے اگر گزرنے والا جانتا تو چالیس برس تک کھڑے رہنے کو یا سو برس تک کھڑے رہنے کو یا زمین میں دھنس جانے کو نمازی کے آگے سے گزرنے سے بہتر جانتا۔

مفسدات نماز

ذیل میں چند وہ امور درج کیے جاتے ہیں جن سے نماز ٹوٹ جاتی ہے اور اس کو دوبارہ پڑھنا ضروری ہوتا ہے۔

- نماز میں قصداً یا سہواً یا خطاءً کلام کرنے یا زبان سے سلام کرنے یا سلام کا جواب دینے سے نماز فاسد ہو جاتی ہے۔
- کسی کو چھینک آئی تو اس کے جواب میں نمازی نے یرحمک اللہ کہا یا خوشی کی خبر سن کر نماز میں الحمد للہ کہا یا شیطان کا ذکر سن کر نماز میں اس پر لعنت بھیجی تو نماز فاسد ہو گئی۔
- مصلی نے اپنے امام کے سوا دوسرے کو لقمہ دیا۔ یا آہ، اوہ، اف، تف یہ الفاظ درد یا مصیبت کی وجہ سے زبان سے نکلے یا آواز سے رویا اور حروف پیدا ہوئے۔ ان سب صورتوں میں نماز جاتی رہی۔

فائدہ اگر رونے میں صرف آنسو نکلے آواز و حروف نہیں نکلے تو حرج نہیں، اسی طرح مریض کی زبان سے بے اختیار آہ۔ اوہ نکلی۔ چھینک کھانسی، جماہی اور ڈکار میں جتنے حروف مجبورانہ نکلتے ہیں معاف ہیں یعنی ان صورتوں میں نماز فاسد نہیں ہوگی۔

- نماز کے اندر کھانا پینا مطلقاً نماز کو فاسد کر دیتا ہے۔ قصداً یا بھول کر۔ تھوڑا ہو یا زیادہ حتیٰ کہ اگر تل بغیر چبائے نگل لیا یا کوئی قطرہ اس کے منہ میں گرا اور اس نے نگل لیا۔ نماز جاتی رہی۔

- دانتوں کے اندر کوئی چیز رہ گئی۔ اگر وہ چنے برابر ہے۔ اس کو نگل لیا۔ نماز فاسد ہوگئی۔ اور اگر چنے سے کم ہے تو نماز فاسد نہ ہوگی۔
- اگر نمازی کو کسی نے ایک دم بقدر تین قدم کے کھینچ لیا یا دھکیل دیا تو نماز فاسد ہوگئی۔
- عورت[1] نماز میں تھی۔ مرد نے بوسہ لیا یا شہوت کے ساتھ اس کے بدن کو ہاتھ لگایا تو نماز فاسد ہوگئی اور مرد نماز میں تھا اور عورت نے ایسا کیا تو نماز فاسد نہ ہوگی۔ جب تک مرد کو شہوت نہ ہو۔
- منہ کو قبلہ سے پھیرنا۔ پے در پے تین بال اپنے جسم کے کسی حصہ سے اکھیڑنا۔ ایک رکن میں (مثلاً سجدہ یا رکوع یا قیام میں تین بار اس طرح کھجانا کہ کھجا کر ہاتھ ہٹا لیا۔ پھر کھجالیا پھر ہاتھ اٹھالیا۔ پھر کھجالیا پھر ہاتھ ہٹالیا۔ نماز فاسد ہوگئی۔
- اور اگر جسم کے ایک حصہ پر ہاتھ رکھ کر چند مرتبہ کھجایا مگر ہاتھ اس حصہ جسم سے علیحدہ نہ کیا تو نماز فاسد نہ ہوگی۔
- عمل کثیر سے بھی نماز فاسد ہو جاتی ہے۔ جس کام کے کرنے والے کو دور سے دیکھ کر گمان غالب ہو کہ نماز میں نہیں تو وہ عمل کثیر ہے۔
- ناپاک جگہ پر سجدہ کرنا۔ قرآن مجید کو دیکھ کر نماز میں پڑھنا' قرآن مجید ایسا غلط پڑھنا کہ جس سے معنی بدل جائیں۔ نماز فاسد ہو جائے گی۔
- نمازی کے آگے سے کسی کا گذرنا نماز کو فاسد نہیں کرتا۔ خواہ گزرنے والا مرد ہو یا عورت' کتا ہو یا گدھا۔

نماز کے مکروہات تحریمہ

ذیل میں نماز کے بعض وہ مکروہات تحریمہ لکھے جاتے ہیں جن کی وجہ سے نماز

---

(1) یہ ایک فرضی صورت ہے مقصود صرف مسئلہ بتانا ہے۔

مکروہ تحریمہ ہوتی ہے اور نماز کو دوبارہ پڑھنا ضروری ہوتا ہے۔

۱) کپڑے یا بدن یا ڈاڑھی کے ساتھ کھیلنا۔ کپڑا سمیٹنا۔ مثلاً سجدہ میں جاتے وقت آگے یا پیچھے سے کپڑا اٹھا لینا۔ اگرچہ گرد سے بچنے کیلئے کیا ہو اور بلاوجہ ہو تو اور زیادہ مکروہ، کپڑا لٹکانا، مثلاً سر یا مونڈھے پر اس طرح ڈالنا کہ دونوں کنارے لٹکتے ہوں یہ سب مکروہ تحریمی ہیں۔

۲) رومال یا شال یا رضائی یا چادر کے کنارے دونوں مونڈھوں سے لٹکتے ہوں۔ یہ مکروہ تحریمی ہے اور کنارہ دوسرے مونڈھے پر ڈال دیا اور دوسرا لٹک رہا ہے تو حرج نہیں اور اگر ایک مونڈھے پر ڈالا۔ اس طرح کہ ایک کنارہ پیٹھ پر لٹک رہا ہے اور دوسرا پیٹ پر جیسے عموماً اس زمانہ میں مونڈوں پر رومال رکھنے کا طریقہ ہے تو یہ بھی مکروہ ہے۔

۳) کنکریاں ہٹانا مکروہ تحریمی ہے مگر جس وقت کہ پورے طور پر وجہ سنت سجدہ ادا نہ ہوتا ہو تو ایک بار کی اجازت ہے اور بچنا بہتر اور بغیر ہٹائے واجب ادا نہ ہوتا ہو تو واجب ہے اگرچہ ایک بار سے زیادہ کی حاجت پڑے۔

۴) کوئی آستین آدھی کلائی سے زیادہ چڑھی ہوئی ہو۔ خواہ پیشتر سے چڑھی ہو یا نماز میں چڑھائی، بہر صورت مکروہ تحریمی ہے۔ دامن سمیٹے نماز پڑھنا مکروہ تحریمی ہے۔

۵) انگلیاں چٹخانا، انگلیوں کی قینچی باندھنا، یعنی ایک ہاتھ کی انگلیاں دوسرے ہاتھ کی انگلیوں میں ڈالنا مکروہ تحریمی ہے۔

۶) کمر پر ہاتھ رکھنا مکروہ تحریمی ہے۔ نماز کے علاوہ بھی کمر پر ہاتھ نہ رکھنا چاہیے۔

۷) نماز پڑھتے وقت ادھر ادھر منہ پھیر کر دیکھنا مکروہ تحریمی ہے۔ کل چہرہ پھر گیا ہو یا بعض اور اگر منہ نہ پھیرے صرف کنکھیوں سے ادھر ادھر بلا حاجت دیکھے تو کراہت تنزیہی ہے اور نادراً کسی غرض صحیح سے ہو تو اصلاً حرج نہیں۔ آسمان کی طرف نگاہ اٹھانا بھی مکروہ تحریمی ہے۔

۸) تشہد یا سجدوں کے درمیان میں کتے کی طرح بیٹھنا یعنی گھٹنوں کو سینہ سے ملا کر دونوں ہاتھوں کو زمین پر رکھ کر سرین کے بل بیٹھنا مکروہ تحریمی ہے۔

۹) مرد کو سجدہ میں کلائیوں کو بچھانا بھی مکروہ تحریمی ہے۔

۱۰) کسی شخص کے منہ کے سامنے نماز پڑھنا مکروہ تحریمی ہے۔ یونہی دوسرے شخص کو نماز پڑھنے والے کی طرف منہ کرنا جائز و گناہ ہے۔ یعنی اگر مصلی کی جانب سے ہو تو کراہت مصلی پر ہے۔ ورنہ اس پر۔

۱۱) کپڑے میں اس طرح لپٹ جانا کہ ہاتھ بھی باہر نہ ہو مکروہ تحریمی ہے۔ نماز کے علاوہ بھی بے ضرورت اس طرح کپڑے میں لپٹنا نہ چاہیے اور خطرہ کی جگہ سخت ممنوع ہے۔

۱۲) اعتجار یعنی پگڑی اس طرح باندھنا کہ بیچ سر پر نہ ہو مکروہ تحریمی ہے۔ نماز کے علاوہ بھی اس طرح عمامہ باندھنا مکروہ ہے۔ یونہی ناک اور منہ کو چھپانا اور بے ضرورت کھنکار نکالنا یہ سب مکروہ تحریمی ہے۔

۱۳) نماز میں قصداً جمائی لینا مکروہ ہے اور خود آئے تو حرج نہیں مگر روکنا مستحب ہے مگر روکے سے نہ رکے تو ہونٹ کو دانتوں سے دبائے اور اس پر بھی نہ رکے تو داہنا یا بایاں ہاتھ منہ پر رکھ دے یا آستین سے منہ چھپا لے۔ قیام میں داہنے ہاتھ سے ڈھانکے اور دوسرے موقع پر بائیں سے۔

مسئلہ الٹا قرآن مجید پڑھنا کسی واجب کو ترک کرنا مکروہ تحریمی ہے۔ مثلاً رکوع و سجود میں پیٹھ سیدھی نہ کرنا۔ یونہی قومہ اور جلسہ میں سیدھے ہونے سے پہلے سجدہ کو چلا جانا۔ قیام کے علاوہ اور کسی موقع پر قرآن مجید پڑھنا یا رکوع میں قرأت ختم کرنا۔ امام سے پہلے مقتدی کا رکوع و سجود میں جانا یا اس سے پہلے سر اٹھانا۔

❀ صرف پاجامہ یا تہبند پہن کر نماز پڑھی اور کرتہ یا چادر موجود ہے تو نماز مکروہ

تحریمی ہے اور جو دوسرا کپڑا نہیں تو معافی ہے۔

- امام کو کسی آنے والی کی خاطر نماز کا طول دینا مکروہ تحریمی ہے۔ اگر اس کو پہچانتا ہو تو اس کی خاطر مدنظر ہو اور اگر نماز پر اس کی اعانت کیلئے بقدر ایک دو تسبیح کے طول دیا تو کراہت نہیں۔
- جلدی میں صف کے پیچھے ہی سے اللہ اکبر کہہ کر شامل ہو گیا پھر صف میں داخل ہوا یہ مکروہ تحریمی ہے۔
- زمین مغصوب یا پرائے کھیت میں جس میں زراعت موجود ہے یا جتے ہوئے کھیت میں نماز پڑھنا مکروہ تحریمی ہے۔
- قبر کا سامنے ہونا۔ اگر مصلی و قبر کے درمیان کوئی چیز حائل نہ ہو تو مکروہ تحریمی ہے۔
- کفار کے عبادت خانوں میں نماز پڑھنا مکروہ ہے کہ وہ شیاطین کی جگہ ہیں اور ظاہر کراہت تحریم (بحر) بلکہ ان میں جانا بھی ممنوع ہے۔
- اُلٹا کپڑا پہن کر یا اوڑھ کر نماز پڑھنا مکروہ ہے اور ظاہر تحریم' یونہی انگرکھے کے بند نہ باندھنا اور اچکن وغیرہ کے بٹن نہ لگانا۔ اگر اس کے نیچے کرتہ وغیرہ ہے تو مکروہ تنزیہی۔

تصویر کے احکام

جس کپڑے پر جاندار کی تصویر ہو اسے پہن کر نماز پڑھنا مکروہ تحریمی ہے۔ نماز کے علاوہ بھی ایسا کپڑا پہننا ناجائز ہے۔ یونہی نمازی کے سر پر یعنی چھت میں ہو یا معلق ہو یا محل سجود میں ہو کہ اس پر سجدہ واقع ہو تو نماز مکروہ تحریمی ہوگی۔ یونہی نمازی کے آگے یا داہنے یا بائیں تصویر کا ہونا مکروہ تحریمی ہے۔ پس پشت ہونا بھی مکروہ ہے۔ اگرچہ ان تینوں صورتوں سے کم اور ان چاروں صورتوں میں کراہت اس وقت تک ہے کہ تصویر

آگے پیچھے داہنے بائیں معلق ہو یا نصب ہو یا دیوار وغیرہ میں منقوش ہو۔ اگر فرش میں ہے اور اس پر سجدہ نہیں تو کراہت نہیں اگر تصویر غیر جاندار کی ہے۔ جیسے پہاڑ دریا وغیرہ کی تو اس میں کچھ حرج نہیں۔

مسئلہ اگر تصویر ذلت کی جگہ ہو مثلاً جوتیاں اتارنے کی جگہ یا اور کسی جگہ فرش پر کہ لوگ اسے روندتے ہیں یا تکیے پر کہ زانوں وغیرہ کے نیچے رکھا جاتا ہو تو ایسی تصویر مکان میں ہونے سے کراہت نہیں نہ اس سے نماز میں کراہت آئے۔ جبکہ سجدہ اس پر نہ ہو۔

جس تکیہ پر تصویر ہو اسے دیوار وغیرہ پر نصب کرنا اعزاز تصویر میں داخل ہوگا اور اسی طرح ہونا نماز کو بھی مکروہ کردے گا۔ اگر ہاتھ میں یا اور کسی جگہ پر بدن پر تصویر ہو مگر کپڑوں سے چھپی ہو یا انگوٹھی پر چھپی تصویر منقوش ہو یا آگے پیچھے یا دہنے بائیں' اوپر نیچے کسی جگہ چھوٹی تصویر ہو یعنی اتنی کہ اس کو زمین پر رکھ کر کھڑے ہو کر دیکھیں تو اعضاء کی تفصیل نہ دکھائی دے یا پاؤں کے نیچے یا بیٹھنے کی جگہ ہو تو ان سب صورتوں میں نماز مکروہ نہیں۔

سر بریدہ تصویر یا جس کا چہرہ مٹا دیا ہو۔ مثلاً کاغذ یا کپڑے یا دیوار پر ہو اور اس پر روشنائی پھیر دی ہو یا اس کے سر اور چہرہ کو کھرچ دیا ہو یا دھو ڈالا ہو۔ کراہت نہیں۔ اگر تصویر کا سر کاٹا ہو مگر سر اپنی جگہ پر لگا ہوا ہے۔ ہنوز جدا نہ ہوا تو بھی کراہت ہے۔ مثلاً کپڑے پر تصویر تھی۔ اس کی گردن پر سلائی کردی کہ مثل طوق کے بن گئی۔

تصویر کے مٹانے میں صرف چہرہ کا مٹانا کراہت سے بچنے کیلئے کافی ہے۔ اگر آنکھ یا بھوؤں یا ہاتھ پاؤں جدا کرلئے گئے تو اس سے کراہت رفع نہ ہوگی۔

تھیلی یا جیب میں تصویر چھپی ہوئی ہو تو نماز میں کراہت نہیں۔ تصویر والا کپڑا پہنے ہوئے ہے' مگر اس پر کوئی دوسرا کپڑا اور پہن لیا کہ تصویر چھپ گئی تو اب نماز مکروہ نہ ہوگی۔ تصویر جب چھوٹی نہ ہو اور موضع اہانت میں نہ ہو اور اس پر پردہ نہ ہو تو اس حالت میں اس کے سبب نماز مکروہ تحریمی ہوتی ہے۔ مگر سب سے بڑھ کر کراہت اس صورت

میں ہے جب تصویر نمازی کے آگے قبلہ رو ہو پھر وہ کہ سر کے اوپر ہو۔ اس کے بعد وہ کہ داہنے بائیں دیوار پر، پھر وہ کہ پیچھے دیوار پر یا پردہ پر۔

نماز میں قہقہہ کا حکم

نماز میں قہقہہ لگانے سے وضو بھی ٹوٹ جاتا ہے اور نماز بھی فاسد ہو جاتی ہے۔

واضح ہو کہ تبسم میں آواز نہیں ہوتی جس کو مسکرانا کہتے ہیں اور ضحک وہ ہنسنا ہے جس میں آواز ہوتی۔ مگر دوسرا نہیں سنتا۔ ضحک سے وضو نہیں ٹوٹتا۔ البتہ نماز فاسد ہو جاتی ہے۔

اور قہقہہ یہ ہے کہ ایسی آواز سے ہنسا جائے کہ خود بھی سنے اور ساتھی کو بھی آواز سنائی دے۔ قہقہہ سے نماز بھی فاسد ہو جاتی ہے اور وضو بھی ٹوٹ جاتا ہے پھر چونکہ قہقہہ کا ناقضِ وضو کا ہونا خلافِ قیاس ہے اور جو بات خلافِ قیاس ہو وہ اپنے مود پر بند رہتی ہے۔ اس لئے سیدنا امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ وہ نماز جس میں رکوع و سجود ہوتا ہے۔ اس میں اگر قہقہہ لگایا گیا تو نماز فاسد ہو گئی۔ اور وضو بھی جاتا رہے گا۔ پس اگر نمازِ جنازہ یا سجدہ تلاوت یا خارج نماز میں قہقہہ لگایا تو وضو نہیں ٹوٹے گا۔ اسی طرح نابالغ نے اپنی نماز میں قہقہہ لگایا تو وضو نہیں ٹوٹے گا، مگر نماز فاسد ہو جائے گی۔ صاحب ہدایہ نے اس کو علیٰ ما قیل کے لفظ سے بیان کیا ہے۔ وجہ یہ بتائی گئی ہے کہ اس مسئلہ کے متعلق امام اعظم سے کوئی روایت نہیں ملتی۔

۱) خلاصہ کلام یہ ہے کہ بالغ کا قہقہہ، اتنی آواز سے ہنسی کہ آس پاس والے سنیں۔

۲) اگر نماز کے اندر سوتے میں یا جنازہ یا سجدہ تلاوت میں قہقہہ ہو تو وضو نہیں جائے گا مگر وہ نماز یا سجدہ فاسد ہوگا۔

۳) اور اگر اتنی آواز سے ہنسا کہ خود اس نے سنا۔ پاس والوں نے نہ سنا تو وضو نہیں جائے گا۔ نماز جاتی رہے گی۔

۴) اگر نماز میں مسکرایا کہ دانت نکلے مگر آواز بالکل نہیں پیدا ہوئی تو اس سے نہ

نماز جائے گی نہ وضو۔

تشہد میں اُنگلی اُٹھانا

اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰه جب لا پر پہنچیں تو داہنے ہاتھ کی بیچ کی انگلی اور انگوٹھا کا سرا ملا کر حلقہ بنایئے چھنگلیاں اور اس کے پاس والی انگلیوں کو ہتھیلی سے ملا دیجئے اور لا کے لفظ پر کلمہ کی انگلی اٹھایئے۔ (مگر اس کو حرکت نہ دیجئے) اور اِلَّا کے لفظ پر گرا دیجئے۔ اور سب انگلیاں فوراً سیدھی کر لیجئے۔ لا پر کلمہ کی انگلی اٹھانا مسنون ہے اور اس میں حکمت یہ ہے لَا اِلٰهَ سے ہر معبود کی نفی ہوتی ہے تو زبان سے ابھی اِلَّا اللّٰه نہیں کہا کہ کلمہ کی انگلی اٹھا کر عمل سے ایک اللہ کے وجود کا ثبات کر دیا۔ کیا خبر کہ لَا اِلٰهَ پر پہنچتے ہی جان نکل جائے اور زبان سے اِلَّا اللّٰه کہنے کی نوبت ہی نہ آئے۔

مسبوق التحیات میں کلمہ شہادت کی تکرار کرے

مسبوق وہ شخص ہے جو امام کے ایک یا دو یا تین رکعت پڑھ لینے کے بعد نماز میں شامل ہوا۔ تو مسئلہ یہ ہے کہ جب امام قعدۂ اخیرہ میں ہو (ظاہر ہے کہ امام التحیات اور درود و دعا پڑھ کر سلام پھیرے گا) تو مسبوق کو چاہیے کہ التحیات ٹھہر ٹھہر کر اس رفتار سے کہ امام جب پوری التحیات درود و دعا پڑھ کر سلام پھیرے تو یہ ابھی عبدہٗ ورسولہٗ تک پہنچا ہو لیکن اگر ایسا نہ کر سکا' یعنی باوجود ٹھہر ٹھہر کر پڑھنے کے التحیات عبدہٗ ورسولہٗ تک پڑھ لی ہے تو اب آگے نہ پڑھے۔ بلکہ کلمہ شہادت اَشْهَدُ ان لا اِلٰـهَ الا اللّٰه وَاَشهد اَنَّ مُـحَمَّدًا عبده ورسوله' (امام کے سلام پھیرنے تک) بار بار پڑھتا رہے اور جب امام سلام پھیر دے تو کھڑا ہو کر اپنی نماز پوری کر لے۔ یہ اس لئے کہ فرض نماز کے درمیانی قعدہ میں صرف التحیات عبدہٗ ورسولہٗ تک ہی پڑھی جاتی ہے اور یہ قعدہ (اگرچہ امام کا آخری قعدہ ہے مگر مسبوق کا درمیانی قعدہ ہی سمجھا جائے گا۔)

اقامت بیٹھ کر سنی جائے اور امام و مقتدی حی علی الفلاح پر کھڑے ہوں

عام طور پر رواج پڑ گیا ہے کہ وقتِ اقامت سب لوگ کھڑے رہتے ہیں۔ یہ خلافِ سنت اور مکروہ ہے۔ مسنون یہ ہے کہ جب مکبر اقامت کہے تو امام و مقتدی سب بیٹھے رہیں اور جب حی علی الفلاح پر پہنچے تو اب کھڑے ہو جائیں۔ اس مسئلہ سے لوگ عموماً بے خبر ہیں یا لاپرواہی کرتے ہیں۔

فائدہ اذان کا جواب دینا واجب ہے لیکن جواب اقامت واجب نہیں مستحب ہے۔

تعدیل ارکان

یعنی رکوع۔ سجدہ۔ قومہ۔ جلسہ کے درمیان ایک بار سبحان اللہ کہنے کے مقدار ٹھہرنا واجب ہے۔ اسی کو تعدیل ارکان کہتے ہیں۔ اس کے ترک پر نماز مکروہ تحریمہ ہوتی ہے۔ دوبارہ پڑھنی ضروری ہے۔

سونے پیتل کی انگوٹھی

سونے، پیتل، تانبے، لوہے کسی بھی دھات کی انگوٹھی ریشمی کپڑے، چاندی، سونے، پیتل، لوہے کے زنجیر دار بٹن پہن کر نماز پڑھنا مرد کیلئے مکروہ ہے۔ اگر بٹن چاندی۔ سونے کے ہوں مگر زنجیر دار نہ ہوں تو ان کو پہن کر نماز پڑھنا درست ہے۔

مستورات کو چاندی سونے کے علاوہ کسی بھی دھات (پیتل، تانبا، لوہا، رولڈ گولڈ) کو زیور پہن کر نماز پڑھنا مکروہ تحریمہ ہے۔ (مرد کیلئے چاندی کی انگوٹھی ساڑھے چار ماشہ سے کم کی پہننا جائز ہے)

احتیاط الظہر

احتیاطی ضروری ہے یا نہیں۔ جمعہ کی سنتیں کتنی ہیں تفصیل سے بتائیں۔

جواب

۱) ہمارے آئمہ کے مذہب پر جمعہ کی صحت و جواز کیلئے شہر شرط ہے اور شہر کی صحیح تعریف یہ وہ آبادی جس میں متعدد محلے اور دوامی بازار ہوں اور ضلع یا پرگنہ ہو کہ اس کے متعلق دیہات ہوں اور اس میں کوئی ایسا حاکم ہو جو ظالم سے ظلم کا بدلہ لے سکے‘ اگرچہ نہ لیتا ہو۔ (غنیۃ) لہٰذا چھوٹے قریوں میں جمعہ نہیں۔ وہاں ظہر فرض ہے اور جماعت واجب اور جمعہ پڑھنا مکروہ تحریمہ ہے۔

اور جہاں جمعہ کی شرائط میں شبہ ہو۔ وہاں جمعہ ضرور پڑھیں اور جمعہ کے بعد چار رکعت احتیاطی نیت سے کہ سب سے پچھلی ظہر جس کو پایا اور ان چاروں الحمد کے بعد سورت بھی ملائیں۔ یہ احتیاطی خواص پڑھیں۔ عوام بے سمجھوں کو اس کی حاجت نہیں۔

۲) جمعہ کے دن چار سنتیں جمعہ سے پہلے پھر امام کے ساتھ دو فرض جمعہ پڑھیں پھر چھ سنت‘ پھر چار رکعت ظہر احتیاطی‘ پھر دو نفل بھی پڑھ لیں تو بہتر ہے۔

نماز جنازہ فرض کفایہ ہے

نماز جنازہ میں فرض کفایہ کی نیت کی جائے یا فرض کی‘ بعض لوگ کہتے ہیں کہ جو شخص نماز پر حاضر ہو جائے تو فرضِ عین ہو جاتی ہے۔ اس لئے فرض کفایہ نہ کہنا چاہیے۔

جواب

نماز جنازہ فرض کفایہ ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ ایک مسلمان مرد یا عورت نے بھی پڑھ لی۔ تو سب بری الذمہ ہو گئے۔ ورنہ جس کو خبر پہنچی اور اس نے نہ پڑھی گنہگار رہا۔ نیت کے معنی پکا ارادہ کرنے کے ہیں۔ محض جاننا نیت نہیں۔ تاوقتیکہ ارادہ نہ ہو۔ (تنویر) یعنی اگر دل سے اگر مثلاً ظہر کا قصد کیا اور زبان سے لفظ جنازہ یا عصر نکلا ظہر ہو گئی۔ کیونکہ معتبر دل کا قصد و ارادہ ہے۔ زبان سے بھی نیت کے مطابق الفاظ کہنا

ہے واجب نہیں ہے۔ (درمختار وردالمحتار)

مختلف اہم سوالات

بدنما دانت پر سونے' چاندی یا رولڈ گولڈ کا کور لگانا کیسا ہے؟ وضو یا غسل میں نقص آتا ہے یا نہیں؟

۲) عشاء کی نماز میں وتر کے بعد نوافل یا قضا نمازیں پڑھ سکتے ہیں یا نہیں؟ یا وتر سے قبل نوافل وغیرہ ادا کر کے آخر میں وتر پڑھنا ضروری ہے؟

۳) کسی بدمذہب کے پیچھے نماز پڑھنا کیسا ہے؟ اگر نماز فجر وعصر ایسے شخص کے پیچھے ادا کرے تو اسی وقت اعادہ کرسکتا ہے یا نہیں؟

۴) نماز میں بلا عذر کھنکار کیسا ہے؟ اگر کسی کو بلغم کی شکایت سے کھنکارنے کی عادت ہو تو اس کا عادتاً نماز کی حالت میں کھنکارنا کیسا ہے؟

۵) گھر میں خاوند نماز پڑھ رہا ہے۔ اس کی بیوی اسی مصلی کے قریب نماز پڑھے تو کیسا ہے؟ یہ عورت اپنی نماز میں قرأت نہ کر کے خاوند کی قرأت کو سن لے تو نماز ہوگی یا نہ؟

۶) دعا آہستہ کرنا افضل ہے۔ لیکن جماعت کے ساتھ امام کا زور سے دعا کرنا اور مقتدیوں کا زور سے آمین کہنا درست ہے یا ان کو آہستہ دعا و آمین کہنا افضل ہے؟

جوابات

۱) محض بدنمائی دور کرنے کیلئے کسی طرح کا خول دانت پر چڑھانا ناجائز ہے۔ غسل میں فرض ترک ہونے کا اندیشہ ہے اور وضو میں سنت' لہٰذا نہیں چاہیے۔ ہاں اگر دانت درست نہ ہو یا درد کرتا ہو اس کے مضبوط کرنے کیلئے جائز ہے اور غسل وغیرہ میں اس کا علیحدہ کرنا ناممکن ہو تو نکالنا بھی ضروری نہیں۔

۲) نوافل اور تمام قسم کی نماز پڑھ سکتے ہیں۔ صرف طلوع وغروب واستواء ان قوتوں میں مطلقاً نماز اور سجدہ ممنوع ہے اور صبح صادق سے طلوع شمس تک کوئی نفل جائز نہیں۔ قضا شدہ نماز پڑھ سکتے ہیں۔ نیز عصر کے بعد سے غروب شمس تک کوئی نفل جائز نہیں۔ قضا میں پڑھ سکتے ہیں۔

۳) بد مذہب کی مذہبی اگر حد کفر تک پہنچتی ہے تو نہ اس کی نماز اور نہ اس کے پیچھے جو نماز پڑھی وہ نماز ہوئی۔ اس کو دوبارہ پڑھنا فرض ہے اور اگر بد مذہبی حدِ کفر تک نہیں بلکہ گمراہی تک ہے تو وہ مکروہ تحریمہ ہے۔ اس کا اعادہ اسی وقت کر لینا چاہیے۔

۴) بلا ضرورت کھنکارنا ایسا کہ دو حرف پیدا ہو جائیں۔ جیسے آہ تو نماز فاسد ہو جائے گی اور اگر غرض صحیح یا کسی عذر معقول کی وجہ سے کھنکارتا ہے تو حرج نہیں اور محض عادتاً کھنکارنے میں نماز کے فاسد ہونے کا اندیشہ ہے۔ (ردمختار ردالمحتار)

۵) اگر شوہر امام ہے تو عورت تنہا اس کے پیچھے کھڑی ہو کر نماز پڑھ سکتی ہے اور محاذاتِ عورت سے مرد کی نماز فاسد ہونے کے شرائط یہ ہیں۔ عورت اگر مرد کے محاذی ہو تو مرد کی نماز جاتی رہے گی اس کیلئے چند شرطیں ہیں۔

۱) عورت مشتہات ہو یعنی اس قابل ہو کہ اس سے جمع ہو سکے۔ اگر چہ نابالغہ ہو اور مشتہات میں سن کا اعتبار نہیں۔ نو برس کی ہو یا اس سے کچھ کم کی۔ جب اس کا جثہ اس قابل ہو اور اگر اس قابل نہیں تو نماز فاسد نہ ہو گی۔ اگر چہ نماز پڑھنا جانتی ہو۔ اس مسئلہ میں مشتہات ہے۔ وہ عورت اگر اس کی زوجہ ہو یا خادمات میں ہو جب بھی نماز فاسد ہو جائے گی۔

۲) کوئی چیز انگلی برابر موٹی اور ایک ہاتھ اونچی حائل نہ ہو۔ نہ دونوں کے درمیان اتنی جگہ خالی ہو کہ ایک مرد کھڑا ہو سکے۔ نہ عورت اتنی بلندی پر ہو کہ مرد کا کوئی عضو اس کے عضو سے محاذی ہو۔

۳) رکوع وسجود والی نماز میں یہ محاذات واقع ہوں۔ اگر نماز جنازہ محاذات ہوئی تو نماز فاسد نہ ہوگی۔

۴) وہ نماز دونوں میں تحریمہ مشترکہ ہو۔ عورت نے اس کی اقتداء کی ہو یا دونوں نے کسی امام کی، اگرچہ شروع سے شرکت نہ ہو تو اگر دونوں اپنی اپنی پڑھتے ہوں تو فاسد نہ ہوگی۔ مکروہ ہوگی۔

۵) ادا میں مشترک ہو کہ اس میں مرد اس کا امام ہو یا ان دونوں کا کوئی دوسرا امام ہو جس کے پیچھے ادا کر رہے ہیں۔ حقیقتاً یا حکماً مثلاً دونوں لاحق ہوں کہ بعد فراغ امام اگرچہ امام کے پیچھے نہیں مگر حکماً امام کے پیچھے ہی ہیں اور مسبوق امام کے پیچھے نہ حقیقتاً ہے نہ حکماً، بلکہ وہ منفرد ہے۔

۶) دونوں ایک ہی جہت کو متوجہ ہوں۔ اگر جہت بدل جائے، جیسے تاریک شب میں پتہ نہ چلتا ہو کہ ایک طرف امام کا منہ ہے اور دوسری طرف مقتدی کا یا کعبہ معظمہ میں پڑھے جہت بدلی ہو تو نماز ہو جائے گی۔

۷) عورت عاقلہ ہو۔ مجنونہ کی محاذات میں نماز فاسد نہ ہوگی۔

۸) امام نے امامت زناں کی نیت کرلی ہو۔ اگرچہ شروع کرتے وقت عورتیں شریک نہ ہوں اور اگر امامت زناں کی نیت نہ ہو تو عورت کی ہی فاسد ہوگی۔

۹) اتنی دیر تک محاذات رہے کہ کامل رکن ہو جائے۔ یعنی بقدر میں تسبیح کے۔

۱۰) دونوں نماز پڑھنا جانتے ہوں، مرد عاقل بالغ ہو۔

(درمختار ردالمختار عالمگیری وغیرہ)

۶) دعا آہستہ کہنی چاہیے۔ آمین بھی دعا ہے۔ لہٰذا آہستہ کہنی چاہیے۔ ادعو ربکم تضرعاً وخفیہ۔

امام کیسا ہو؟

سوال امامت کس کس شخص کی جائز ہے اور کس کی ناجائز اور مکروہ اور سب سے بہتر امامت کس کی ہے۔

جواب

جو قرأت غلط پڑھتا ہو، جس سے معنی فاسد ہوں یا وضو صحیح نہ کرتا ہو یا ضرورت دین میں سے کسی ضروری امر کا منکر ہو۔ ان کے نماز باطل محض ہے اور جس کی گمراہی حد کفر تک نہ پہنچی ہو۔ ان کے پیچھے بکراہت شدید تحریمہ مکروہ ہے کہ انہیں امام بنانا اور ان کے پیچھے نماز پڑھنی گناہ اور جتنی پڑھی ہوں سب کا پھر پڑھنا واجب اور انہیں کے قریب۔ فاسق معلن مثلاً ڈاڑھی منڈایا خشخاشی رکھنے والا یا کترواکر حدِ شرع سے کم کرنے والا یا سود خوار، زانی، شرابی وغیرہ۔ ان کے پیچھے نماز مکروہ تحریمی ہے۔ اور جو فاسق معلن نہیں یا قرآنِ عظیم میں ایسی غلطی کرتا ہے جو مفسد صلوٰۃ نہیں یا نابینا یا جاہل یا غلام یا ولد الزنا یا خوبصورت امرد یا جزامی مرض برص والا۔ غسل میت کا پیشہ کرے جس سے لوگ کراہت ونفرت کرتے ہیں اس قسم کے لوگوں کے پیچھے نماز مکروہ تنزیہی ہے کہ پڑھنی خلاف اولیٰ ہے اور پڑھ لیں تو حرج نہیں اور یہی قسم اخیر کے لوگ حاضرین میں سب سے زیادہ مسائل نماز وطہارت کا رکھتے ہوں تو انہیں کی امامت اولیٰ ہے۔ بخلاف ان کے پہلی دو قسم والوں کے کہ اگرچہ عالم متجر ہی ہوں حکم کراہت رکھتا ہے۔ مگر جہاں جمعہ وعیدین ایک ہی جگہ ہوتے ہوں اور ان کا امام بدعتی فاسق معلن ہے اور دوسرا امام نہ مل سکتا ہو، وہاں کے پیچھے جمعہ وعیدین پڑھنے چاہئیں۔ بخلاف قسم اول جو ضروریات دین کا منکر ہو، نہ ان کی نماز، نماز ہے۔ نہ ان کے پیچھے جمعہ نماز جائز، بالفرض وہی جمعہ یا عیدین کا امام ہو اور کوئی مسلمان امام نہ مل سکتا ہو تو جمعہ وعیدین کا ترک فرض

ہے۔ جمعہ کے بدلے ظہر پڑھے اور عیدین کا کچھ عوض نہیں۔

امام اسے رکھا جائے جو حنفی المذہب، صحیح العقیدہ متبع سلف وصالحین صحیح الطہارت صحیح القراۃ ہو۔ مسائل نماز وطہارت کا عالم ہو، غیر فاسق ہو۔ اس میں کوئی ایسا جسمانی، یا روحانی عیب نہ ہو۔ جس سے لوگوں کو نفرت ہو۔

چلتی گاڑی میں نماز کا حکم

لاری اور بیل گاڑی اور ریل میں نماز کس طرح ادا کی جائے۔ جب ریل وغیرہ میں نماز کا وقت آجائے تو کیا کیا جائے۔

جواب

گاڑی کا جوا جانور پر رکھا ہو گاڑی رکی ہو یا چلتی، اس کا حکم وہی ہے جو جانور پر نماز پڑھنے کا ہے۔ یعنی فرض، واجب، سنت بلا عذر جائز نہیں۔ اور جوا جانور پر نہ ہو اور رکی ہوئی ہو تو نماز جائز ہے۔ (درمختار ردالمختار) یہ حکم اس گاڑی کا ہے جس کے دو پہیے ہوں۔ چار پہیوں والی جب رکی ہو تو صرف جوا جانور پر ہوگا اور گاڑی زمین پر مستقر ہوگی، لہٰذا جب گاڑی ٹھہری ہوئی ہو اس پر نماز جائز ہوگی۔ جیسے تخت پر، گاڑی اور سواری پر نماز پڑھنے کیلئے عذر یہ ہیں۔ مینہ برس رہا ہو۔ اس قدر کیچڑ ہو کہ اگر نماز اتر کر پڑھے تو منہ دھنس جائے گا یا کیچڑ میں سن جائے گا یا کپڑا اچھائے گا تو وہ بالکل لتھڑ جائے گا اور اس صورت میں سواری ہو تو کھڑے اشارے سے پڑھے۔ ساتھی چلے جائیں گے یا سواری کا جانور شریر ہے کہ سوار ہونے میں دشواری ہوگی اور مددگار کی ضرورت ہوگی اور مددگار موجود نہیں یا بوڑھا ہے کہ بغیر مددگار کے اتر کر چڑھ نہ سکے گا اور مددگار موجود نہیں اور یہی حکم عورت کا ہے یا مرض میں زیادتی ہوگی۔ جان یا مال یا عورت کو ضائع ہونے کا اندیشہ ہو۔ (ردمختار ردالمختار)

چلتی گاڑی پر بھی فرض واجب سنت وفجر نہیں ہو سکتے۔ اس کو جہاز یا کشتی کے حکم میں تصور کرنا غلطی ہے کہ کشتی اگر ٹھہرائی بھی جائے جب بھی زمین پر نہ ٹھہرے گی ریل گاڑی اور لاری ایسی نہیں یہ اختیاری ہے اور وہ غیر اختیاری اور کشتی پر بھی اسی وقت نماز جائز ہے جب وہ بیچ دریا کے ہو۔ کنارہ پر ہو اور خشکی پر آ سکتی ہو تو اس پر بھی جائز نہیں، لہٰذا جب اسٹیشن پر یہ ریل گاڑی ٹھہرے اس وقت یہ نمازیں پڑھے اور اگر دیکھے کہ وقت جاتا ہے تو جس طرح بھی ممکن ہو پڑھ لے، پھر جب موقع ملے اعادہ کرے کہ جہاں من جہۃ العباد کوئی شرط یا رکن مفقود ہو۔ اس کا یہی حکم ہے۔

وضو کے بعد نفل

وضو کے بعد نفل اعضاء کو سوکھا کر پڑھیں یا تر ہی رہنے دیں؟

جواب

تحیۃ الوضو کو وضو کے بعد اعضاء خشک ہونے سے پہلے دو رکعت نماز پڑھنا مستحب ہے۔ صحیح مسلم میں ہے۔ ”نبی کریم ﷺ نے فرمایا جو شخص وضو کرے اور اچھا وضو کرے اور ظاہر و باطن کے ساتھ متوجہ ہو کر دو رکعت پڑھے اس کیلئے جنت واجب ہو جاتی ہے“۔ غسل کے بعد بھی دو رکعت نماز مستحب ہے۔ وضو کے بعد فرض نماز پڑھے تو قائم مقام تحیۃ الوضو کے ہو جائیں گے۔

* * *

نماز کے بعض اہم مسائل

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور سید عالم ﷺ نے فرمایا:

۱) **اذ ابدا حاجب الشمس فاخروا الصلاۃ حتّٰی تبرزو واذ اغاب حاجب الشمس فاخروا الصلوٰۃ حتی تغیب ۔** (مسلم شریف)

جب آفتاب کا کنارہ ظاہر ہو جائے تو نماز کو موقوف کر دو۔ یہاں تک کہ آفتاب پورا نکل آئے اور جب آفتاب کا کنارہ غروب ہو جائے تو بھی نماز پڑھو یہاں تک کہ پورا آفتاب غروب ہو جائے۔

پھر حضور اکرم ﷺ نے فرمایا:

۲) **فاذا انتصف النھار فاقصر واعن الصلوٰۃ حتی تمیل الشمس ۔** (بیہقی)

جب نصف النہار کا وقت ہو تو نماز نہ پڑھو یہاں تک کہ سورج زائل ہو جائے۔

واضح ہو کہ احناف کے نزدیک نماز فجر وعصر کے بعد نوافل ممنوع ہیں۔ لیکن عصر وفجر کے بعد قضا نماز اور نماز جنازہ پڑھ سکتے ہیں۔ یعنی طلوع فجر سے طلوع آفتاب تک کہ اس کے درمیان سوا دو رکعت سنت فجر کے کوئی نفل نماز جائز نہیں ہے۔ حتیٰ کہ فجر کی سنتیں رہ جائیں تو ان کو بھی نماز فجر کے بعد نہ پڑھے۔ بلکہ جب سورج پورا نکل آئے تو ادا کرے۔ اسی طرح نماز عصر سے آفتاب زرد ہونے تک نفل منع ہیں۔

طلوع کے وقت مطلقاً نماز ناجائز ہے

طلوع وغروب کے وقت کوئی نماز جائز نہیں ہے نہ فرض نہ واجب نہ نفل نہ ادا نہ قضا حتیٰ کہ سجدہ سہو اور سجدہ تلاوت بھی جائز نہیں ہے۔ طلوع سے مراد آفتاب کا کنارہ ظاہر ہونے سے اس تک ہے کہ اس پر نگاہ خیرہ ہونے لگے۔ جس کی مقدار کنارہ چمکنے سے ۲۰ منٹ تک ہے اور اس وقت سے کہ آفتاب پر نگاہ ٹھہرنے لگے۔ ڈوبنے تک غروب ہے۔ یہ وقت بھی ۲۰ منٹ ہے۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے دو طرح کے بیچنے دو طرح کے لباس اور دو وقتوں میں نماز پڑھنے سے منع فرمایا:

نَهٰی عَنِ الصَّلٰوۃِ بَعْدَ الْفَجْرِ حَتّٰی تَطْلُعَ الشَّمْسُ وَبَعْدَ الْعَصْرِ حَتّٰی تَغْرُبَ الشَّمْسُ۔ (بخاری)

فجر کی نماز کے بعد جب تک سورج نہ نکلے اور عصر کے بعد جب تک سورج ڈوب نہ جائے۔

فجر و عصر کی نماز کے بعد نفل پڑھنا ممنوع ہیں

نماز فجر کے بعد طلوع آفتاب تک، اسی طرح نماز عصر کے بعد سے غروب آفتاب تک نفل پڑھنا ممنوع ہیں۔ البتہ قضا نماز اگر کوئی ہو تو پڑھ سکتے ہیں۔ سیّدنا امام اعظم ابوحنیفہ، حسن بصری، سعید بن المسیب، علاء بن زیاد، حمید بن عبدالرحمٰن، امام نخعی اور ایک جماعت صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کا یہی مذہب ہے۔

۲) علامہ بطال نے فرمایا: فجر و عصر کی نماز کے بعد نوافل پڑھنے کی ممانعت پر احادیث متواتر ہیں۔

حضرت فاروق اعظم و حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہم ان لوگوں کو درے لگاتے

تھے جو فجر یا عصر کی نماز کے بعد نفل پڑھتے اور صحابہ کرام میں سے کسی نے حضرت فاروقِ اعظم یا حضرت خالد کے اس فعل پر اعتراض نہیں کیا۔

۳) وہ جو بعض احادیث میں آیا ہے کہ حضور علیہ السلام نے عصر کی نماز کے بعد دو رکعت نفل ادا فرمائے، تو یہ حضور کے خصوصیات سے تھا۔ (عینی ج ۲ ص ۵۹۰)

اگر شمار رکعت میں شک ہو تو کیا کرے

واضح ہو کہ شک کے باب میں تین حدیثیں وارد ہیں۔

اوّل یہ کہ جب شک ہو تو ازسرنو نماز پڑھے۔

دوم یہ کہ جب شک ہو تو تحری کرے۔

سوم یہ کہ جب شک ہو تو یقین پر بنا کرے۔

حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: جب تمہیں شک ہو کہ کتنی رکعت پڑھی ہیں۔ تین یا چار تو۔

فلیطرح الشك ولیبن علی الیقین۔ (مسلم)

شک کو دور اور اس چیز پر عمل کرے جو یقینی ہے۔

❀ حضرت سیّدنا امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے ان تین حدیثوں میں جمع کی صورت یہ پیدا فرمائی۔

۱) جس کو شمار رکعت میں شک ہو، مثلاً تین ہوئیں یا چار اور بلوغ کے بعد یہ پہلا واقعہ ہے تو سلام پھیر کر یا کوئی عمل منافی نماز کر کے توڑ دے اور اس نماز کو ازسرنو پڑھے، حدیث اوّل کا یہی مطلب ہے۔

۲) اگر یہ شک پہلی بار نہیں بلکہ پیشتر بھی ہو چکا ہے تو اگر گمانِ غالب کسی طرف ہو تو اس پر عمل کرے۔

ترک واجب سے سجدہ سہو لازم ہے

واجبات نماز میں سے کوئی واجب بھولے رہ جائے تو اس کی تلافی کیلئے سجدہ سہو واجب ہے۔ اس کا طریقہ یہ ہے کہ التحیات کے بعد دہنی طرف سلام پھیر کر دو سجدے کرے پھر تشہد وغیرہ پڑھ کر سلام پھیر دے۔

✿ اگر کسی نے چار رکعت پڑھ کر قعدہ آخرہ کر لیا۔ پھر پانچوں کیلئے کھڑا ہوا اور پانچوں رکعت پڑھ کر اس نے سلام پھیر دیا۔ پھر یاد آیا کہ پانچ پڑھی ہیں اور سجدہ سہو کر لیا (چھٹی رکعت اور نہیں پڑھی) فرض ادا ہو گئے۔ مگر پانچویں رکعت بوجہ ایک ہونے کے لغو ہو گئی۔ اس صورت میں یہ چاہیے کہ جب بقدر تشہد قعدہ آخیرہ کر چکا ہے اور پانچویں کیلئے کھڑا ہو گیا ہے اور پانچویں کا سجدہ کر لیا ہے تو ایک رکعت اور پڑھ لے اور سجدہ سہو کر لے تا کہ چار فرض اور دو نفل ہو جائیں اور پانچویں بوجہ ایک ہونے کے لغو نہ ہو۔

حضور علیہ السلام نے فرمایا:

اذا شلث احدکم کہ جب تم میں سے کسی کو رکعتوں کے شمار میں ہو تو تحری کرے۔

مثلاً یہ شک ہو کہ تین پڑھی ہیں یا چار تو تین پر یقین ہوا، چوتھی میں شک ہے تو تین کو اختیار کرے اور چوتھی اور پڑھ لے یا مثلاً دو پڑھی ہیں یا تین، تو دو پر تو یقین ہے لہٰذا دو اور پڑھ لے اور سجدہ سہو کر لے۔

اور اگر گمان غالب نہ ہو تو کم کی جانب اختیار کرے۔ مثلاً تین اور چار میں شک ہو تو تین قرار دے اور اگر دو اور تین میں شک ہو تو دو وعلیٰ ہٰذا القیاس تیسری اور چوتھی دونوں میں قعدہ کرے کہ تیسری رکعت کا چوتھی ہونا محتمل ہے اور چوتھی میں قعدہ کر کے سجدہ سہو کر کے سلام پھیرے۔ (حدیث سوم کا یہ مطلب ہے)

فائدہ گمان غالب کی صورت میں سجدہ سہو نہیں، مگر جبکہ سوچنے (تحری) میں بقدر

ایک رکن کے وقفہ کیا ہو تو سجدہ سہو واجب ہو گیا۔ نیز سجدہ سہو آخیر صلوٰۃ میں کیا جائے اور اس میں حکمت یہ ہے کہ اگر دورانِ نماز میں کوئی غلطی ہو جائے تو اس کی تلافی بھی ایک ہی سجدہ سے ہو جائے۔

کن صورتوں میں نماز توڑ سکتا ہے

ابنِ بطال نے فرمایا کہ اس پر تمام فقہاء کا اتفاق ہے کہ اگر کوئی شخص نماز پڑھ رہا ہے اور اس کا جانور بھاگ جائے تو اس کو نماز توڑ دینا جائز ہے دوبارہ پڑھ لے۔

۲) اسی طرح اگر کوئی مصیبت زدہ فریاد کر رہا ہو یا کسی شخص کو پکارتا ہو یا کوئی ڈوب رہا ہو، یا آگ سے جل جائے گا یا اندھا راہ گیر یا بچہ کنوئیں میں گرا چاہتا ہے۔ ان سب صورتوں میں نماز کو توڑ دینا واجب ہے۔ جبکہ ان کو بچانے پر قادر ہو۔ اسی طرح کوئی اچانک آفت آجائے مثلاً شیر، بھیڑیا، اژدھا، یا ندی چڑھ آئے، سیلاب آجائے تو نماز کو توڑ دینا جائز ہے اور جان کا بچانا فرض ہے اور ان تمام صورتوں میں نماز دوبارہ پڑھی جائے گی۔

❀ اگر بحالتِ نماز کسی کو اس کا چوپایا ایک یا دو قدم کھینچ لے یا دھکیل دے اور نمازی بھی اس کو روکنے کیلئے ایک یا دو قدم آگے پیچھے ہو جائے تو نماز فاسد نہ ہوگی لیکن اگر ایک دم بقدر تین قدم کے کھینچ لے یا دھکیل دے تو نماز فاسد ہو جائے گی۔ کیونکہ یہ عمل کثیر ہے۔

وہ حدیث جس میں نماز کسوف پڑھنے کا ذکر ہے اس میں یہ بھی ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا بحالت نماز میں نے جنت کو دیکھا اور چاہا کہ جنت کے باغ سے ایک خوشہ توڑ دوں، اسی لئے آگے بڑھا تھا اور جہنم کو دیکھا تھا اسی لئے پیچھے ہٹا تھا۔ جس سے واضح ہوا کہ بضرورت بحالت نماز کسی چیز کو اٹھانے یا توڑنے یا ایک دو قدم آگے پیچھے ہونے سے نماز فاسد نہیں ہوتی۔

فائدہ حضور علیہ السلام نے فرمایا میں نے بحالتِ نماز دوزخ کو دیکھا۔

رَاَیْتُ فِیْھَا عَمْرَوَبْنُ لُحَیٌّ وَّھُوَ الَّذِیْ سَیَّبَ السَّوَآئِبَ۔ (بخاری)

اور میں نے جہنم میں عمرو بن لحی کو دیکھا جس نے سب سے پہلے بتوں کے نام پر سانڈ چھوڑنے کی رسم نکالی تھی۔

❀ عمرو بن لحی زمانہ جاہلیت کا ایک مشرک تھا۔ جس نے بتوں کے نام پر زندہ جانور چھوڑنے کی رسم نکالی تھی۔ مشرکین بتوں کے نام پر چھوڑے گئے جانور کو معظم سمجھتے تھے۔ اس کے آنے جانے کھانے پینے پر کوئی پابندی نہ تھی۔ جہاں چاہے آئے جائے کھائے۔ اس پر بوجھ بھی لادا جاتا تھا۔ یہ وہی رسم ہے جو ہندوؤں میں آج تک موجود ہے۔

فائدہ بحالتِ نماز مکھی یا مچھر کو پکڑ کر مسل دینا جائز ہے۔ بضرورت ایک یا دو ضرب سے سانپ یا بچھو کو مار دینے سے نماز فاسد نہیں ہوتی۔

استقبال قبلہ سے عاجز ہونے کی صورتیں

نماز میں کعبہ کی طرف منہ کرنا ضروری ہے۔ (البتہ اگر عذر شرعی ہے تو پھر استقبال قبلہ معاف ہے اور اس کی حسب ذیل صورتیں ہیں۔

۱) جو شخص استقبال قبلہ سے عاجز ہو مثلاً مریض ہے کہ اتنی طاقت نہیں کہ قبلہ کی طرف رخ کرے نہ وہاں کوئی ایسا ہے جو اس کو قبلہ کی طرف متوجہ کر دے یا اس کے پاس اپنا یا امانت کا مال ہے، جس کے چوری ہو جانے کا صحیح اندیشہ ہے یا کشتی کے تختہ پر بہتا چلا جا رہا ہے اور صحیح اندیشہ ہے کہ اگر قبلہ کی طرف منہ کرے گا تو ڈوب جائے گا یا شریر جانور پر سوار ہے کہ اترنے نہیں دیتا یا اتر تو جائے گا، مگر بے مددگار سوار نہ ہونے دے گا یا یہ ایسا بوڑھا ہے کہ پھر خود سوار نہ ہو سکے گا اور ایسا کوئی جو سوار کرا دے۔ ان سب صورتوں میں جس رخ نماز پڑھ سکے پڑھ لے اور اعادہ بھی نہیں۔ ہاں اگر سواری کے روکنے پر

قادر ہو تو روک کر پڑھے اور ممکن ہو تو قبلہ کی طرف منہ کرے اور جیسے بھی ہو سکے پڑھے۔ چلتی کشتی میں نماز پڑھتے وقت بوقت تکبیر تحریمہ قبلہ کو منہ کرے اور جیسے جیسے وہ گھومتی جائے یہ بھی قبلہ کی طرف منہ پھیرتا جائے۔ اگرچہ نفل نماز ہو۔ (غنیۃ الطالبین)

اگر کوئی شخص قید میں ہے اور حکامِ جیل قبلہ کی طرف منہ نہیں کرنے دیتے تو جیسے بھی ہو سکے نماز پڑھ لے۔ مگر اس صورت میں جب موقع مل جائے، وقت میں یا بعد میں اس نماز کو دوبارہ پڑھے۔

سواری پر نفل پڑھ سکتا ہے

احادیث سے واضح ہے کہ محمل، سواری اور گاڑی پر نفل مطلقاً جائز ہے۔ جبکہ تنہا پڑھے اور نفل جماعت پڑھنا چاہے تو اس کیلئے شرط یہ ہے کہ امام و مقتدی الگ الگ سواری پر نہ ہوں۔

بیرونِ شہر سواری پر بھی نفل پڑھ سکتا ہے۔ اس صورت میں قبلہ کی طرف منہ کرنا شرط نہیں بلکہ سواری جس رخ کو جا رہی ہو ادھر ہی منہ اور اگر ادھر منہ نہ ہو تو نماز جائز نہ ہوگی اور نماز شروع کرتے وقت بھی قبلہ کی طرف منہ ہونا شرط نہیں، بلکہ سواری جدھر جا رہی ہو اسی طرف منہ ہو اور رکوع و سجود اشارے سے کرے اور سجدہ کا اشارہ بہ نسبت رکوع کے پست ہونا چاہیے۔ واضح ہو یہ حکم صرف نفل نماز کیلئے ہے۔

نماز کیلئے ستر عورت شرط ہے اور اس کے ضروری مسائل

واضح ہو کہ صحت نماز کی چھ شرطیں ہیں۔ طہارت، ستر عورت، استقبال قبلہ، وقت، نیت، تحریمہ حنفیہ، شافعیہ اور اکثر فقہاء و محدثین کے نزدیک ستر عورت ستر نماز سے ہے۔
اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

خُذُوْا زِیْنَتَکُمْ عِنْدَ کُلِّ مَسْجِدٍ۔ (بخاری)

ہر نماز کے وقت کپڑے پہنو۔

❀ زمانہ جاہلیت میں عورتیں ننگی ہو کر طواف کرتی تھیں۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔ تقریباً اس پر سب کا اتفاق ہے کہ زینت سے مراد کپڑے ہیں جن سے شرمگاہ وغیرہ ڈھکی رہے۔ اتنا باریک کپڑا جس سے بدن چمکتا ہو ستر عورت کیلئے کافی نہیں۔ اس کپڑے کو پہن کر نماز پڑھی تو نہ ہوئی۔ یونہی چادر یا دوپٹہ سے عورت کے بالوں کی سیاہی چمکے تو نماز نہ ہوگی۔ بعض لوگ باریک ساڑھیاں اور تہبند باندھ کر نماز پڑھتے ہیں کہ ران چمکتے ہیں۔ ان کی نمازیں نہیں ہوتیں اور ایسا باریک کپڑا پہننا جس سے ستر نہ چھپ سکے۔ علاوہ نماز کے بھی حرام ہے۔

۱) نماز میں ستر کیلئے پاک کپڑے کا ہونا ضروری ہے۔ یعنی اتنا نجس نہ ہو جس سے نماز نہ ہو سکے اور کپڑا اتنا دبیز ہونا چاہیے جس سے بدن نظر نہ آئے۔

۲) مرد کیلئے ناف کے نیچے سے گھٹنوں کے نیچے تک ستر ہے۔ یعنی اس کا چھپانا فرض ہے۔ ناف اس میں داخل نہیں، گھٹنے داخل ہیں۔ اور آزاد عورت کیلئے سارا بدن عورت ہے، سوائے منہ کی ٹکلی اور ہتھیلیوں اور پاؤں کے تلوؤں کے۔ سر کے لٹکتے ہوئے بال اور گردن اور کلائیاں بھی ستر عورت ہیں۔ ان کا چھپانا بھی ضروری ہے۔

۳) جن اعضاء کا ستر فرض ہے ان میں سے کوئی عضو چوتھائی سے کم کھل گیا۔ نماز ہوگئی اور اگر چوتھائی عضو کھل گیا اور فوراً چھپالیا۔ جب بھی نماز ہوگئی اور بقدر ایک رکن یعنی تین مرتبہ سبحان اللہ کہنے کے کھلا رہا یا بالقصد کھولا۔ اگرچہ فوراً چھپالیا۔ نماز جاتی رہی۔ دوبارہ پڑھے۔

عورتوں کیلئے نماز میں سارے بدن کو چھپانا فرض ہے

سوائے منہ کی ٹکلی اور ہتھیلیوں اور پاؤں کے سر کے لٹکے ہوئے بال اور گردن اور کلائیاں بھی ستر عورت ہیں۔ ان کا چھپانا بھی فرض ہے اور کپڑا ایسا ہونا چاہیے جس

سے بدن کی رنگت نظر نہ آئے۔ اتنا باریک کپڑا جس سے بدن چمکے یا ایسا باریک دوپٹہ جس سے بالوں کی سیاہی چمکے عورت نے اوڑھ کر نماز پڑھی' نہ ہوگی۔ ہاں اگر اس باریک کپڑے پر کوئی ایسا کپڑا پہن لے جس سے بال وغیرہ کا رنگ چھپ جائے تو نماز ہو جائے ورنہ نہیں۔ بعض آثار اور اقوال فقہا میں تصریح ہے کہ عورتیں تین کپڑوں یا دو کپڑوں (قمیض پائجامہ' اوڑھنی) میں نماز پڑھیں۔ مگر یہ حکم استحبابی ہے اور ایک کپڑے میں نماز پڑھنا جبکہ اس سے پورا ستر ہو جائے کافی ہے۔

نماز فجر اُجالے میں پڑھنا مستحب ہے

سیدنا امام مالک وامام شافعی واحمد واسحاق رحمہم اللہ نے فرمایا۔ نماز فجر (غلس) اندھیرے میں پڑھنا افضل ہے۔ لیکن یہ استدلال متعدد وجوہ سے درست نہیں۔

اوّل کوئی مرفوع قولی حدیث ایسی نہیں ہے جس میں حضور علیہ السلام نے فجر اندھیرے (غلس) میں پڑھنے کا حکم دیا ہو۔ اس کے برعکس کثیر مرفوع متصل صحیح حدیثوں میں حضور علیہ السلام نے فجر کی نماز (اسفار) اجالے میں پڑھنے کا حکم دیا۔ اور اسی کو باعث اجر کثیر قرار دیا۔

اس سلسلہ میں چند حدیثیں یہ ہیں۔

۱) **لاتزال امتی علی الفطرۃ ما اسفروا بالفجر**۔ (طبرانی عن ابوہریرہ)

میری امت اس وقت تک فطرۃ پر رہے گی۔ جب تک فجر کی نماز اجالے میں پڑھے گی۔

۲) **اصبحوا الصلاۃ الصبح فانہ' اعظم لاجر**۔ (نسائی ابن ماجہ)

فجر کی نماز روشن وقت میں پڑھو۔ کیونکہ اس میں ثواب زیادہ ہے۔

اس مضمون کی حدیث کو ابوداؤد نے رافع بن خدیج سے روایت کیا۔ ترمذی نے کہا یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ نیز ابن حبان' طبرانی' نسائی اور ابن ماجہ نے بھی روایت کیا۔

۳) **اَسفِرُوا بصلاة الصبح فانه اعظم لاجر ۔** (بزار)

حضور علیہ السلام نے فرمایا فجر اسفار میں پڑھو۔ اس میں زیادہ ثواب ہے۔

۴) **یا بلال نَوِّرْ بصلاة الصبح حتی یبصر القوم مواقع نبلهم۔**

(ابوداؤد طیالسی طبرانی)

حضور علیہ السلام نے فرمایا اے بلال! نماز فجر اتنے اجالے میں ادا کرو کہ لوگ تیر گرنے کی جگہ کو دیکھ لیں۔

ان مضامین کی احادیث کو حسب ذیل صحابہ کرام نے روایت کیا ہے۔

حضرت بلال (بزار) حضرت انس (بزار) قتادہ بن نعمان (بزار) ابن مسعود (طبرانی) ابوہریرہ (ابن حبان) ابوہریرہ وابن عباس (طبرانی) ابودردا (ابواسحاق) رضی اللہ عنہم **حواء انصاریہ و کانت من المبایعات۔** (عینی ج ۲ ص ۲۵۲ تا ۲۵۶)

یہ تمام قولی حدیثیں ہیں جن میں حضور علیہ السلام نے نماز فجر اجالے میں پڑھنے کا حکم دیا اور جب قولی وفعلی حدیث میں تعارض ہو تو قولی کو ترجیح دی جاتی ہے۔

دوم عامہ صحابہ کرام نماز فجر اجالے میں پڑھتے تھے۔

۱) حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم کو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے نماز پڑھائی اور اس میں سورۃ آلِ عمران پڑھی۔ **فقالوا کادت الشمس تطلع** ۔ تو لوگوں نے کہا سورج نکلنے کے قریب ہے۔

۲) حضرت عبدالرحمٰن بن یزید رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ہم عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے ساتھ نماز پڑھتے **فکان یسفر بصلوٰۃ الصبح** تو آپ نماز فجر اجالے میں ادا کرتے تھے۔ (طحاوی شریف)

۳) ابوعثمان نہدی سے روایت ہے کہ ہم نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے پیچھے نماز پڑھی تو جب آپ نے سلام پھیرا تو عقل والے لوگوں نے خیال کیا کہ

إنَّ الشمس طلعت۔

سورج نکلا ہی چاہتا ہے۔ (بیہقی)

۴) علی ابن ربیعہ کہتے ہیں۔ میں نے علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو کہتے ہوئے سنا۔

یاقنبر اسفر اسفر۔ (طحاوی)

اے قنبر اُجالا کرو۔ اُجالا کرو۔ (یعنی نمازِ فجر اُجالے میں پڑھی جائے)

❀ ان آثار سے واضح ہوتا ہے کہ عامہ صحابہ کرام نماز فجر اجالے میں ادا کرتے تھے۔ ظاہر ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے خلاف متفق نہیں ہو سکتے۔ صحابہ رضی اللہ عنہم کا یہ عمل اس امر کی وضاحت کرتا ہے کہ افضل یہی ہے کہ نماز فجر اجالے میں پڑھی جائے اور غلس اندھیرے میں پڑھنا گو جائز ہے مگر افضل نہیں۔ بلکہ امام طحاوی علیہ الرحمہ نے ان آثار پر بحث کرتے ہوئے یہ نتیجہ نکالا ہے کہ جن احادیث میں نماز فجر اندھیرے میں نماز فجر اندھیرے میں ادا کرنے کا ذکر ہے وہ قولی حدیثوں سے منسوخ ہیں۔ یہ ہی وجہ ہے کہ صحابہ کرام کو اجالے میں پڑھنے پر اتفاق ہے۔

❀ امام طحاوی نے ابراہیم نخعی سے باسناد صحیح روایت کیا۔

قال ما اجتمع اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علی شیئ کاجتماعھم علی لتنویر فی الفجر۔

کہ حضور اکرم ﷺ کے صحابہ کسی مسئلہ پر ایسے متفق نہ ہوئے جیسے نماز فجر کو اجالے میں پڑھنے پر متفق ہوئے ہیں۔

غرضیکہ صحابہ کرام کا اتفاق بھی اس امر پر دال ہے کہ نمازِ فجر کو اجالے میں پڑھنا افضل ہے۔

❀ واضح ہو کہ فجر کی نماز اندھیرے یا اجالے میں پڑھنے کے متعلق جو اختلاف ہے وہ جواز و عدم جواز کا نہیں۔ یعنی اگر کسی نے نماز فجر (غلس) اندھیرے میں ادا کی تو

یہ نہیں کہہ سکتے کہ نماز نہ ہوئی۔ کیونکہ غلس میں پڑھنا بھی وقت ہی میں پڑھنا ہے۔ اختلاف محض بات میں ہے کہ نماز فجر کا جو وقت ہے اس کے بالکل اوّلین وقت (غلس) میں نماز ادا کرنا افضل ہے یا اسفار میں۔

تو احادیث و آثار کے غائر مطالعہ کے بعد نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ فجر کے وقت کے اولیں لمحہ میں نماز پڑھنا گو جائز ہے مگر افضل یہ ہے کہ اسفار میں پڑھے۔ جیسا کہ احادیث قولیہ سے ثابت ہے۔

اور اسفار کا مطلب یہ ہے کہ اجالا ہو، زمین روشن ہو جائے تو نماز شروع کرے۔ مگر ایسا وقت ہونا مستحب ہے کہ چالیس سے ساٹھ آیت تک ترتیل کے ساتھ پڑھ سکے پھر سلام پھیرے تو اتنا وقت باقی رہے کہ اگر نماز میں فساد ظاہر ہو تو طہارت کر کے ترتیل کے ساتھ چالیس سے ساٹھ آیت تک دوبارہ پڑھ سکے اور اتنی تاخیر مکروہ ہے کہ طلوع آفتاب کا شک ہو جائے۔ حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کا یہی مسلک ہے۔

سنت مؤکدہ کے احکام اور تعداد

واضح ہو کہ سنتیں بعض مؤکدہ ہیں کہ شریعت میں اس پر تاکید آئی۔ اس کو بلا عذر ایک بار بھی ترک کرنا مستحق ملامت ہے اور ترک کی عادت بنالے تو فاسق ہے۔ سنت مؤکدہ کو سنن الہدیٰ بھی کہتے ہیں۔

❀ دوسری قسم غیر مؤکدہ ہے جس کو سنن الزوائد بھی کہتے ہیں۔ کبھی اس کو مستحب و مندوب بھی کہتے ہیں۔ ان کا حکم یہ ہے کہ پڑھو تو ثواب ہے نہ پڑھو تو حرج نہیں۔ نیز (نفل) کا لفظ عام ہے۔ سنت پر بھی نفل کا اطلاق آیا ہے اور اس کے غیر کو بھی نفل کہتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ فقہاء کرام باب النوافل میں سنن کا بھی ذکر کر دیتے ہیں۔

۲) سنت مؤکدہ یہ ہیں۔ دو رکعت نماز فجر سے قبل، چار ظہر سے پہلے، دو بعد، دو مغرب کے بعد، دو عشاء کے بعد، اور چار جمعہ سے پہلے۔

ابوداؤد و نسائی و مسلم و ترمذی کی حدیثوں میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے۔

۱) **کان لایدع اربعا قبل الظھر۔**

حضور ﷺ ظہر سے قبل کی چار سنتیں نہیں چھوڑتے تھے۔

۲) **کان یصلی فی بیتی قبل الظھر اربعا۔**

حضور ﷺ ظہر سے پہلے چار سنت میرے گھر میں ادا فرماتے تھے۔

۳) اور حدیث میں روایت عاصم بن حمزہ بن علی رضی اللہ عنہ میں ہے

كَانَ النَّبِيّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم يَصلی قبل الظھر اربعا وبَعْدَهَا رَكْعَتَيْن۔

کہ حضور اکرم ﷺ ظہر سے پہلے چار رکعت اور ظہر کے بعد دو رکعت سنت پڑھا کرتے تھے۔

❀ امام ترمذی نے فرمایا حدیث علی حسن صحیح ہے اور اکثر اہل علم کا اصحاب رسول سے اسی پر عمل ہے اور بعد کے لوگوں نے بھی اسی کو اختیار کیا کہ ظہر سے قبل چار اور بعد دو رکعت سنت پڑھی جائیں۔ (عینی ج ا ص ۶۵۹)

۴) جمعہ کے بعد حضور اکرم ﷺ سے دو رکعت اور چار رکعت پڑھنا مروی ہے۔ اس لئے بہتر یہی ہے کہ جمعہ کے بعد چار رکعت پڑھے پھر دو۔

❀ حضرت ابوہریرہ سے مروی ہے کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا جو تم میں سے جمعہ کے بعد نفل پڑھنا ہے تو فَلْيُصَلِّ اربعا تو چار رکعت پڑھے۔

❀ امام ترمذی نے فرمایا بعض اہل علم کا اسی پر عمل ہے۔ بہرحال افضل یہ ہے کہ جمعہ کے بعد چار رکعت پھر دو رکعت سنت پڑھ لی جائیں۔

نمازی کے آگے سے گزرنا سخت گناہ ہے

واضح ہو کہ نمازی کے آگے سے گزرنا سخت گناہ ہے۔ اس سلسلہ کی دو حدیثیں یہ ہیں۔

۱) حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ اگر کوئی نمازی کے آگے سے گزرنے کے گناہ کو جانتا تو سو برس کھڑے رہنے کو ایک قدم چلنے سے بہتر جانتا۔ (ابن ماجہ)

۲) کعب احبار نے فرمایا کہ نمازی کے سامنے سے گزرنے والا اگر جانتا ہے کہ اس پر کیا گناہ ہے تو پر دھنس جانے کو گزرنے سے بہتر جانتا۔ میدان اور بڑی مسجد (جیسے شاہی مسجد لاہور، میمن مسجد کراچی، مسجد وزیر خاں) میں نمازی کے قدم سے موضع سجود تک گزرنا ناجائز ہے۔ موضوع سجود سے مراد یہ ہے کہ قیام کی حالت میں سجدہ کی جگہ کی طرف نظر کرے تو جتنی دور تک نگاہ پھیلے وہ موضع سجود ہے۔ اس کے درمیان سے گزرنا جائز ہے اور مکان اور چھوٹی مسجد میں قدم سے دیوار تک کہیں سے گزرنا جائز نہیں۔ اگر نمازی سترہ قائم کر کے نماز پڑھ رہا ہے تو سترہ کے بعد سے گزرنے میں حرج نہیں۔

❀ نمازی کے سامنے سترہ نہیں اور کوئی شخص گزرنا چاہتا ہے یا سترہ ہے مگر وہ شخص نمازی اور سترہ کے درمیان سے گزرنا چاہے تو نمازی کو رخصت ہے کہ اسے گزرنے سے روکے اور گزرنے سے روکنے کے طریقے احناف کے نزدیک حسب ذیل ہیں۔

۱) اگر نماز جہری ہے تو زیادہ بلند آواز سے قرأت کر کے روکے اور اگر نماز سری ہے تو ہاتھ یا آنکھ کے اشارے سے منع کرے۔ یا سبحان اللہ کہہ کر منع کرے۔

❀ اور حدیث میں قاتلہ کا لفظ بھی آیا ہے، جو نمازی کے آگے سے گزرے اس سے لڑو۔ لیکن احناف کے نزدیک یہ فعل قلبی پر محمول ہے۔ حسی پر نہیں۔

قاتلہ کا مطلب یہ ہے کہ اشارہ یا تسبیح وغیرہ سے بھی کوئی گزرنے سے باز نہ آئے تو نمازی اپنے دل میں اس سے گزرنے کو سخت و شدید طور پر برا سمجھے یہ مطلب

نہیں ہے کہ اس سے ہاتھا پائی شروع یا اس کے کپڑے وغیرہ گھسیٹتے۔

❀ نیز حضور علیہ السلام نے فرمایا۔ نمازی کے آگے سے گزرنے والا شیطان ہے یہ اس اعتبار سے کہ گزرنے والے نے شیطان کا سا کام کیا۔ کیونکہ شیطان کا کام ہی یہ ہے کہ نمازی کی نماز میں خلل ڈالے۔

نماز میں صفوں کو سیدھا رکھنا واجب ہے

نماز میں صفوں کو سیدھا رکھنا اور خوب مل کر کھڑا ہونا ضروری ہے۔ اس سلسلہ کی چند حدیثوں کے خلاصے یہ ہیں۔

۱) حضور علیہ السلام نے فرمایا صفوں کو برابر رکھنا تمام نماز سے ہے۔

۲) جو صف کو ملائے گا اللہ اس کو ملائے گا اور جو صف کو قطع کرے گا اللہ اسے قطع کرے گا۔ (رواہ الحاکم علی شرط مسلم)

۳) اگلی صفیں پوری کرو اور مل کر کھڑے ہو۔ ملائکہ بھی اپنے رب کے حضور اسی طرح صف باندھتے ہیں۔ (مسلم وابوداؤد)

۴) اللہ تعالیٰ اور فرشتے ان لوگوں پر درود بھیجتے جو صفوں کو ملاتے ہیں۔ (حاکم علی شرط مسلم)

۵) جو صفوں کو ملائے اللہ اس کا درجہ بلند کرے گا اور جنت میں اس کیلئے گھر بنائے گا۔ (طبرانی وابن ماجہ)

۶) بوقت اقامت حضور اکرم ﷺ صف کے ایک کنارے سے دوسرے کنارے تک جاتے اور مقتدیوں کے مونڈھے یا سینے پر ہاتھ پھیرتے اور فرماتے مختلف کھڑے نہ ہو کہ تمہارے دل مختلف ہو جائیں گے۔

۷) صفوں کو برابر کرو اور مونڈھوں کو مقابل کرو (طبرانی واحمد) معلوم ہوا کہ صفوں کو سیدھا کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ مونڈھے دوسرے شخص کے مونڈھے کے برابر ہوں۔

۸) کشادگیوں کو بند کرو کہ شیطان بھیڑ کے بچے کی طرح تمہارے درمیان داخل ہو جاتا ہے۔

۹) حضور ﷺ صحابہ کی صفیں تیر کی طرح سیدھی کرتے تھے۔ (بخاری)

حضور ﷺ نے فرمایا:

اَقِیْمُوْا صُفُوْفَکُمْ وَتَرَاصُوْا فَاِنِّیْ اَرَاکُمْ مِنْ وَّرَاءِ ظَهْرِیْ۔ (بخاری)

فرمایا صفوں کو برابر رکھو اور مل کر کھڑے ہو میں تم کو اپنی پیٹھ پیچھے سے دیکھتا ہوں۔

تَرَاصُوا کے معنی تضامُوا و رتلا صفوا کے ہیں۔ یعنی بعض کا بعض سے مل جانا۔ اس طرح کہ درمیان میں خلا نہ رہے۔ بنیان مرصوص کے بھی یہی معنی ہیں۔

لوگوں کی گردنیں پھاند کر اگلی صف میں جگہ بنانا ممنوع ہے

آداب مجلس میں سے یہ بھی ہے کہ جہاں جگہ مل جائے بیٹھ جائے۔ کوند پھاند کر لوگوں پر سے پھلانگ کر اگلی صف میں جا کر بیٹھنا یا جو پہلے سے بیٹھا ہوا ہے اس کو اٹھا کر اس کی جگہ خود بیٹھ جانا ممنوع ہے۔ بلکہ سنن و مسانید میں اس فعل کی ممانعت پر وعیدیں بھی آئی ہیں۔ اسی لئے بعض علماء نے اس فعل کو گناہ کبیرہ میں شمار کیا اور یہ حکم صرف جمعہ و عیدین کے ساتھ خاص نہیں ہے۔ دیگر اجتماعات کیلئے بھی یہ ہی حکم ہے۔ مسند امام احمد کی حدیث میں ہے کہ جو شخص جمعہ کے دن امام کے آجانے کے بعد لوگوں کی گردنیں پھاند کر آگے آجاتا ہے اور دو مل کر بیٹھے ہوؤں میں جدائی ڈالتا ہے وہ دوزخ میں اپنی آنتیں گھسیٹے گا۔ ابن ماجہ کی حدیث میں ہے کہ اس فعل کا مرتکب شخص جہنم کا پل بنے گا۔ ابن ماجہ میں ہے کہ ایک شخص نے دوران خطبہ لوگوں کی گردنیں پھاند کر آگے بڑھنا چاہا تو حضور علیہ السلام نے فرمایا:

اجلس فقد اذیت۔

اپنی جگہ پر بیٹھ جا تو نے ایذا دی۔

اجتماعات میں لازم ہے کہ جہاں جگہ مل جائے وہیں بیٹھ جائے۔ لوگوں کو تنگ کر کے آگے نہ بڑھے۔ یہ ہی حکم قاضی وحاکم کیلئے ہے۔ الا یہ کہ کسی ضرورت سے ایسا کرنا پڑے یا خطیب وامام ہو کہ اس کو مصلی پر پہنچنا ہے یا کوئی ایسی شخصیت ہو کہ لوگ خود ہی اس کو اگلی صفت میں بٹھانا چاہیں تو حرج نہیں۔

فرض نماز کی تکبیر ہو جائے تو کسی نفل کا پڑھنا جائز نہیں

حضور سید عالم نور مجسم ﷺ نے ایک شخص دیکھا کہ نماز کی تکبیر ہو جانے کے بعد دو رکعت پڑھ رہا ہے۔ جب حضور ﷺ نے سلام پھیرا تو لوگوں نے اس شخص کو گھیر لیا اور حضور ﷺ نے فرمایا کیا صبح کی چار رکعتیں ہیں۔ (بخاری)

اس حدیث سے واضح ہوا کہ جماعت قائم ہو جانے کے بعد نفل کا شروع کرنا جائز نہیں اور اس پر تمام علماء کا اتفاق ہے۔ البتہ سنت فجر کے متعلق اختلاف ہے۔

❀ حضرت ابو ہریرہ وابن سیرین وابراہیم وعطا وامام شافعیؒ احمد واسحاق وابو ثور کا مسلک یہ ہے کہ اگر کوئی شخص نماز فجر کیلئے مسجد میں آیا اور جماعت کھڑی ہوگئی تو اب اس کو سنت فجر پڑھنا مکروہ ہے اور دلیل ان حضرات حدیث زیر بحث ہے۔ لیکن امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اور اوزاعی نے فرمایا کہ مذکورہ بالا صورت میں سنت فجر خارج مسجد ادا کرے جبکہ اسے یقین ہو کہ دوسری رکعت امام کے ساتھ پا لے گا۔ امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کا مذہب صرف اسی قدر ہے۔ **کما فی الجامع الصغیر والبدائع۔**

❀ اور صاحب ہدایہ نے لکھا ہے کہ مذکورہ بالا صورت میں مسجد کے دروازہ پر سنت فجر پڑھے۔ تاکہ سنت اور جماعت دونوں کی فضیلت حاصل ہو جائے۔ ذخیرہ محیط میں ہے کہ سنت یہ ہے کہ سنت فجر گھر میں پڑھے اور اگر گھر میں نہیں پڑھی اور امام مسجد نماز فجر پڑھا رہا ہے تو مسجد کے دروازہ پر اگر کوئی جگہ قابل نماز ہو تو وہاں پڑھے۔

❀ یہ بھی ممکن نہ ہو تو مسجد کے اندر کے حصہ میں جماعت ہو تو باہر کے حصہ میں،

اور اگر باہر کے حصہ میں ہو تو اندر پڑھے۔ اور اگر اس مسجد میں باہر اندر درجے نہ ہوں تو ستون یا پیڑ کی آڑ میں پڑھے۔ تاکہ اس میں اور صف میں حائل ہو جائے۔

✿ چنانچہ علامہ طحاوی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ حدیث زیر بحث کا مطلب یہ ہے کہ سنت فجر اور نماز فجر ایک جگہ نہ پڑھی جائے۔ بلکہ دونوں میں فصل کیا جائے اور اس کی تائید اس روایت سے ہوتی ہے کہ ابن بحینہ کو حضور علیہ السلام نے دیکھا کہ سنت فجر پڑھ رہے ہیں۔ اس پر آپ نے فرمایا:

لا تجعلوا هذه الصلوٰة لصلوٰة الظهر واجعلوا بينهما فصلًا۔ اس سے واضح ہوا۔ سبب کراہت یہی ہے کہ نفل و فرض دونوں ایک مقام پر پڑھے جائیں اور اس کا مقتضی یہ ہے کہ خارج مسجد کے کسی گوشہ میں پڑھنا مکروہ نہ ہو۔ چنانچہ حسب ذیل آثار سے امام طحاوی رحمۃ اللہ علیہ کی تائید ہوتی ہے۔

۱) حضرت ابوہریرہ سے روایت ہے کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا جب اقامت ہو جائے تو کوئی نماز جائز نہیں۔ **اِلّا رکعتی الفجر**۔ مگر فجر کی دو سنتیں۔ مگر امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے اگرچہ خط کشیدہ استثنا کو بے اصل قرار دیا ہے اور اس کے راوی حجاج و عباد کو ضعیف کہا ہے۔ مگر علامہ عینی فرماتے ہیں کہ یعقوب بن شیبہ نے کہا کہ میں نے ابن معین سے حجاج بن نصیر فساطیطی بصری کے متعلق پوچھا تو انہوں نے کہا وہ صدوق ہے اور ابن حبان نے بھی ان کو ثقہ قرار دیا ہے اور عباد بن کثیر صالحین سے ہیں۔ (عینی ج ۲ ص ۱۷۱)

۲) ابوبکر بن ابی شیبہ اپنے مصنف میں شعبی اور مسروق سے مروی ہیں کہ وہ مسجد میں ہوئے اور لوگ فجر کی نماز پڑھ رہے تھے۔ حضرت مسروق نے فجر کی سنتیں نہیں پڑھی تھیں۔ **فصلاهما فِی ناحِية المسجد ثم دخل مع القوم فی صلاتهم** تو انہوں نے مسجد کے ایک کونہ میں سنت فجر پڑھیں اور پھر نماز میں شامل ہو گئے۔

۳) حضرت سعید ابن جبیر مسجد میں آئے اور امام نماز فجر میں مشغول تھا۔ آپ نے

سنت فجر مسجد کے دروازہ پر پڑھیں۔ فصلی الرکعتین قبل ان یلج المسجد عند باب المسجد۔

۴) ابی عثمان الہندی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں ایک شخص مسجد میں آیا اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ نماز پڑھا رہے تھے۔ اس نے مسجد کے دروازہ پر دو رکعت سنت فجر پڑھیں پھر جماعت میں شامل ہوا۔

۵) مجاہد کہتے ہیں کہ جب تو مسجد میں داخل ہو اور نماز فجر ہو رہی ہو اور تو نے سنت فجر نہ پڑھی ہوں فارکعھما وان ظنت ان الرکعۃ الاولیٰ تفوتک تو سنت فجر پڑھ لے اگرچہ تجھے فجر کی پہلی رکعت فوت ہو جانے کا اندیشہ ہو۔

۶) دبرہ کہتے ہیں میں نے ابن عمر کو اسی طرح کرتے دیکھا اور ابوداؤد کہتے ہیں کہ میں بھی ایسے ہی کرتا ہوں۔ ان تمام روایتوں کو زبیدی نے اتحاف میں ذکر کیا ہے۔

۷) حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ مسجد میں آئے اور نماز فجر کی اقامت ہو چکی تھی۔ آپ نے ستون کی آڑ میں دو رکعت سنت فجر پڑھی اور اس وقت حضرت حذیفہ وابی موسیٰ بھی موجود تھے۔

۸) ابن بطال نے کہا اسی طرح حضرت عمر بن الخطاب وابی الدرداء وابن عباس رضی اللہ عنہم سے بھی مروی ہے۔

۹) حضرت ابن عمر کے متعلق ہے کہ وہ مسجد میں آئے امام فجر کی نماز پڑھا رہا تھا تو وہ حضرت حفصہ کے گھر میں داخل ہو گئے اور وہاں دو رکعت سنت فجر پڑھیں پھر امام کے ساتھ نماز میں شامل ہو گئے۔ (عینی ج۲ ص۷۱۱)

❀ نیز صحیح ابن خزیمہ کی حدیث عن انس خرج النبی صلی اللہ علیہ وسلم حِیْنَ اقیمت الصلوٰۃ فرای ناساً یصلون رکعتین بالعجلۃ فقال اصلاتانَ معاً؟ فنہی ان تصلیا فی المسجد اذا اقیمت الصلوٰۃ۔ اس میں

تصریح ہے کہ نہی مقتصر علی المسجد ہے اور سنت فجر کی تخصیص کو مزید قوت ان احادیث سے بھی ہو جاتی ہے۔ جس میں حضور ﷺ نے سنت فجر کے پڑھنے کی تاکید فرمائی اور یہاں تک فرمایا کہ اگر تمہیں گھوڑوں کے پاؤں تلے روندے جانے کا خطرہ بھی ہو تو بھی سنت فجر کو نہ چھوڑو۔

سنت فجر کی اہمیت اور اس کے بعض ضروری مسائل

متعدد حدیثوں سے سنت فجر کی اہمیت کا اظہار ہوتا ہے۔

حضور علیہ السلام نے فرمایا:

۱) رکعتا الفجر خیر من الدنیا وما فیہا۔ (مسلم)

فجر کی سنتیں دنیا اور آخرت کی تمام چیزوں سے بہتر ہیں۔

۲) لھما اَحَبُّ مِنَ الدُّنیا جمعیاً۔ (مسلم)

یہ دونوں رکعتیں ساری دنیا سے زیادہ محبوب ہیں۔

۳) لَا تَدَعُوْا رَکعی اَلفجر وَلَو طَرَّدَتکُمُ الْخَیل۔ (ابوداؤد)

فجر کی سنتیں نہ چھوڑو۔ اگر چہ گھوڑے سوار تم کو پامال کر دیں۔

۴) آیت قرآنی وَمِنَ اللَّیلِ فَسَبِّحہ وَاَدبار النجوم کی تفسیر میں ابن عباس سے مرفوعاً مروی ہے۔

قال الرکعتان قبل الفجر۔ (ترمذی)

یعنی آیت میں سنت فجر مراد ہیں۔

۵) حضرت بلال رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ میں صبح کی نماز کیلئے حضور علیہ السلام کو بلانے گیا اور عرض کی۔

اصبحت جدا۔ حضور آج بہت دیر ہو گئی ہے' تشریف لائیے' آپ نے فرمایا:

لو اصبحت اکثر مما اصبحت لرکعتھما۔ (ابوداؤد عینی ج ۳ ص ۶۴۲)

اگر اس سے بھی زیادہ دیر ہو جاتی تو میں سنتیں پڑھے بغیر نہ آتا۔

۱) ان حدیثوں سے سنتیں فجر کی اشرفیت و اہمیت واضح ہوتی ہے۔ انہیں احادیث سے حنفیہ نے یہ استدلال کیا کہ اگر کوئی ایسے وقت میں پہنچے کہ نماز فجر کیلئے امام کھڑا ہو گیا ہو اور یہ خیال ہو کہ سنت فجر پڑھنے کے بعد جماعت مل جائے گی۔ اگرچہ قعدہ ہی میں شامل ہو سکے گا تو سنت فجر پڑھ لے اور اگر فرض کی جماعت فوت ہو جانے کا خطرہ ہو تو نہ پڑھے اور جماعت میں شامل ہو جائے۔

۲) واضح رہے کہ جب جماعت کھڑی ہو جائے تو کسی نفل کا پڑھنا جائز نہیں' البتہ سنت فجر پڑھ سکتا ہے۔ کیونکہ سنت فجر تمام سنتوں سے قوی تر ہے۔ حتیٰ کہ بعض اس کو واجب کہتے ہیں اور امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی طرف وجوب کی نسبت غلط ہے۔ (کما صرح به صاحب التوضیح) اور سنت فجر کی مشروعیت کا اگر کوئی انکار کرے تو اگر شبہۃً یا براہِ جہل ہو تو خوف کفر ہے اور اگر دانستہ بلا شبہ انکار کرے تو اس کی تکفیر کی جائے گی۔ لہٰذا فجر کی سنتیں بلا عذر نہ بیٹھ کر ہو سکتی ہیں نہ سواری پر اور نہ چلتی گاڑی پر۔ ان کا حکم ان باتوں میں بالکل مثل وتر ہے۔ (ردالمحتار و عینی)

۳) سنن مؤکدہ میں سب سے زیادہ قوی تر سنت' سنت فجر ہے۔ اس کے بعد مغرب کی دو سنتیں' پھر ظہر کے بعد کی دو' پھر عشاء کے بعد کی دو' پھر ظہر سے پہلے چار سنتیں کا مرتبہ ہے۔ کیونکہ حدیث میں خاص ان کے بارے میں فرمایا جو انہیں ترک کرے گا اس کو میری شفاعت نہ پہنچے گی۔ (ردالمحتار وغیرہ)

۴) اگر فرض پڑھ لئے اور سنتِ فجر قضا ہو گئیں تو اب سنتوں کی قضا نہیں۔ البتہ امام محمد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ طلوع آفتاب کے بعد پڑھ لے تو بہتر ہے۔ (غنیۃ)

۵) واضح ہو کہ سنت فجر جب قضا ہو جائیں تو ان کو طلوع آفتاب سے پہلے پڑھنا بالاتفاق ممنوع ہے آج کل اکثر عوام بعد فرض فوراً پڑھ لیتے ہیں۔ یہ ناجائز ہے پڑھنا

ہو تو آفتاب بلند ہونے کے بعد زوال سے پہلے پڑھیں۔

٦) فجر کی نماز قضا ہو گئی اور زوال سے پہلے پڑھ لی تو سنتیں بھی پڑھے۔ ورنہ نہیں علاوہ سنت فجر کے اور سنتیں قضا ہو گئیں تو ان کی قضا نہیں ہے۔ (ردالمختار)

قنوت فی الفجر منسوخ ہے

متعدد حدیثوں سے واضح ہوتا ہے کہ حضور علیہ السلام نے نمازوں میں قنوت نازلہ پڑھی ضرور ہے مگر پھر اس کو ترک فرما دیا۔ لہٰذا جب ترک فرما دیا پھر قنوت پڑھنے کا جواز کہاں رہا۔

نماز فجر میں ہمیشہ قنوت پڑھنے کے متعلق حدیث انس سے بھی استدلال کیا جاتا ہے جس کو امام عبدالرزاق نے اپنے مصنف ابو جعفر رازی سے روایت کیا کہ حضور علیہ السلام نے نماز فجر میں ہمیشہ قنوت پڑھی ہے۔ حتیٰ فارق الدنیا۔ حتیٰ کہ آپ دنیا سے تشریف لے گئے معلوم ہوا کہ قنوت منسوخ نہیں ہوئی بلکہ اس پر تو حضور علیہ السلام نے اپنی حیاتِ اقدس کے آخری لمحات عمل کیا۔ لیکن اس کے متعدد معقول جواب ہیں۔ اولاً یہ کہ حضرت انس ہی فرماتے ہیں کہ حضور علیہ السلام نے قنوت نازلہ صرف ایک ماہ تک پڑھی پھر اس کو ترک فرما دیا۔ معلوم ہوا کہ مصنف کی حدیث یقنت فی الفجر حتی فارق الدنیا کے جو الفاظ ہیں ان میں قنوت سے قنوت نازلہ مراد نہیں ہے۔ بلکہ طول قیام و قرأت مراد ہے اور یہ ظاہر ہے کہ قنوت کا اطلاق متعدد معانی[1] پر آتا ہے اگر یہ مراد نہ ہو تو پھر دونوں حدیثوں میں تعارض ہوگا۔ ثانیاً مصنف کی حدیث کے ایک راوی ابا جعفر رازی ہیں جن کا نام عیسیٰ بن ہامان ہے ان کے متعلق ابن المدینیؒ ابن حبانؒ یحییٰؒ امام

---

[1] واضح ہو کہ قنوت کا اطلاق متعدد معانی پر آتا ہے۔ اطلاعت۔ قیام۔ خشوع و خضوع۔ سکوت۔ جیسے ان آیات میں یا مریم اقنتی۔ قوم الله قانتین۔ کل له قانتون۔ من یقنت منکن۔ ان ابراھیم کان امة قانتا لله حنیفا۔ ام من ھو قانت اناء اللیل۔ اور حدیث میں آیا۔ افضل الصلاة طول القنوت۔

احمد، ابوذرعہ نے بہت کچھ کلام کیا ہے اور ابن جوزی نے کہا۔ **ھذا حدیث لایصح** لہٰذا قابلِ استدلال نہیں ہے۔

علامہ کرمانی نے فرمایا کہ حضور علیہ السلام کبھی صبح کی نماز میں اور کبھی مغرب کی نماز میں قنوت پڑھتے تھے۔ **حتی نزل لیس لك من الاشئی فترك فی الصبح۔** حتیٰ کہ آیت لَیْسَ لَكَ نازل ہوئی۔ تو آپ نے باقی نمازوں میں تو قنوت کو ترک کر دیا، مگر نماز فجر میں جاری رکھا لیکن سوال یہ ہے کہ نماز میں قنوت کو جاری رکھنے پر کوئی دلیل ہے؟

۱) حضرت عبداللہ بن مسعود فرماتے ہیں کہ حضور علیہ السلام نے صرف ایک ماہ قبیلہ زعل وزکوان پر قنوت پڑھی۔ پھر جب آپ ان پر غالب آ گئے تو آپ۔

فلما ظھر علیھما تللك القنوت۔ (طحاوی)

نے قنوت پڑھنا چھوڑ دی۔

❀ حضرت ابن مسعود بھی اپنی نماز میں قنوت نہیں پڑھتے تھے۔ صرف وتروں میں پڑھتے تھے۔ (طحاوی ج ۱ ص ۱۴۹ و مجمع الزوائد ج ۱ ص ۱۹۶)

۲) حضرت عبداللہ بن عمر جنہوں نے قنوت نازلہ کے پڑھے جانے کو روایت کیا ہے، فرماتے ہیں کہ جب آیت **لیس لك من الامر** نازل ہوئی تو قنوت نازلہ کا پڑھنا منسوخ ہو گیا۔ چنانچہ حضرت عبداللہ بن عمر بھی حضور ﷺ کے وصال کے بعد قنوت نہیں پڑھتے تھے اور جو پڑھتا تو اس پر اعتراض کرتے تھے۔ (طحاوی)

۳) حضرت عبدالرحمٰن بن ابی بکر فرماتے ہیں کہ

ان اللہ عزّوجل نسخ ذالك بقولہ لیس لك مِنَ الامر شییٌ۔

(عینی ج ۳ ص ۴۲۵)

آیت **لیس من الامر** کو نازل فرما کر اللہ تعالیٰ نے قنوت کو منسوخ فرما دیا۔

۴) نیز حضرت عبداللہ بن مسعود فرماتے ہیں۔

لم یقنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی الفجر الا شہراً۔

(فتح القدیر باب الوتر)

حضور اکرم ﷺ نے نماز فجر میں ہرگز قنوت نہیں پڑھی مگر ایک ماہ۔

ان تمام حدیثوں سے واضح ہوا کہ حضور علیہ السلام نے نماز فجر میں قنوت کو ترک کر دیا تھا۔ اس حدیث میں تو نماز فجر کی تصریح بھی ہے کہ حضور علیہ السلام نے نماز فجر میں قنوت صرف ایک ماہ تک پڑھی۔ معلوم ہوا کہ نماز فجر میں بھی قنوت مشروع نہیں ہے اور علامہ کرمانی کا یہ فرمانا کہ نماز فجر میں قنوت جاری رہی۔ غلط ہے۔

✿ چنانچہ حضرت ابن عباس، عبداللہ بن مسعود، عبداللہ بن عمر، ابن زبیر، سعید بن جبیر، حضرت عمر ایسے جلیل القدر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین بھی نماز فجر میں قنوت کو منسوخ ہی جانتے تھے اور نہیں پڑھتے تھے۔ (عینی ج ۳ ص ۴۲۷)

خلاصہ حدیث

۱) حضرت انس فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ نے صرف ایک ماہ قنوت پڑھی۔

(نسائی ج ۱ ص ۴۲۷)

۲) سالم کے والد فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ نے نماز فجر میں قنوت پڑھی تو اس پر آیت لیس لک من الامر نازل ہوئی۔ (نسائی ج ۱ ص ۱۶۴)

۳) حضرت انس فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ نے قنوت کو ترک فرما دیا۔

(نسائی ج ۱، ابوداؤد ج ۱ ص ۲۱۱، مسند ابوداؤد طیالسی ج ۸ ص ۲۷۰)

۴) حضور علیہ السلام کے بعد خلفائے راشدین میں سے کسی نے بھی فرض نمازوں میں قنوت نازلہ نہیں پڑھی۔ (نسائی ج ۱ ص ۱۶۴ مجمع الزوائد ج ۱ ص ۱۹۶)

۵) حضرت ابن عمر نے فرمایا امام کا سورۃ سے فارغ ہونے کے بعد تمہارا قنوت

پڑھنے کیلئے قیام کرنا اور نماز میں رفع یدین کرنا دونوں بدعت ہیں۔

(مجمع الزوائد ج ا ص ۱۹۶)

۶) حضرت عبداللہ بن عباس نے فرمایا ان القنوت فی صلوۃ الصبح بدعة۔ نماز فجر میں قنوت پڑھنا بدعت ہے۔ (دار قطنی ص ۱۷۹)

یہ اور صفحات گذشتہ پر جو احادیث ہم نے ذکر کیں ان سے واضح ہو گیا کہ قنوت نازلہ کا نماز فجر میں پڑھنا بھی منسوخ ہے۔ اسی لئے حضرت عبداللہ بن عمرو ابن عباس رضی اللہ عنہم اجمعین نے قنوت فی الفجر کو بدعت قرار دیا۔

جب بیر معونہ پر ستر صحابہ کرام کو جو قاری تھے شہید کر دیا گیا تھا حضور علیہ السلام نے ان کو کفار پر بددعا فرماتے ہوئے قنوت نازلہ (یعنی آفت و مصیبت کے وقت کی دعا) پڑھی تھی۔

قنوتِ نازلہ کا پڑھنا منسوخ ہے

حدیث میں یسیرا کا لفظ آیا ہے۔ جس کے معنی ہیں کچھ دن۔ دوسری حدیث میں ابہام کی وضاحت موجود ہے کہ آپ نے قنوت نازلہ صرف ایک مہینہ پڑھی تھی۔ چنانچہ روایت ابوداؤد میں حضرت انس ہی سے روایت ہے کہ حضور علیہ السلام نے ایک ماہ تک قَنَتَ شهراً ثُمَّ تَرَکَه قنوت پڑھی تھی اس کے بعد ترک فرمادی۔

❀ علامہ خطابی نے کہا ترکہ کہ ترکہ کا مطلب یہ ہے کہ آپ نے چار نمازوں میں قنوت نازلہ کو ترک کر دیا۔ ولم یترکه فی صلوٰۃ الفجر۔ یعنی نماز فجر میں قنوت کو ترک نہیں کیا۔ لیکن ظاہر ہے کہ نماز فجر کی تخصیص بلا دلیل ہے۔ کیونکہ ترکہ کی ضمیر اسی قنوت کی طرف راجع ہے۔ جس پر لفظ قنت دال ہے اور یہ عام ہے جمیع القنوت الذی کان فی الصوات کو شامل ہے۔ لہٰذا جب تک فجر کی تخصیص پر کوئی دلیل نہ قائم ہو۔ اس وقت تک تخصیص فجر تحکم محض ہے۔ غرضیکہ ترک کا لفظ یہ بتا رہا ہے کہ

حضور علیہ السلام نے نماز پنجگانہ میں قنوت نازلہ کو پڑھنا ترک فرما دیا تھا اور ترک بعد از عمل نسخ ہوتا ہے لہٰذا قنوت نازلہ کا پڑھنا منسوخ ہوا۔

نفل شروع کرنے واجب ہو جاتے ہیں

حضرت امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ نفلی روزہ یا نماز شروع کرنے سے اس کا اتمام واجب ہو جاتا ہے۔ کیونکہ قرآن میں ”لا تبطلوا اعمالکم۔ اپنے اعمال کو باطل نہ کرو لہٰذا فرض کے علاوہ کسی نے نفل شروع کر لئے تو اس کو پورا کرنا واجب ہے اور اگر اس نے نفلی روزہ شروع کر کے توڑ دیا تو اس کی قضا واجب ہے۔

✿ چنانچہ مسند احمد میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے وہ فرماتی ہیں کہ میں نے اور حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا نے صبح کی ہم نفلی روزے سے تھیں کہ اتنے میں ایک بکری بطور ہدیہ ہمیں دی گئی تو ہم نے روزہ افطار کر لیا اور بکری کا گوشت کھایا۔ حضور اکرم ﷺ کو اطلاع ہوئی تو فرمایا:

صُوْمَا یَوْمًا مَکَانَہٗ۔ (احمد)

تم دونوں اس روزہ کی جگہ ایک روزہ رکھو۔

نیز دار قطنی میں ہے کہ حضرت جویریہ نے نفلی روزہ رکھ کر توڑ دیا۔ حضور علیہ السلام نے حکم دیا کہ اس کی قضا کرو۔ اس سے واضح ہو گیا کہ نفلی روزہ شروع کرنے سے اس کا اتمام واجب ہوتا ہے اور اگر کسی وجہ سے اس کو فاسد کر دیا تو اس کی قضا واجب ہے۔ جن احادیث میں یہ آیا ہے کہ حضور ﷺ نے نفلی روزہ رکھ کر افطار فرما لیا۔ اس سے صرف اسی قدر ثابت ہوتا ہے کہ نفلی روزہ رکھ کر کسی عذر معقول کی وجہ سے اس کو افطار کر لینا جائز ہے۔ مگر جب افطار کر لیا تو اس کی قضا واجب ہے۔ واضح ہو کہ نفلی روزہ رکھ کر اس کو کسی عذر معقول کی وجہ سے توڑ دینا جائز ہے۔ گناہ نہیں ہے البتہ اس کی قضا ضروری ہو جاتی ہے۔

ظہر ٹھنڈی کر کے پڑھی جائے

واضح ہو کہ ظہر کا وقت ڈھلنے سے اس وقت تک ہے کہ ہر چیز کا سایہ علاوہ سایہ اصلی کے دوچند ہو جائے۔ سردیوں میں نماز ظہر جلدی پڑھنا اوّل وقت میں پڑھنا اور گرمیوں میں کچھ تاخیر سے پڑھنا کہ دوپہر کی تیزی کم ہو جائے، مستحب ہے۔ جیسا کہ احادیث مذکورہ بالا سے واضح ہے۔ اسی طرح نماز جمعہ کا وقت بھی ظہر ہی کا وقت ہے۔ لہٰذا گرمیوں میں جمعہ بھی ظہر کی طرح تاخیر سے پڑھنا مستحب ہے۔ اور اوّل وقت میں پڑھنا خلاف سنت ہے اور حکمت اس میں یہ ہے۔ گرمیوں میں تاخیر سے ظہر پڑھنے میں ایک تو لوگوں کو آرام ملتا ہے۔ دوسرے سنت قیلولہ سے محرومی نہیں ہوتی۔ تیسرے تقلیل جماعت نہیں۔ اگر گرمیوں میں ظہر اوّل وقت یعنی سورج ڈھلنے کے فوراً بعد پڑھ لی جائے تو اس طرح سخت دھوپ اور لو میں مسجد میں آنا تکلیف کا باعث ہوگا۔ خصوصاً گرم ممالک میں اور وہاں جہاں مسجد دور ہو۔ اس کے علاوہ عام طور پر گرمیوں میں لوگ کھانا کھا کر سو جاتے ہیں جو سنت بھی ہے اور اوّل وقت پڑھنے سے لوگ سنتِ قیلولہ سے محروم ہو جائیں گے اور آرام کے وقت انہیں مسجد میں آنا بھی گراں ہوگا۔

۱) حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور علیہ السلام گرمیوں میں ظہر ٹھنڈی کر کے پڑھتے۔

وَاِذْ كَانَ الْبَرْدُ عَجَلَ۔ (نسائی)

اور جب سردی ہوتی تو جلدی پڑھ لیتے۔

۲) حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے نبی علیہ السلام کو دیکھا آپ سردیوں میں ظہر کی نماز جلدی پڑھتے اور

يَعجلَهَا فِي الشِّتَاء وَيُؤخرُهَا فِي الصيف۔

گرمیوں میں تاخیر سے پڑھتے۔ (طحاوی)

سترہ کے مسائل

۱) ہاتھ میں کوئی ایسا آلہ رکھنا (خصوصاً سفر میں) جس سے دشمن کو دفع کر سکے مستحب ہے۔

۲) امام و منفرد صحرا میں یا کسی ایسی جگہ نماز پڑھیں، جہاں سے لوگوں کے گزرنے کا اندیشہ ہو تو مستحب ہے کہ سترہ گاڑیں۔

۳) امام کا سترہ مقتدی کیلئے بھی کافی ہے۔ مقتدی کو جدید سترہ کی ضرورت نہیں۔ اور سترہ بقدر ایک ہاتھ کے اونچا اور انگلی برابر موٹا ہو یا زیادہ سے زیادہ تین ہاتھ اونچا ہو۔ سترہ نزدیک ہونا چاہیے۔ سترہ بالکل ناک کی سیدھ پر نہ ہوں بلکہ داہنے یا بائیں بھوں کی سیدھ پر ہونا افضل ہے۔ اگر سترہ نصب کرنا ناممکن ہو تو کوئی چیز آڑی رکھ دے۔ یہ بھی نہ ہو تو خط کھینچ دے۔ غرضیکہ جو چیز بھی آڑ بن سکے وہ سترہ کے کام آ سکتی ہے۔ مثلاً لکڑی، پتھر، آدمی، درخت وغیرہ۔ مگر آدمی کو اس حالت میں سترہ کیا جائے جب اس کی پیٹھ مصلی کی طرف ہو[۱]۔

سترہ کا ایک فائدہ یہ بھی ہے کہ اب ستر کے آگے سے گزرنا جائز ہو جاتا ہے۔ اور اگر کسی نے بلا سترہ شارع عام پر نماز پڑھی اور عورت، مرد، جانور وغیرہ آگے سے گزرے تو نماز فاسد نہ ہوگی۔

مسجد کو گندگی اور ہر گھن کی چیز سے پاک صاف رکھنا ضروری ہے

۱) مسجد کو ہر قسم کی گندگی اور گھن کی چیز جیسے بدن کا میل کچیل، تھوک، رینٹ، کھنگار وغیرہ سے پاک صاف رکھنا واجب ہے۔

---

(۱) عون بن ابی جحیفہ کہتے ہیں۔ میں نے اپنے باپ سے سنا کہتے تھے کہ حضور ﷺ نے ان کو بطحا میں نماز پڑھائی اور آپ کے سامنے برچھی گڑی ہوئی تھی) ظہر کی دو رکعتیں، اور عصر کی دو رکعتیں، اور آپ کے آگے سے عورتیں اور حمار گزر رہے تھے۔ (بخاری)

۲) مسجد کی خبر گیری متولی یا منتظم یا امام کے فرائض میں سے ہے۔

۳) آدمی کے فضلات، پسینہ، تھوک، رینٹ وغیرہ پاک ہیں اور بحالت نماز کپڑے میں بضرورت لے لینے میں حرج نہیں۔

۴) مسجد میں کلی کرنا، وضو کرنا، مسجد کی دیواروں، چٹائیوں پر یا ان کے نیچے تھوکنا یا ناک سنکنا ممنوع ہے اور چٹائیوں کے نیچے ڈالنا اوپر ڈالنے سے اور برا ہے اور اگر ناک سنکنے یا تھوکنے کی ضرورت پڑ جائے تو کپڑے میں لے لے۔

۵) جب تھوکے تو قبلہ کی طرف نہ تھوکے۔ ابوداؤد کی حدیث میں ہے۔ حضور ﷺ نے فرمایا: جو قبلہ کی جانب تھوکے، قیامت کے دن اس طرح آئے گا کہ اس کا تھوک دونوں آنکھوں کے درمیان ہوگا اور امام احمد کی روایت میں ہے کہ مسجد میں تھوکنا گناہ ہے۔

✿ اور اس سلسلہ کی احادیث پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ قبلہ رخ تھوکنا کم از کم مکروہ تحریمہ ضروری ہے۔ کیونکہ اس فعل پر وعید آئی ہے اور ابوداؤد ابن حبان میں سائب ابن خلاد کی حدیث میں ہے کہ ایک مقام کو حضور ﷺ نے قبلہ رخ تھوکنے کی وجہ سے امامت سے معزول کر دیا اور فرمایا:

انك اذيت الله وَرَسُولهٗ۔

تو نے اللہ اور اس کے رسول کو اذیت دی ہے۔

اور یہ ممانعت کا حکم مسجد و خارج مسجد دونوں کو شامل ہے۔ علامہ عینی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا کہ مسجد میں بضرورت بھی تھوکنا خطاء ہے۔ تھوکنا پڑ جائے تو کپڑے میں لے لے۔

(عینی ج ۲ ص ۳۲۶)

داہنی طرف تھوکنا منع ہے

داہنی طرف تھوکنا بھی اچھا نہیں۔ کیونکہ داہنی طرف نیکیاں لکھنے والا فرشتہ

ہوتا ہے۔ امام نووی نے فرمایا۔ داہنی طرف تھوکنے کی ممانعت مطلق ہے۔ خواہ نماز میں ہو‘ یا غیر نماز میں‘ مسجد میں ہو یا غیر مسجد میں‘ مصنف عبدالرزاق کی روایت میں ہے کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نماز کے علاوہ بھی داہنی طرف تھوکنے کو ناجائز قرار دیتے تھے۔ معاذ ابن جبل رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں جب سے میں مسلمان ہوا ہوں کبھی داہنی طرف نہیں تھوکا۔ حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ وہ اپنی اولاد کو داہنی طرف تھوکنے سے مطلق منع فرماتے تھے۔

❀ علامہ خطابی نے فرمایا کہ بائیں طرف تھوکنا چاہیے۔ لیکن اگر بائیں طرف کوئی اور نمازی ہو تو پھر نہ داہنی طرف تھوکے نہ بائیں طرف۔ بلکہ اپنے بائیں قدم کے نیچے تھوکے یا کپڑے میں لے لے۔ (عینی ج ۲ ص ۳۲۹‘ ۳۳۰)

❀ نسائی کی حدیث میں ہے کہ مسجد میں قبلہ کی جانب تھوک دیکھ کر حضور ﷺ کا چہرۂ اقدس سرخ ہو گیا ایک انصاری عورت نے اس کو کھرچ دیا اور وہاں خوشبو لگا دی حضور ﷺ نے فرمایا بہت اچھا کیا۔

❀ صحیح مسلم میں بروایت ابوذر مرفوعاً آیا ہے کہ میں نے اپنی امت کی بداعمالیوں میں یہ بھی پایا ہے کہ مسجد میں تھوک ہو اور اسے نہ مٹایا جائے۔

❀ مسند احمد میں بروایت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ مرفوعاً آیا ہے کہ جس شخص کو مسجد میں کھنکار آ جائے تو چاہیے کہ اسے دفن کر دے۔ ایسا نہ ہو کہ مسلمان کے بدن یا کپڑے پر لگنے کے باعث اسے ایذا ہو۔

❀ مسند احمد وطبرانی میں بروایت ابو امامہ رضی اللہ عنہ مرفوعاً آیا ہے کہ مسجد میں تھوک دفن نہ کرنا گناہ ہے اور دفن کر دینا یعنی پونچھ دینا نیکی ہے۔

❀ سعید بن منصور کی روایت میں ہے کہ ابو عبیدہ بن الجراح رضی اللہ عنہ ایک رات مسجد میں تھوک کر اسے صاف کرنا بھول گئے‘ گھر جا کر یاد آیا تو آگ کا ایک شعلہ لے کر

آئے۔ اس کی روشنی میں تھوک تلاش کر کے مٹی میں دبا دیا اور فرمانے لگے۔ اللہ تعالیٰ کیلئے تعریف ہے جس نے آج کی رات مجھے گناہ سے بچالیا۔

نماز کے بعد بلند آواز سے ذکر کرنا جائز ہے

اِنَّ رَفْعَ الصَّوْتِ بِالذِّكْرِ حِيْنَ يَنْصَرِفُ النَّاسُ مِنَ الْمَكْتُوْبَةِ كَانَ عَلٰى عَهْدَ النَّبِيِّ۔ ([illegible])

حضرت ابن عباس کا بیان ہے کہ فرض نماز کے بعد بلند آواز سے ذکر کرنا عہد نبوی ﷺ میں جاری تھا۔

❀ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ فقراء صحابہ نے بحضور نبوی ﷺ عرض کی کہ اہلِ ثروت نے بلند درجے اور ہمیشگی کی نعمتیں مال کے سبب حاصل کر لیں جیسے ہم روزہ رکھتے اور نماز پڑھتے ہیں۔ اس پر مزید یہ کہ ان کے پاس مال بھی ہے جس سے وہ حج و عمرہ کرتے' جہاد میں شریک ہوتے اور صدقہ دیتے ہیں۔

❀ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا میں تم کو ایسی بات نہ بتاؤں جس پر عمل کر کے تم سبقت کرنے والوں کو پا لو اور تم کو کوئی نہ پا سکے اور تم اپنے ہمعصروں میں بہتر ہو جاؤ۔ مگر وہ جو وہی بات بجالائے۔

تُسَبِّحُوْنَ وَتَحْمَدُوْنَ وَتُكَبِّرُوْنَ خَلْفَ كُلِّ صَلٰوةٍ ثَلٰثًا وَّثَلٰثِيْنَ۔

سبحان اللہ اور الحمد للہ اور اللہ اکبر ہر نماز کے بعد ۳۳' ۳۳ مرتبہ کہہ لیا کرو۔

❀ مغیرہ بن شعبہ نے ایک خط میں امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے نام یہ لکھوایا کہ بیشک حضور نبی ﷺ ہر فرض نماز کے بعد یہ دعا پڑھتے تھے۔

لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهٗ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ۔ اَللّٰهُمَّ لَا مَانِعَ لِمَا اَعْطَيْتَ وَلَا مُعْطِيْ صَنَعْتَ وَلَا يَنْفَعُ ذَالْجَدِّ مِنْكَ الْجَدُّ۔ (بخاری)

ایک اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں وہ لاشریک ہے ملک اور حمد اسی کیلئے ہے اور وہ ہر ممکن پر قادر ہے۔ الٰہی جس کو تو دینا چاہے اسے کوئی روک نہیں سکتا اور جس سے تو روکنا چاہے اسے کوئی دے نہیں سکتا۔ اور بندہ کی دولت وغیرہ تم سے بچا نہیں سکتی۔

ان احادیث سے واضح ہوا کہ فرض نماز کے بعد بلند آواز سے ذکر کرنا جائز ہے اور اس کی ممانعت پر کوئی دلیل نہیں ہے اور احادیث میں متعدد اذکار اور دعاؤں کا پڑھنا مذکور ہوا ہے ان میں سے جو چاہے پڑھ سکتا ہے۔ بعض شارحین نے یہ لکھا ہے کہ بلند آواز سے ذکر کرنا صحابہ کا ہمیشہ دستور نہ تھا۔ امام شافعی نے فرمایا کہ بلند آواز سے ذکر کرنے پر مداومت فرماتے تھے۔ (فتح الباری) لیکن مداومت اگر ثابت نہ بھی ہو تو فرض نماز کے بعد بلند آواز سے ذکر کرنے کا جواز تو بہر صورت رہے گا۔

صحابہ میں امیر بھی تھے اور غریب بھی۔ ظاہر ہے کہ دولت مند فرائض کے علاوہ دوسرے امور خیر میں بھی حصہ لیتے تھے۔ مثلاً جہاد میں شرکت، فقراء و مساکین امداد و اعانت وغیرہ اور غربا بوجہ ناداری کے ان امور کو ادا نہیں کر سکتے۔ اس پر غرباء کو رشک ہوا کہ اہل ثروت نے دیگر امور خیر میں حصہ لے کر ہم سے زیادہ حاصل کر لیا۔ حضور اکرم ﷺ نے غرباء کو فرمایا کہ تم سُبْحَانَ اللّٰہِ۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ اور اَللّٰہُ اَکْبَر ۳۳، ۳۳ بار ہر نماز کے بعد پڑھ لیا کرو۔ اغنیاء دوسرے امور خیر میں حصہ لے کر ثواب حاصل کرتے ہیں تم کو بھی وہ مل جائے گا۔ مگر یہ کہ وہ بھی یہ وظیفہ پڑھنا شروع کر دیں۔ چنانچہ مسلم کی روایت میں ہے کہ انہوں نے عرض کی۔ حضور اصحاب ثروت نے بھی یہ وظیفہ پڑھنا شروع کر دیا۔ اس پر حضور علیہ السلام نے فرمایا ذٰلِکَ فَضْلُ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ۔

۳۳ کا عدد

علامہ قسطلانی نے ۳۳ کے عدد پر بحث کرتے ہوئے لکھا ہے اذکار ثلاثہ کے عدد میں مختلف روایتیں ہیں۔ حدیث بخاری عن ابی ہریرہ میں ۳۳، ۳۳ حدیث نسائی

عن زید بن ثابت میں ۲۵، ۲۵ بار اور اس میں ۲۵ بار کلمہ کا پڑھنا بھی مروی ہے اور حدیث مرا عن ابن عمر میں ۱۱، ۱۱ بار اور حدیث عن انس میں ۱۰، ۱۰ اور حدیث انس کے بعض طریق میں صرف ایک ایک بار اور حدیث نسائی عن ابو ہریرہ میں سو سو بار پڑھنا منقول ہے۔ پس یہ اختلاف یا تو اوقات مختلفہ پر مبنی ہے یا احوال مختلفہ پر یا تخییر پر وارد ہے کہ پڑھنے والے کو جیسے آسانی ہو اسی تعداد میں پڑھ لے۔

حدیث نمبر ۴ میں وظیفہ ہے اس میں **وَلَا یَنْفَعُ ذَا الْجَدِّ مِنْكَ الْجَدُّ** کے الفاظ بھی ہیں۔ اجد بالکسر کے معنی کوشش کے ہیں۔ معنی یہ ہوں گے کہ مجرد اعمال صالحہ میں کوشش کرنا تیرے ہاں نافع نہیں ہے۔ تاوقتیکہ اس کے ساتھ قبولیت نہ ہو۔ یعنی اللہ تعالیٰ اس عمل کو قبول نہ فرمائے اور یہ قبولیت محض اللہ کے فضل و رحمت سے ہوتی ہے۔

اسی لئے حضور علیہ السلام نے فرمایا **لایدخل احداً منکم الجنة عمله**۔ الخ

❀ علامہ نووی نے فرمایا اور مشہور جس پر جمہور ہیں یہ ہے کہ جد بالفتح ہے اور اس کے معنی دنیاوی حظ کے ہیں خواہ وہ مال کے ساتھ ہو یا اولاد اور عظمت اور غلبہ کے ساتھ ہو، اور معنی یہ ہیں بندہ کا خط۔ مال و دولت اور عزت وحکمت دنیاوی تجھ سے اس کو بچا نہیں سکتی۔ اس کو تیرا فضل و رحمت ہی نجات دے سکتا ہے۔ (فتح الباری)

❀……❀……❀

نماز مریض کا بیان

واضح ہو کہ فرض نماز۔ سنت مؤکدہ اور واجب نماز (وتر) بلا عذر بیٹھ کر نہیں پڑھ سکتے۔ کیونکہ قیام فرض ہے۔ ہاں اگر عذر ہو تو بیٹھ کر' لیٹ کر' حتیٰ کہ اشارے سے بھی پڑھ سکتا ہے۔ واضح رہے کہ فرض نماز کسی حالت میں بھی سوائے چند نادر صورتوں کے معاف نہیں' بلکہ حکم یہ ہے کہ جس طرح ممکن ہو پڑھے۔ بعض مسلمان ذرا بخار آیا یا کوئی پھنسی نکل آئی۔ حتیٰ کہ نزلہ وزکام ہو گیا' نماز چھوڑ دیتے ہیں ایسا کرنا سخت گناہ ہے۔ نماز کے متعلق تو یہ حکم ہے کہ جب تک اشارے سے بھی پڑھ سکتا ہو ضرور پڑھے۔ ورنہ انہیں وعیدوں کا مستحق ہو گا جو تارک الصلوٰۃ کیلئے احادیث میں بیان ہوئی ہیں۔

حضرت عطا رضی اللہ عنہ نے فرمایا جبکہ کسی میں قبلہ کی طرف منہ کرنے کی بھی طاقت نہ ہو تو جدھر بھی اس کا منہ ہو' ادھر ہی نماز پڑھ لے۔ حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ نے کہا کہ مجھے بواسیر کی بیماری تھی۔ پس میں نے رسول اکرم ﷺ سے نماز کے بارے میں دریافت کیا۔

فَقَالَ صَلِّ قَائِمًا فَإِنْ لَمْ تَسْتَطِعْ فَقَاعِدًا فَإِنْ لَمْ تَسْتَطِعْ فَعَلٰى جُنُبٍ۔ (بخاری)

تو آپ نے فرمایا کھڑے ہو کر نماز پڑھ اور اگر کھڑے ہو کر پڑھنے کی طاقت نہ ہو تو بیٹھ کر پڑھ اور اگر بیٹھ کر پڑھنے کی طاقت نہ ہو' تو لیٹ کر پڑھ۔

بیمار بیٹھ کر، لیٹ کر، اشارہ سے جیسے ممکن ہو نماز پڑھے

اس حدیث سے واضح ہوا کہ جو شخص بوجہ بیماری کھڑے ہو کر نماز پڑھنے پر قادر نہیں اور قادر نہ ہونے کی متعدد صورتیں ہیں۔ مثلاً کھڑا تو ہو سکتا ہے مگر کھڑے ہو کر نماز پڑھنے میں مرض بڑھ جائے گا یا دیر میں اچھا ہو گا یا سخت چکر آتا ہے یا کھڑے ہو کر پڑھنے میں سخت شدید ناقابل برداشت درد پیدا ہو جاتا ہے یا بوجہ کمزوری کھڑا ہو ہی نہیں ہو سکتا تو ان سب صورتوں میں بیٹھ کر رکوع وسجود کے ساتھ نماز پڑھے۔

❀ اگر مریض بیٹھنے پر بھی قادر نہیں تو لیٹ کر اشارہ سے نماز ادا کرے۔ خواہ داہنی یا بائیں کروٹ پر لیٹ کر قبلہ کی طرف منہ کر کے پڑھے۔ خواہ چت لیٹ کر قبلہ کو پاؤں کرے، مگر پاؤں نہ پھیلائے بلکہ گھٹنے کھڑے رکھے اور سر کے نیچے تکیہ وغیرہ رکھ کر اونچا کر کے تاکہ منہ قبلہ کی طرف ہو جائے اور یہ صورت یعنی چت لیٹ کر پڑھنا افضل ہے۔

❀ اگر مریض قبلہ کی طرف منہ نہ اپنے آپ کر سکتا ہے، نہ دوسرے کی مدد سے قبلہ کی طرف منہ کر سکتا ہے تو جس طرف بھی منہ ہو سکے اشارہ سے نماز پڑھ لے اور صحت کے بعد اس نماز کا اعادہ نہیں۔

فائدہ بیٹھ کر پڑھنے میں کسی خاص طور پر بیٹھنا ضروری ہے۔ بلکہ مریض کو جس طرح آسانی ہو اسی طرح بیٹھ کر نماز پڑھے۔ البتہ دو زانو بیٹھنا آسان ہو تو دو زانو ہو کر نماز پڑھنا افضل ہے۔

❀ اگر مریض بیٹھ کر نماز پڑھ رہا ہے۔ دورانِ نماز قیام پر قادر ہو گیا تو اب بقیہ نماز کھڑے ہو کر پڑھے۔ کیونکہ عذر جاتا رہا ہے اور قیام فرض ہے۔

❀ البتہ صورت مسئلہ یہ ہو گی کہ اگر مریض جو قیام پر قادر نہیں ہے۔ وہ بیٹھ کر نفل پڑھ رہا ہے دورانِ نماز میں قیام پر قادر ہو گیا تو اس کو اختیار ہے کہ باقی نماز خواہ بیٹھ کر

ہی پوری کرے یا کھڑے ہو کر کیونکہ نفل نماز بلا عذر بھی بیٹھ کر پڑھ سکتے ہیں۔ جیسا کہ حضرت عائشہ صدیقہ سے مروی ہے۔

❀ اِنَّہ‘ صلی اللّٰہ عَلَیْہِ وَسلم کان یصلی لیلا طویلا قائما دلیلة طویلة قاعدا۔ (مسلم)

❀ اور اگر مریض جو قیام پر قادر نہیں ہے‘ فرض نماز بیٹھ کر پڑھ رہا ہے اور اب دورانِ نماز قیام پر قادر ہو گیا تو باقی نماز کھڑے ہو کر پڑھے‘ کیونکہ قیام فرض ہے۔

کھڑے ہو کر بیٹھ کر لیٹ کر نماز نفل پڑھنے کے مسائل

۱) نفل نماز کو بلا عذر اور بعذر بیٹھ کر پڑھنا جائز ہے۔

۲) کھڑے ہو کر پڑھنے کی قدرت ہو جب بھی نفل نماز بیٹھ کر پڑھ سکتا ہے۔

۳) نفل نماز کھڑے ہو کر شروع کی تھی۔ پھر بیٹھ گیا یا بیٹھ کر شروع کی تھی پھر کھڑا ہو گیا۔ دونوں صورتیں جائز ہیں۔ خواہ ایک رکعت کھڑے ہو کر پڑھی یا ایک بیٹھ کر۔ یا ایک ہی رکعت کے ایک حصہ کو کھڑے ہو کر پڑھا اور کچھ حصہ بیٹھ کر۔

۴) بلا عذر لیٹ کر نماز پڑھنا جائز نہیں۔ اگر عذر کی وجہ سے لیٹ کر نفل نماز پڑھی تو جائز ہے۔ بیماری کی وجہ سے کھڑے ہو کر نماز پڑھنے کی طاقت نہیں ہے یا کھڑے ہو کر نماز پڑھنے میں مرض کے بڑھنے یا دیر سے اچھا ہونے کا خطرہ ہو تو وہ بیٹھ کر رکوع و سجود کے ساتھ نماز پڑھے۔

❀ امام اگر کسی عذر کی وجہ سے بیٹھ کر نماز پڑھائے تو اس کی اقتداء میں صحیح و تندرست مقتدی کھڑے ہو کر ہی نماز ادا کریں۔ کیونکہ عذر امام کو ہے۔ مقتدیوں کو نہیں ہے۔ ایک حدیث میں آیا ہے کہ حضور ﷺ نے بیٹھ کر نماز پڑھی تو مقتدیوں نے بھی بیٹھ کر پڑھی۔ یہ منسوخ ہے کیونکہ یہ مرض قدیم کا واقعہ ہے اور مرض وفات میں حضور ﷺ نے بیٹھ کر نماز پڑھائی تو صحابہ رضی اللہ عنہم نے کھڑے ہو کر نماز پڑھی اور آپ ﷺ

نے ان کو بیٹھ کر پڑھنے کا حکم نہیں دیا۔ لہٰذا حضور ﷺ کے آخری عمل سے بیٹھنے کا حکم منسوخ ہو گیا۔

❀ حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے مروی ہے اور وہ بواسیر کے مریض تھے۔ انہوں نے کہا کہ میں نے نبی کریم ﷺ سے بیٹھ کر نماز پڑھنے والے آدمی کے بارے میں دریافت کیا۔

فَقَالَ مَنْ صَلّٰی قَائِمًا فَهُوَ اَفْضَلُ وَمَنْ صَلّٰی قَاعِدًا فَلَهٗ نِصْفُ اَجْرِ الْقَائِمِ وَمَنْ صَلّٰی مُسْتَلْقِيًا فَلَهٗ نِصْفُ اَجْرِ الْقَاعِدِ۔ (بخاری)

پس آپ نے فرمایا کہ جو شخص کھڑا ہو کر نماز پڑھتا ہے وہ افضل ہے اور جو شخص بیٹھ کر نماز پڑھتا ہے تو اس کو کھڑا ہو کر پڑھنے والے سے آدھا ثواب ملے گا اور جو شخص لیٹ کر پڑھے تو اس کو بیٹھ کر پڑھنے والے سے آدھا ثواب ملے گا۔

نفل نماز کھڑے ہو کر پڑھنا افضل ہے

واضح ہو کہ نفل نماز اگرچہ بلا عذر بھی بیٹھ کر پڑھ سکتے ہیں مگر کھڑے ہو کر پڑھنا افضل ہے۔ آج کل عام رواج پڑ گیا ہے کہ نوافل بیٹھ کر پڑھتے ہیں۔ بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ بیٹھ کر پڑھنے کو افضل سمجھتے ہیں۔ ایسا ہے تو یہ خیال غلط ہے۔ وتر کے بعد جو نفل ہیں ان کو بھی کھڑے ہو کر پڑھنا افضل ہے اور وہ جو حدیث میں آیا ہے کہ حضور نے وتر کے بعد بیٹھ کر نفل پڑھے تو یہ حضور ﷺ کے خصوصیات سے ہے۔

❀ صحیح مسلم میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے حضور ﷺ کو بیٹھ کر نماز پڑھتے ہوئے دیکھا سر اقدس پر ہاتھ رکھا کہ بیمار تو نہیں۔ ارشاد فرمایا: کیا ہے۔ عبداللہ؟ عرض کی یا رسول اللہ ﷺ آپ نے فرمایا (کہ بیٹھ کر پڑھنے والے کی نماز کھڑے ہو کر پڑھنے والے کی نصف ہے) اور حضور اکرم ﷺ بیٹھ کر پڑھ رہے ہیں۔ حضور ﷺ نے فرمایا ہاں! مگر میں تم جیسا نہیں ہوں۔ (مسلم)

- امام ابراہیم حلبی وصاحب درمختار وصاحب ردالمحتار نے فرمایا۔ یہ حکم حضور ﷺ کے خصائص سے ہے۔ اس سے واضح ہوا کہ نوافل کھڑے ہوکر پڑھنا افضل ہیں۔ گویا بلا عذر بیٹھ کر بھی پڑھ سکتے ہیں۔ ہاں اگر کسی عذر کی وجہ سے بیٹھ کر یا لیٹ کر نفل پڑھے تو ثواب میں کمی نہ ہوگی۔ (ان شاء اللہ العزیز)

* * *

مسافر کی نماز

سیّدنا امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کا مسلک یہ ہے کہ ہر سفر کیلئے خواہ وہ عبادت کیلئے ہو یا تجارت وغیرہ کیلئے۔ مسافر پر واجب کہ وہ نماز میں قصر کرے۔ یعنی چار رکعت فرض کو دو پڑھے۔ اس کے حق دو ہی رکعتیں پوری نماز ہے۔ اور اگر قصداً چار پڑھیں اور دو رکعت پر قعدہ بھی کر لیا تو فرض ادا ہو گئے اور پچھلی دو رکعتیں نفل ہوئیں۔ مگر گنہگار رہا کہ واجب کو ترک کیا۔ لہٰذا توبہ کرے اور اگر دو رکعت پر قعدہ نہ کیا تو فرض ادا نہ ہوئے۔ وہ نماز نفل ہو گی۔ دوبارہ پڑھے۔ اگر ۱۵ دن ٹھہرنے کی نیت ہو تو قصر نہ کرے پوری نماز پڑھے اور پندرہ دن سے کم ٹھہرنے کی نیت ہو تو قصر کرے۔ قرآن مجید میں فرمایا:

وَاِذَا ضَرَبْتُمْ فِی الْاَرْضِ فَلَیْسَ عَلَیْکُمْ جُنَاحَ اَنْ تَقْصُرُوْا مِنَ الصَّلٰوۃِ اِنْ خِفْتُمْ اِنْ یَّفْتِنَکُمُ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا۔

جب تم زمین میں سفر کرو تو تم پر اس کا گناہ نہیں کہ نماز میں قصر کرو۔ اگر خوف ہو کہ کافر کو فتنہ میں ڈال دیں گے۔

✿ حضرت یعلی بن امیہ نے بحضور فاروق اعظم عرض کی کہ قرآن میں تو بحالت خوف قصر کا بیان ہے اور اب تو لوگ امن میں ہیں (یعنی امن کی حالت میں قصر نہ ہونا چاہیے۔ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے فرمایا اس کا مجھے بھی تعجب ہوا تھا تو میں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کے متعلق سوال کیا تو آپ نے فرمایا یہ ایک صدقہ ہے۔

اللہ تعالیٰ نے تم پر تصدق فرمایا۔ اس کا صدقہ قبول کرو۔ (مسلم شریف) اس سے واضح ہوا کہ نماز میں قصر خوف و امن دونوں حالتوں میں مشروع ہے اور بحالت سفر قصر واجب ہے۔

مسافر کی تعریف

اوّل احناف کے نزدیک شرعاً مسافر وہ شخص ہے جو تین دن کی راہ تک جانے کے ارادہ سے بستی سے باہر ہوا۔ چلنے سے معتدل چال مراد ہے کہ نہ تیز ہو، نہ سست، خشکی میں آدمی اور اونٹ درمیانی چال کا اعتبار ہے اور پہاڑی راستہ میں اسی حساب سے جو اس کیلئے مناسب ہو اور دریا میں کشتی کی چال اس وقت کی جب کہ ہوا نہ بالکل رُکی ہو، نہ تیز ہو میل کے حساب سے اس کی مقدار ساڑھے ستاون میل ہے۔ اس سلسلہ کی چند حدیثیں یہ ہیں۔

۱) حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

لاتسافر المرأة ثلثة ايام الامع ذى رحم۔ (بخاری)

عورت تین دن کی مسافت کا سفر بغیر ذی رحم کے نہ کرے۔

۲) حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم سے مروی ہے کہ

قال جعل رسول اللّٰه صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثلثة ايام ولياليهن للمسافر ويوماً دليلة للمقيم ۔ (مسلم)

حضور اکرم ﷺ نے موزوں پر مسح کی مدت مسافر کیلئے تین دن تین رات مقرر فرمائیں اور مقیم کیلئے ایک دن رات۔

اس مضمون کی حدیث کو ابوداؤد، نسائی، ابن حبان، طحاوی، طبرانی و ترمذی نے حضرت حزیمہ ابن ثابت انصاری سے، دار قطنی نے حضرت ابوبکر سے، ترمذی و نسائی نے حضرت صفوان بن عسال سے بھی روایت کی ہے۔ حدیث اوّل سے معلوم ہوا کہ

عورت کو تنہا سفر کرنا جائز نہیں ہے اور اس سفر کی مدت حضور نے تین دن مقرر فرمائی۔ معلوم ہوا کہ سفر کی مسافت تین دن ہے۔

حدیث دوم

سے معلوم ہوا کہ مسافر کو تین دن تک موزے پر مسح کی اجازت ہے اور یہ حکم مسافر کیلئے عام ہے۔ اس سے بھی معلوم ہوا کہ مدت سفر تین دن کی راہ ہے۔

❀ امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے آثار میں حضرت علی ابن ربیعہ والبی سے روایت کی کہ میں نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے پوچھا۔ کتنی مسافت پر نماز کا قصر ہو سکتا ہے تو آپ نے فرمایا کیا تم نے مقام سویدا دیکھا ہے؟ دیکھا تو نہیں سنا ہے۔

آپ نے فرمایا:

قال ھی ثلث لیال قواصد فاذا اخرجنا الیھا قصرنا الصلوٰۃ۔

وہ یہاں سے تین رات کے (قاصد کی رفتار) فاصلہ پر ہے جب ہم وہاں تک جانے کا ارادہ کریں تو قصر کر سکتے ہیں۔

۳) دار قطنی نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ

ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یا اھل مکۃ لاتقصروا الصلوٰۃ فی ادنیٰ من اربعۃ برد من مکۃ الی غسفان۔

رسول اللہ ﷺ تے فرمایا کہ مکہ والو چار برید سے کم سفر نماز قصر نہ کرنا۔ یہ فاصلہ مکہ سے غسفان کا ہے۔

۴) امام محمد نے موطا میں حضرت نافع سے روایت کی۔

انہ کان یسافر مع ابن عمر البرید فلا یقصر الصلوٰۃ۔

کہ وہ حضرت ابن عمر کے ساتھ ایک برید سفر کرتے تو قصر نہ فرماتے۔

برید تقریباً ۵۷ میل کا ہوتا ہے۔ یعنی ۳۶ کوس تین منزلیں۔ ان احادیث سے

واضح ہوا مدت سفر ۵۷ میل ہے۔

دوم محض نیت سفر سے مسافر نہ ہوگا بلکہ مسافر کا حکم اس وقت سے ہے کہ بستی کی آبادی سے باہر ہو جائے۔ شہر میں ہے تو شہر سے، گاؤں میں ہے تو گاؤں سے اور شہر والے کیلئے یہ بھی ضروری ہے کہ شہر سے اس پاس جو آبادی شہر سے متصل ہے اس سے بھی باہر ہو جائے۔ اسٹیشن جہاں آبادی سے باہر ہو تو اسٹیشن پر پہنچنے پر مسافر ہو جائے گا جبکہ مسافت سفر تک جانے کا ارادہ ہو۔ اس سلسلہ کی چند حدیثیں یہ ہیں۔

ان عبداللّٰہ بن عمر کان اذا خرج حاجاً او معتمراً قصرا الصلوٰة بذی الحلیفة. (مؤطا امام مالک ومحمد)

ذالحلیفہ مدینہ سے تین میل کے فاصلہ پر ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ جب مسافت سفر تک جانے کا ارادہ ہو تو شہر کی آبادی سے نکل کر قصر نماز پڑھنا شروع کر دے۔

عن ابن عمر ان رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم کان یقصہ الصلوٰة بالعقیق. (طبرانی فی الصغیر)

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب سفر کیلئے جاتے تو عقیق پر پہنچ کر قصر پڑھ لیتے۔

عن علی بن ربیعة قال خرجنا مع علی فقصرنا الصلوٰة ونحن نری البیوت ثم رجعنا فقصرنا الصلوٰة ونحن نری البیوت۔ (حاکم)

علی بن ربیعہ کہتے ہیں کہ ہم حضرت علی کے ہمراہ سفر کیلئے نکلے تو ہم نماز میں قصر کرتے تھے۔ حالانکہ ہمارے مکانات ہم کو نظر آ رہے تھے پھر جب ہم واپس ہوئے تو بھی ہم نماز میں قصر کرتے تھے اور اپنے مکانات ہم کو نظر آتے تھے۔

عن ابی حرب ان علیا خرج من بصرة فصلی الظهرا ثم قال انا لوجاوزنا هذا الخص لصلینا رکعتین۔ (ابن ابی شیبہ)

حضرت ابن حرب سے مروی ہے کہ حضرت علی بصرہ سے چلے تو آپ نے ظہر کی چار رکعت پڑھیں اور فرمایا اگر ہم اس سے آگے نکل جاتے تو دو رکعتیں پڑھتے۔

❀ **كان رسول الله صلى الله عليه وسلم اذا خرج من هذه المدينه لم يزل يصلى ركعتين حتىٰ يرجع اليها۔** (ابوداؤد)

حضرت عمر سے مروی ہے کہ حضور علیہ السلام جب اس مدینہ سے سفر کرنے کیلئے گئے تو ہمیشہ آپ نے دو رکعتیں پڑھیں حتیٰ کہ واپس مدینہ آ گئے۔

ان حدیثوں سے واضح ہوا کہ محض نیت سفر سے مسافر نہیں ہوتا۔ بلکہ اس وقت ہوگا جبکہ بستی کی آبادی باہر ہو جائے۔ خواہ اس بستی اور شہر کے مکانات نظر بھی آئیں۔ اسی طرح جب واپس ہو تو اس وقت تک نماز میں قصر کیا جائے گا۔ جب تک کہ اپنے شہر کی آبادی میں داخل نہ ہو جائے۔

مسائل ضروریہ

۱) آبادی سے باہر جانے سے یہ مراد ہے کہ جدھر جا رہا ہے اس طرف آبادی ختم ہو جائے۔ اگرچہ اس کی محاذات میں دوسری طرف ختم نہ ہوئی ہو۔ (غنیۃ)

۲) سفر کیلئے یہ بھی ضروری ہے کہ جہاں سے چلا وہاں تین دن کی راہ یعنی ساڑھے اٹھاون میل جانے کا ارادہ ہو تو اگر دو دن کی راہ کے ارادہ سے نکلا۔ وہاں پہنچ کر دوسری جگہ کا ارادہ کیا کہ وہ بھی تین دن سے کم راستہ ہے۔ اسی طرح ساری دنیا گھوم گیا۔ مسافر نہ ہوگا۔ (غنیۃ و در مختار)

۳) یہ بھی شرط ہے کہ تین دن کا ارادہ متصل سفر کا ہو۔ اگر یوں ارادہ کیا کہ مثلاً دو دن کی راہ پر پہنچ کر کام کرنا ہے۔ وہ کر کے پھر ایک دن کی راہ جاؤں گا تو تین دن کی راہ کا متصل ارادہ نہ ہوا۔ لہٰذا مسافر نہ ہوا۔ (فتاویٰ رضویہ)

۴) تین دن کی راہ کو تیز سواری مثلاً کار یا ہوائی جہاز وغیرہ سے دو دن کی مدت یا

اس سے کم میں طے کیا تو مسافر ہی ہے۔

نیت اقامت کے شرائط

۱) مسافر اس وقت تک مسافر ہے جب تک اپنی بستی میں پہنچ نہ جائے یا کسی آبادی میں پورے پندرہ دن ٹھہرنے کی نیت نہ کرے۔

۲) نیت اقامت ہونے کیلئے چھ شرطیں ہیں۔

اوّل چلنا ترک کرے تو اگر چلنے کی حالت میں اقامت کی نیت کی تو مقیم نہ ہوگا۔

دوم وہ جگہ اقامت کی صلاحیت رکھتی ہو' تو اگر جنگل یا غیر آباد ویران مقام میں اقامت کی مقیم نہ ہوگا۔

سوم پندرہ دن ٹھہرنے کی نیت ہو۔ اس سے کم ٹھہرنے کی نیت سے مقیم نہ ہوگا۔

چہارم یہ نیت ایک ہی جگہ ٹھہرنے کی ہو تو اگر دو موضعوں میں پندرہ دن ٹھہرنے کی نیت کی' مثلاً لاہور میں دس دن اور سیالکوٹ میں پانچ دن مقیم نہ ہوگا۔

پنجم اپنا ارادہ رکھتا ہو۔ یعنی کسی کا تابع نہ ہو۔

ششم اس کی حالت اس کے ارادہ کے منافی نہ ہو۔ اس سلسلہ کی چند حدیثیں یہ ہیں۔

❀ **ان انس بن مالك اقام بالشام شهرين مع عبدالملك بن مروان يصلي ركعتين۔** (بیہقی)

حضرت انس بن مالک شام میں عبدالملک کے ساتھ دو ماہ ٹھہرے دو دو رکعت ہی پڑھتے تھے۔

❀ **عن جابر ان النبی صلی الله علیه وسلّم اقام بتبوك عشرین یوماً یقصر الصلاة۔** (ابوداؤد و بیہقی)

حضرت جابر سے مروی ہے کہ حضور علیہ السلام تبوک میں بیس روز ٹھہرے' نماز میں

قصر کرتے تھے۔

✿ **عن ابن عباس قال اقام النبی صلی اللہ علیہ وسلم بخیبر اربعین لیلة یقصر الصلوٰة۔** (عبدالرزاق)

حضرت ابن عباس سے مروی ہے کہ حضور علیہ السلام خیبر میں چالیس رات ٹھہرے نماز قصر کرتے تھے۔

ان حدیثوں سے واضح ہوا کہ جب تک اقامت کی نیت نہ کرے۔ اس وقت تک مسافر ہی ہے۔ خواہ کسی جگہ بیس برس ہی کیوں نہ ٹھہرا رہے۔ چنانچہ حضرت ابن عمر حضرت سعید ابن المسیب وسعید بن جبیر وابن عباس رضی اللہ عنہم سے روایت ہے۔

اِذا اقام المسافر خمس عشرة لیلة اقم الصلوٰة وما کان دونه فلیقصر۔

جب مسافر پندرہ راتیں ٹھہرنے کی نیت کرے تو پوری نماز پڑھے اور اگر اس سے کم ٹھہرے تو قصر کرے۔

۲) **اذا اجمع علیٰ خمس عشرة صلی اربعا۔**

(ابن جریر، مؤطا امام محمد، ابن ابی شیبہ، طحاوی)

۲) جب ۱۵ دن ٹھہرنے کا ارادہ کرے تو اب چار رکعت پڑھے۔

بحالت سفر صرف فرض میں قصر کرے

مسافر پر واجب ہے کہ چار رکعت والے فرض کو دو پڑھے۔ لیکن نماز مغرب کی تین رکعت پڑھے۔ اسی طرح وتر اور سنت مؤکدہ میں قصر ہے اور نہ سفر میں معاف ہیں۔ اسی طرح نوافل پڑھنا چاہے تو پڑھ سکتا ہے۔ منع نہیں ہیں۔ اس سلسلہ کی چند حدیثیں یہ ہیں۔

✿ **عن ابی عمر انه' سئل عن الصلاة فی السفر فقال رسول اللہ**

صلی اللہ علیہ وسلم رکعتین رکعتین الا المغرب۔ (ابوداؤد)

حضرت ابن عمر نے حضور علیہ السلام سے سفر کی نماز کے متعلق دریافت کیا تو آپ نے فرمایا دو رکعتیں دو رکعتیں مگر مغرب کی۔

❀ حضرت نافع سے مروی ہے کہ حضرت ابن عمر سفر کی حالت میں اپنی سواری پر۔

کان یصلی علی رحیلته ویو تربا لارض ویزعم ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کان یفعل کذالك۔

نفل پڑھتے۔ جب وتر کا ارادہ کرتے تو زمین پر اتر کر ادا کرتے اور یہ گمان کرتے تھے کہ نبی علیہ السلام بھی ایسے ہی کیا کرتے تھے۔

❀ عن ابنِ عباس قال اَقَامَ النَّبِیُّ صلی اللّٰہ عَلَیہِ وَاٰلِہٖ وَسَلم تسعه عَشَرَ یَقصِرُ فنحنُ اِذَا سَافِرنَا تسعة عشر قَصَّرنَا وَان زِدنَا واَتمَمنَا۔

(بخاری)

حضرت ابن عباس سے روایت ہے کہ حضور علیہ السلام مکہ میں ۱۹ دن ٹھہر، قصر کرتے رہے تو ہم سفر میں ۱۹ دن ٹھہریں تو قصر کرتے ہیں۔ اگر اس سے زیادہ ٹھہریں تو پوری نماز پڑھتے ہیں۔

فوائد

بخاری کی اس حدیث میں یہ ہے کہ حضور علیہ السلام مکہ میں ۱۹ دن ٹھہرے۔ دوسری روایت میں ۱۷ دن ٹھہرنے کا ذکر ہے اور روایت ابوداؤد عن عمران بن حصین میں ۱۸ دن اور روایت نسائی عن عراک بن مالک میں ۱۵ دن کا ذکر ہے تو یہ حدیثوں میں تعارض نہیں ہے۔ کیونکہ جس راوی نے ۱۹ دن ذکر کیے اس نے مکہ میں داخل ہونے اور مکہ سے واپس ہونے کے دنوں کو شمار کرلیا اور جس نے ۱۷ دن روایت کیے اس نے مکہ سے خروج و دخول کے دو دن ساقط کر دیئے اور جس نے ۱۸ دن روایت کیے اس نے

دخول وخروج میں سے ایک کو شمار کیا اور ایک کو ساقط کر دیا۔ اور جس نے ۱۵ دن روایت کئے اس نے دخول وخروج میں سے ایک شمار کیا اور ایک کو ساقط کر دیا اور جس نے ۱۵ دن روایت کئے اس نے اصل قیام صرف ۱۷ دن خیال کیا اور دخول وخروج کے دوران ساقط کر دیئے تو ۱۵ دن بیان کر دیئے۔ **هكذا اجمع البيهقي بين هذا الاختلاف۔** (تحفۃ الاحوذی ج۱ص ۳۸۵) (۲) واضح ہو کہ احناف کا مسلک یہ ہے کہ جب تک مسافر کسی شہر یا گاؤں پندرہ دن مستقل طور پر قیام کی نیت نہ کرے، اس وقت تک مسافر ہی رہے گا اور نماز میں قصر کرے گا تو اگر کوئی شخص کسی شہر میں پندرہ دن سے زائد ٹھہرا، مگر اس کا ارادہ مستقل نہ تھا۔ اسی تردد میں رہا کہ آج واپسی ہوگی، کل واپسی ہوگی۔ حتیٰ کہ سال دو سال بیس سال تک کسی ایک شہر میں اسی طرح گزر گئے تو ایسی صورت میں چونکہ پندرہ ٹھہرنے کی نیت نہیں پائی گئی۔ اس لئے نماز میں قصر کیا جائے گا۔ چنانچہ بخاری کی زیر بحث حدیث سے بھی یہ ہی مسئلہ واضح ہوتا ہے۔ حضور علیہ السلام مکہ میں اس روایت کے بموجب ۱۹ دن ٹھہرے۔ مگر چونکہ آپ نے پندرہ دن مستقل طور پر ٹھہرنے کی نیت نہیں فرمائی تھی۔ اس لئے آپ نے نماز میں قصر کیا۔ یعنی ظہر وعصر و عشاء کی چار رکعتی نماز کو دو دو رکعت پڑھا۔ چنانچہ اس معنی کی تائید وتوثیق حدیث جابر بن عبداللہ سے بھی ہوتی ہے۔ بلکہ اس میں خود حضور علیہ السلام نے یہ تصریح فرمائی ہے کہ میں مسافر ہوں اس لئے قصر پڑھ رہا ہوں۔ ملاحظہ کیجئے۔

عن جابر قال اقمت مع رسول اللّٰه صلى الله عليه وسلم عام الفتح بمكة فاقام ثمان عشرة لايصلي الا ركعتين ثم يقول لاهل البلد صلوا اربعا فانا قوم سفر۔ (ابن ابی شیبہ)

حضرت جابر فرماتے ہیں کہ فتح مکہ کے موقع پر میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ اٹھارہ دن ٹھہرا حضور صلی اللہ علیہ وسلم دو رکعت پڑھتے تھے۔ اس کے بعد وہاں کے باشندوں سے

فرماتے تم چار رکعت ہی پڑھو کیونکہ ہم مسافر ہیں۔

دیکھئے اس حدیث میں خود حضور علیہ السلام نے یہ تصریح فرمادی کہ باوجود اس کے کہ قیام مکہ میں ۱۸ دن ہوگیا ہے مگر اس کے باوجود میں مسافر ہوں۔ قصر پڑھتا ہوں اور جو لوگ مکہ کے رہنے والے تھے۔ ان کو حضور ﷺ نے چار رکعت پڑھنے کی تاکید فرمائی جس سے یہ بات واضح ہوگئی کہ اگر کوئی شخص کسی شہر میں ۱۸ دن کیا بلکہ بیس سال تک بھی ٹھہرا رہے اور پندرہ دن تک ٹھہرنے مستقل طور پر نیت نہ کرے۔ متردد ہی رہے کہ آج جانا ہے' کل جانا ہے تو اس صورت میں وہ مسافر ہی رہے گا اور نماز میں قصر کرے گا۔ اس سلسلہ کی چند حدیثیں یہ ہیں۔ ان پر غور کیجئے۔ مذکورہ بالا مسئلہ ان حدیثوں سے واضح و ثابت ہے۔

۱) **ان النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم اقام بتبوک عشرین یوماً یقصه الصلوٰۃ۔** (ابوداؤد)

حضرت جعفر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور علیہ السلام غزوۂ بدر تبوک میں بیس دن ٹھہرے آپ نماز میں قصر کرتے تھے۔

علامہ نووی رحمۃ اللہ علیہ نے خلاصہ میں فرمایا یہ حدیث صحیح الاسناد اور بخاری و مسلم کی شرط پر ہے۔

۲) **عن ابن عباس قال اقام النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم بخیبر اربعین لیلة یقصر الصلوٰۃ۔** (عبدالرزاق)

حضرت ابن عباس سے مروی ہے کہ حضور علیہ السلام غزوۂ خیبر میں چالیس رات ٹھہرے۔ نماز میں قصر کرتے تھے۔

۳) حضرت نافع سے مروی ہے کہ حضرت ابن عمر آذربائیجان میں چھ مہینے ٹھہرے نماز میں قصر کرتے تھے اور فرماتے تھے جب تم قیام کی نیت کرلو۔

اذا ازمت اقامه فاتم۔ (عبدالرزاق)

پھر پوری نماز پڑھو۔

۴) مسور بن مخرمہ کہتے ہیں کہ ہم حضرت سعد بن وقاص کے ساتھ شام کے ایک گاؤں میں چالیس رات رہے۔

وکان یصلی رکعتین۔ (بیہقی)

تو وہ دو رکعت پڑھتے تھے۔

۵) حضرت عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور علیہ السلام مکہ میں پندرہ دن رہے تو

یقصر الصلوٰة۔ (عبدالرزاق)

نماز میں قصر کرتے تھے۔

٦) حضرت ہشام بن عروہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ انہوں نے ابن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے اس مسافر کے متعلق پوچھا جسے یہ معلوم نہیں کہ وہ کب واپس ہوگا۔

عن المسافر اذا کان لایدری حتیٰ یخرج یقول اخرج الیوم بل اخرج غداً بل الساعة فکان کذالك حتیٰ یاتی علیه لیال کثیرت یقصر ام ما یصنع قال یقصروا ان تماری به ذللك شهراً۔ (موطا امام محمد)

بس یہ کہتا ہے آج واپسی ہوگی کل واپسی ہوگی بلکہ ابھی واپسی ہوگی۔ وہ اسی تردد میں رہا حتیٰ کہ بہت راتیں اسی طرح گزر گئیں کہ وہ قصر کرے۔ آپ نے فرمایا قصر پڑھے اگرچہ اس پر ایک مہینہ ہی کیوں نہ گزر جائے۔ (موطا امام محمد)

دیکھئے ان حدیثوں میں پندرہ دن، چالیس دن، بیس دن، چھ مہینے ٹھہرنے کے ذکر کے ساتھ قصر کا بھی ذکر ہے۔ جس سے واضح ہوا کہ جب تک پندرہ دن ٹھہرنے کی نیت نہ کی جائے۔ اس وقت تک قصر ہی پڑھی جائے گی۔ خواہ کتنے دن ہی ٹھہرنا ہو جائے۔ جیسا کہ حدیث نمبر ٦ میں تو مسئلہ کو بالکل ہی واضح کر دیا گیا ہے۔

سفر میں قصر ضروری ہے

وَاِذَا ضَرَبْتُمْ فِی الْاَرْضِ فَلَیْسَ عَلَیْکُمْ جُنَاحٌ اِلٰی قَوْلِہٖ عَذَابًا مُّھِیْنًا۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ جب تم زمین پر چلو یعنی مسافر ہو تو تم کو نماز کے قصر کرنے میں کوئی گناہ نہیں۔ اخیر آیت عذابًا مھینا تک

ان تقصروا سے امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے یہ رائے قائم کی کہ بحالت سفر نماز کے قصر یا اتمام کا اختیار دیا گیا ہے۔ یعنی خواہ چار رکعتی نماز میں قصر کرے یا پوری پڑھے اور پوری پڑھنا افضل ہے۔

حضور علیہ السلام نے فرمایا:

صدقة تصدق اللہ تعالیٰ علیکم فاقبلوا صدقة۔ (مسلم)

(چار رکعتی نماز میں قصر) اللہ تعالیٰ نے تم پر صدقہ کیا ہے تو اس کو قبول کرو۔

❀ سیدنا امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک سفر میں قصر عزیمت ہے۔ رخصت نہیں۔ یعنی بحالت سفر چار رکعتی نماز میں قصر کرنا ضروری ہے۔ پوری پڑھنا جائز نہیں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے۔ حضور علیہ السلام نے فرمایا:

۱) فرضت الصلاة رکعتین رکعتین فاقرت صلاة السفر وزیدت صلوٰة الحضر۔ (بخاری و مسلم)

اوّل نماز کی دو دو رکعتیں فرض ہوئی تھیں تو سفر کی نماز تو دو رکعت ہی مقرر رہیں اور حضر کی نماز میں اضافہ ہوا۔

۲) فرض اللہ الصلاة علی لسان نبیکم فی الحضر اربع رکعات وفی السفر رکعتان وفی الخوف رکعة۔ (مسلم)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ تمہارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک پر اللہ تعالیٰ نے حضر میں چار رکعت اور سفر میں دو رکعت اور بحالت خوف ایک رکعت نماز

فرض کی۔

۳) **صلوٰۃ السفر رکعتان وصلاۃ الضحیٰ رکعتان وصلاۃ الفطر رکعتان وصلاۃ الجمعۃ رکعتان تمام غیر قصر علی لسان نبیکم محمد صلی اللہ علیہ وسلم۔**

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ زبان محمد الرسول اللہ ﷺ پر اللہ تعالیٰ نے سفر کی دو رکعت، عید بقر عید اور جمعہ کی دو رکعت فرض کیں پوری بغیر قصر کے۔

(نسائی وابن ماجہ وابن حبان)

یہ حدیثیں نص صریح ہیں کہ بحالت سفر چار رکعتی نماز دو رکعت ہی منجانب اللہ فرض کی گئی ہیں۔ لہٰذا اس فرض پر زیادتی نہیں ہونی چاہیے۔ اور حدیث مسلم کا جواب یہ ہے کہ اگرچہ قصر کو حضور ﷺ نے صدقہ فرمایا اور صدقہ کو قبول کرنے اور نہ کرنے کا اختیار ہوتا ہے۔ مگر اس صدقہ کے تو خود شارع نے یہ تخصیص فرما دی کہ اس کو قبول کرنے کا اختیار ہی نہیں ہے۔ چنانچہ فرمایا کہ

فاقبلوا صدقۃ۔

اس صدقہ کو قبول کرو۔

اور امر وجوب کیلئے ہوتا ہے اور یہاں عدم وجوب پر عمل کرنے کیلئے کوئی قرضہ بھی نہیں ہے۔ بلکہ وجوب پر مذکورہ بالا تینوں حدیثیں دال ہیں۔

❀……❀……❀

جمعہ اور اس کے مسائل و فضائل

جمعہ میم کے پیش کے ساتھ مشہور ہے اور اعمش نے میم کے سکون کے ساتھ اور واحدی عن فراء سے میم کا فتحہ اور زجاج سے میم کا کسرہ منقول ہے۔ ایام جاہلیت میں جمعہ کو عروبہ کہتے تھے۔ بلکہ ساتوں دنوں کے نام ان کے ہاں اور تھے۔ وہ یہ ہیں۔

۱) سبت (ہفتہ) کو شبار
۲) یوم ال حدار (اتوار) کو اوّل
۳) یوم الاثنین (پیر) کو اھون
۴) یوم الثلاث (منگل) کو جبار
۵) یوم الاربع (بدھ) کو دبار
۶) یوم خمیس (جمعرات) مونس
۷) یوم عروبا (جمعہ) کو کہتے تھے۔

جمعہ کو جمعہ اس لئے کہتے ہیں کہ اس دن ایک جگہ جمع ہو کر عبادت کی جاتی ہے۔ نماز پنجگانہ کو بھی باجماعت پڑھنا ضروری ہے۔ مگر فرض نہیں ہے۔ اگر کوئی شخص کسی وقت کی نماز باجماعت ادا نہ کر سکے تو تنہا بھی پڑھ سکتا ہے۔ مگر جمعہ کی نماز ایک ایسی عبادت ہے جس کیلئے جماعت شرط ہے اور جو بغیر جماعت کے ادا ہی ہوتی۔ اس سلسلہ کی چند احادیث یہ ہیں جن میں جمعہ کی اہمیت و فرضیت اور بلا عذر شرعی ترک جمعہ پر

سخت وشدید وعیدیں آئی ہیں۔

۱) حضور سید عالم ﷺ نے فرمایا:

ان اللّٰہ کتب علیکم الجمعۃ فِی مقامی ھذا فی ساعتی ھذہ فی شھری ھذا الیٰ یوم القیمۃِ۔

اس جگہ اس دن اس سال قیامت تک کیلئے اللہ تعالیٰ نے تم پر جمعہ فرض کر دیا۔

(طبرانی فی الاوسط)

۲) جس شخص نے جمعہ کی اذان سنی اور نماز کیلئے نہ آیا پھر دوسرے جمعہ سنی اور نہ آیا۔ اسی طرح مسلسل تین جمعہ تک کرتا رہا تو اس کے دل پر مہر لگادی جاتی ہے۔

طبع علیٰ قلبہ فجعل قلب منافق۔ (طبرانی)

اور اس کا دل ایک منافق کا دل بنادیا جاتا ہے۔

۳) لوگ جمعہ کی نمازیں ترک کرنے سے باز آجائیں۔ ورنہ اللہ تعالیٰ ان کے دلوں پر

اولنجمن اللہ علی قلوبھم ثم لیکونن من الغافلین۔۔ (مُ)

مہر فرمادیں گے پھر وہ غفلت میں مبتلا ہو کر رہیں گے

۴) میں نے چاہا کہ اپنی جگہ کسی کو نماز پڑھانے کیلئے مقرر کروں اور

ثم احرق علی رحال یتخلفون عن الجمعۃ بیوتھم۔ (مسلم واحمد)

ان لوگوں کے گھروں کو آگ لگادوں جو جمعہ کی نماز کیلئے نہیں آئے۔

۵) جو کوئی اللہ روز آخرت پر ایمان رکھتا ہو۔ اس پر جمعہ کے دن نماز فرض ہے۔

فمن استغنی بلھوا او تجارۃ استغنی اللہ عنہ واللہ غنی حمید۔

(دارقطنی)

پھر جو کسی کھیل تماشے یا تجارت کی وجہ سے بے پروائی برتے اللہ اس سے بے

نیازی برتے گا اور اللہ پاک بے نیاز ہے۔

فضائل جمعہ

جمعہ کی فضیلت واہمیت کے سلسلہ میں چند حدیثوں کے خلاصے یہ ہیں۔ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا:

۶) جمعہ کا دن تمام دنوں کا سردار ہے۔ اللہ کے نزدیک عید الضحیٰ وعید الفطر سے بھی اعظم ہے۔ اسی دن اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم کو پیدا کیا۔ اسی دن ان کو زمین پر اتارا۔ اسی دن ان کو وفات دی۔ جمعہ کے دن ایک ایسی ساعت ہے کہ بندہ اس وقت جس چیز کا سوال کرے وہ عطا فرمائے گا۔ جب تک حرام کا سوال نہ کرے اور اسی دن قیامت قائم ہوگی۔ (احمد وابن ماجہ)

۷) جمعہ مسکینوں کا حج ہے۔ (ابن عساکر)

۸) جمعہ کے دن نیکی کرنے کا ثواب ملتا ہے۔ (طبرانی)

۹) جمعہ کے دن مرنے والا فتنۂ قبر سے محفوظ ہے۔ (ترمذی واحمد)

۱۰) جمعہ گناہوں کا کفارہ ہوتا ہے۔ (ابن ماجہ)

۱۱) جمعہ افضل الایام ہے۔ اسی میں آدم علیہ السلام پیدا ہوئے۔ اسی میں انتقال کیا۔ نفخہ وصعقہ بھی اسی میں ہے۔ جمعہ کے دن مجھ پر درود کی کثرت کرو۔ تمہارا درود مجھ پر پیش کیا جاتا ہے۔ (نسائی وابن ماجہ)

۱۲) جمعہ کے دن وضو وغسل کرنا و مسواک کرنا، ناخن ترشوانا، اچھے ستھرے کپڑے پہننا، عمامہ باندھنا، تیل وخوشبو لگانا مستحب ہے۔ (طبرانی، نسائی، ترمذی، ابن ماجہ، موطا امام محمد)

وجوب جمعہ کی شرطیں

قرآن مجید میں جمعہ کی فرضیت واہمیت تو اس وقت کے ساتھ بیان کی گئی ہے

کہ جمعہ کیلئے سعی کرنے اور تمام کاروبار چھوڑ دینے کا حکم دیا گیا ہے۔ مگر جمعہ کی نماز کہاں اور کب پڑھی جائے۔ کس پر جمعہ واجب ہے اور کس پر نہیں۔ یہ سب امور حضور سید عالم ﷺ کی ہدایت پر چھوڑ دیئے گئے۔ پھر ایک جمعہ ہی کیا۔ قرآن مجید میں سوائے چند امور کے باقی پورے دینی نظام کے صرف اصول ہی بتائے گئے ہیں۔ لیکن ان کی جزیات کی تبیین وتشریح حضور علیہ السلام کے قول وعمل پر مبنی قرار دی گئی ہے۔ چنانچہ جمعہ کے متعلق بھی تفصیلی امور ہمیں حضور علیہ السلام کے ارشادات اور آپ کے متواتر عمل سے ہی ملتے ہیں۔ فقہاء کرام نے ارشاد نبوی ﷺ جمعہ کے واجب ہونے کی حسب ذیل شرائط اخذ کی ہیں۔ یعنی جن افراد میں یہ شرطیں پائی جائیں۔ ان پر جمعہ کی نماز پڑھنا فرض ہے اور اگر ان میں سے ایک بھی معدوم ہو تو جمعہ فرض نہیں ہے۔ وہ شرائط یہ ہیں۔

(۱) عاقل ہو مجنون نہ ہو۔ (۲) بالغ ہو نابالغ نہ ہو۔ عاقل و بالغ ہونا خاص جمعہ ہی کیلئے نہیں بلکہ ہر عبادت کیلئے شرط ہے۔ (۳) شہر میں مقیم ہو مسافر نہ ہو۔ (۴) صحیح وتندرست ہو بیمار یا معذور نہ ہو۔ مریض سے مراد وہ ہے جو مسجد جمعہ تک نہ جا سکتا ہو یا چلا تو جائے گا۔ مگر مرض بڑھ جائے گا یا دیر میں اچھا ہوگا۔ شیخ فانی مریض کے حکم میں ہے۔ اسی طرح نابینا پر بھی جمعہ فرض نہیں اور اپاہج پر بھی۔ اگرچہ یہ دونوں خود مسجد تک جاسکیں یا کوئی انہیں پہنچادے۔ کیونکہ یہ معذور ہیں۔ اسی طرح جس کو بادشاہ یا چور یا کسی کا خوف ہو۔ یا مینہ آندھی یا سردی ہو۔ یعنی ایسی بارش یا آندھی یا سردی ہو کہ جس سے نقصان پہنچنے کا خوف صحیح ہو تو یہ بھی عذر شرعی ہے اور ایسی صورت میں بھی جمعہ فرض نہیں۔ یہ ہی حکم قیدی کا ہے۔ (۵) آزاد ہو مملوک نہ ہو۔ (۶) مرد ہو بچہ اور عورت پر جمعہ فرض نہیں اور ان شرائط کا ماخذ حدیث ذیل ہے۔

۱) طارق بن شہاب سے روایت ہے۔ حضور علیہ السلام نے فرمایا:

الجمعة حق واجب علی کل مسلم فی جماعت الاربعة عبد

مملوك او امراةٌ اوصبیٌ او مریض۔

جمعہ ہر مسلمان پر جماعت کے ساتھ واجب ہے۔ مگر یہ چار عبد مملوک' عورت' بچہ اور مریض۔ (ابوداؤد)

۲) حضرت جابر سے روایت ہے۔ حضور علیہ السلام نے فرمایا:

من كان يؤمِنُ باللّٰهِ واليوم الاخر فعليه الجمعه الا امراة او مسافراً او عبدا او مريضا۔ (دارقطنی وبیہقی)

جو اللہ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتا ہے اس پر جمعہ واجب ہے' مگر عورت مسافر' غلام اور مریض۔

۳) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ حضور سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

خمسة لاجمعة عليهم المراة والمسافر والعبد والصبى واهل البادية۔ (طبرانی فی الاوسط)

پانچ قسم کے لوگوں پر جمعہ نہیں۔ عورت' مسافر' غلام' بچہ اور دیہاتیوں پر۔

۴) حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ حضور علیہ السلام نے فرمایا:

الجمعه واجبة الا ما ملكت ايمانكم اوذى علة۔

(طبرانی' فی الکبیر وبیہقی فی شعب الایمان)

جمعہ واجب ہے مگر ان پر نہیں جو تمہاری ملک میں ہوں (غلام) یا بیمار ہوں۔

فائدہ

جن افراد میں وجوب جمعہ کی شرطیں نہ پائی جائیں۔ یعنی ان پر جمعہ فرض نہ ہو۔ جیسے مسافر' غلام' مریض۔ تو اگر یہ جمعہ میں شریک ہوں تو جمعہ ہو جائے گا۔ بلکہ مرد عاقل و بالغ کیلئے جمعہ فرض ہونے کی صورت میں بھی جمعہ پڑھنا افضل ہے۔ چنانچہ مذکورہ بالا حدیث کا بھی یہ ہی مطلب ہے کہ اگر مذکورہ بالا لوگ جمعہ کی نماز پڑھیں تو

درست ہے۔ چنانچہ عہد نبوی ﷺ میں عورتیں اور غلام جمعہ میں شریک ہوتے تھے۔ حتیٰ کہ اندھوں اور اپاہجوں کو بھی اگر کوئی مسجد میں پہنچا دیتا یا وہ خود کسی طرح پہنچ جاتے تو جمعہ کی نماز ادا کر لیتے تھے۔ ان میں سے کسی کو حضور علیہ السلام یا صحابہ کرام نے یہ نہیں فرمایا کہ تم پر جمعہ فرض ہی نہیں ہے۔ لہٰذا تم ظہر پڑھو۔ ورنہ ترک ظہر کی وجہ سے گنہگار ہوں گے۔ اس بنا پر ہمارے فقہاء نے فرمایا کہ وہ لوگ جن پر جمعہ فرض ہی نہیں ہے وہ جمعہ پڑھیں تو جائز ہے۔ کیونکہ ان لوگوں سے فرض جمعہ کے سقوط کی وجہ یہ نہیں ہے کہ اس نماز میں کوئی ایسی بات ہے جو ان کی شرکت سے مانع ہو۔ بلکہ ان کو تکلیف سے بچانے کیلئے مستثنیٰ کیا گیا۔ اگر یہ اس تکلیف کو برداشت کر لیں تو پھر اداء نماز میں یہ بھی دوسرے لوگوں کے ساتھ مساوی ہوں گے۔ (مسبوط ج ۲ ص ۲۴) جن کو رعایت دی گئی ہے یعنی غلام، مسافر، مریض وغیرہ۔ وہ اگر اس رعایت سے فائدہ اٹھائیں اور جمعہ کی نماز میں شریک نہ ہوں تو نہ ان سے آخرت میں کوئی باز پرس ہوگی اور نہ اس دنیا میں ان پر زبان طعن دراز کرنا جائز ہوگا۔ کیونکہ جب خود شارع علیہ السلام نے انہیں رعایت دی ہے تو کسی کو نہ تو اس رعایت کے چھیننے کا اختیار ہے اور نہ رعایت سے فائدہ اٹھانے والوں پر اعتراض کا حق ہے۔

ادائے جمعہ کی شرائط

یہ تو تھیں وجوب جمعہ کی شرطیں جو مصلی کی ذات میں پائی جانی ضروری تھیں۔ دوسری قسم کی وہ شرائط ہیں جو ادائے جمعہ اور صحت جمعہ کیلئے جنہیں رکن قرار دیا گیا ہے۔ یعنی جہاں یہ شرطیں پائی جائیں وہاں جمعہ پڑھا جائے گا اور جہاں ان میں سے ایک بھی مفقود ہو وہاں جمعہ ادا ہی نہ ہوگا۔ وہاں کے لوگوں کیلئے ظہر پڑھنا فرض ہے۔ جمعہ کی نماز اگر پڑھیں گے تو وہ نفل قرار پائیں گے اور ظہر پڑھنا پھر بھی ان کیلئے فرض ہوگا۔ وہ شرائط یہ ہیں۔

اوّل، وقت ظہر کا ہونا

یعنی جو وقت نماز ظہر کیلئے ہے وہی جمعہ کیلئے ہے اور دلیل اس کی حضور علیہ السلام کا عمل متواتر ہے کہ حضور علیہ السلام اور صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین نے جمعہ کی نماز ہمیشہ ظہر کے وقت پڑھی۔ لہٰذا جمعہ کا وقت ظہر کا وقت ہے۔ حضرت انس فرماتے ہیں کہ

یصلی الجمعة حین تمیل الشمس۔ (بخاری، ترمذی، ابوداؤد)

حضور علیہ السلام زوال کے بعد جمعہ ادا فرماتے تھے۔

دوم، خطبہ

خطبہ بھی ادائے جمعہ کی شرط ہے۔ کیونکہ حضور علیہ السلام اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے کبھی خطبہ کے بغیر جمعہ نہیں پڑھا۔ لہٰذا جمعہ کی نماز کیلئے خطبہ بھی ضروری ہے اور خطبہ کیلئے یہ امور بھی شرط ہے۔ وقت میں ہو، نماز سے پہلے ہو، جماعت کے سامنے ہو۔ جو جمعہ کیلئے شرط ہے، یعنی خطیب کے سوا تین مردوں کا ہونا۔ اور اتنی آواز سے ہو کہ پاس والے سن لیں اور دلیل اس کی حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا عمل متواتر ہی ہے۔

۲) خطبہ ذکر الٰہی کا نام ہے۔ اگرچہ ایک بار **الحمدللہ** یا **سبحان اللہ** یا **لا اِلٰہ اِلّا اللہ** کہا اسی قدر سے فرض ادا ہو گیا مگر اتنے پر اکتفا کرنا مکروہ ہے۔

جمعہ کے خطبہ کے مسائل

خطبہ میں یہ چیزیں سنت ہیں ✿ خطیب کا پاک ہونا ✿ کھڑا ہو کر خطبہ دینا ✿ خطبہ سے پہلے خطیب کا بیٹھنا ✿ خطیب کا منبر پر ہونا ✿ سامعین کی طرف منہ ہونا اور قبلہ کی طرف پیٹھ کرنا ✿ حاضرین کا متوجہ بام ہونا ✿ خطبہ سے پہلے اعوذ باللہ آہستہ پڑھنا ✿ اتنی زور سے خطبہ پڑھنا کہ لوگ سن سکیں ✿ الحمد سے شروع کرنا ✿ اللہ عزوجل کی ثناء کرنا ✿ اللہ عزوجل کی وحدانیت اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت

کی شہادت دینا ✿ حضور ﷺ پر درود بھیجنا ✿ کم از کم ایک ایک آیت کی خطبہ میں تلاوت کرنا ✿ پہلے خطبہ میں وعظ و نصیحت ہونا ✿ دوسرے میں حمد و ثناء و درود و شہادت کا اعادہ کرنا ✿ دوسرے خطبہ میں مسلمانوں کیلئے دعا کرنا ✿ دونوں خطبوں کے درمیان بقدر تین آیت کے بیٹھنا ✿ بہتر یہ ہے کہ منبر و محراب کے بائیں جانب ہو ✿ دوسرے خطبہ میں آواز بہ نسبت پہلے خطبہ کے پست ہو اور خلفاء راشدین و عمین مکرمین حضرت حمزہ و عباس رضی اللہ عنہم کا ذکر ہو ✿ خطبہ میں بادشاہ اسلام کی ایسی تعریف جو اس میں نہ ہو' حرام ہے۔ جیسے مالک' رقاب الامم کہ یہ محض جھوٹ اور حرام ہے۔

مذکورہ بالا مسائل حسب ذیل حدیثوں سے اخذ ہوئے ہیں۔

۱) **عن السائب بن یزید قال کان یوذن بین یدی رسول الله صلی الله علیه وسلم اذا جلس علی المنبر یوم الجمعة علی باب المسجد۔**

(ابوداؤد)

سائب بن یزید کہتے ہیں کہ موذن حضور ﷺ کے سامنے مسجد کے دروازہ پر جمعہ کے دن اس وقت اذان دیتا جب کہ حضور ﷺ منبر پر جلوہ فرما ہوتے۔

۲) **کان یوذن بلال علی باب المسجد علی عهد رسول الله صلی الله علیه وسلم و ابی بکر و عمر۔** (طبرانی و ابن خزیمہ)

انہی سے مروی ہے کہ حضرت بلال حضور ﷺ کے عہد مبارک میں اور حضرت ابوبکر و عمر کے زمانہ میں مسجد کے دروازہ پر اذان دیتے تھے۔

۲) **وان ابن عمر قال کان رسول الله صلی الله علیه وسلم اذا خرج یوم الجمعة فقعد علی المنبر اذن بلال۔** (حاکم فی المستدرک)

حضرت ابن عمر فرماتے ہیں جب حضور ﷺ جمعہ کے دن برآمد ہو کر منبر پر جلوہ فرما ہو جاتے تو بلال اذان دیتے۔

ان احادیث سے واضح ہوا کہ خطبہ کی اذان خطیب کے سامنے ہو اور خارج مسجد ہو۔ اور اذان اس وقت ہو جبکہ خطیب منبر پر بیٹھ جائے۔

۴) حضرت عطا سے مرسلا مروی ہے کہ جمعہ کے دن جب حضور علیہ السلام منبر پر جلوہ افروز ہوتے تو۔

استقبل الناس بوجهه۔ (عبدالرزاق)

اپنا چہرہ سامعین کی طرف رکھتے تھے۔

۵) حضرت ابن عمر سے مروی ہے کہ حضور علیہ السلام جب منبر پر جلوہ فرما ہوتے تو آپ خطبہ کیلئے کھڑے۔

جلس قبل الخطبة جلسة خفيفه۔ (بخاری)

خطبہ ہونے سے قبل ذرا دیر بیٹھ جاتے۔

۶) حضرت جابر ابن سمرہ فرماتے ہیں حضور علیہ السلام جمعہ کے دن خطبہ ارشاد فرماتے تو کھڑے ہوکر

يخطب قائم ثم يجلس ثم يقوم فيخطب قائم۔ (ابوداؤد' مسلم' نسائی)

خطبہ دیتے۔ پھر بیٹھتے۔ پھر کھڑے ہوکر خطبہ دیتے۔

۷) حضرت ابن عمر سے روایت ہے کہ حضور علیہ السلام کے جمعہ کے دن دو خطبے ہوتے۔ دونوں خطبوں

خطبتانِ يجلس بينهما يقرء القرآن ويذكر الناس۔ (مسلم)

خطبے کے درمیان بیٹھتے' قرآن مجید پڑھتے اور وعظ فرماتے۔

۸) جابر ابن سمرہ کہتے ہیں کہ میں نے حضور علیہ السلام کو جمعہ کے دن خطبہ دیتے ہوئے دیکھا۔

يخطب يوم الجمعة قائم ثم يقعد قعدة لايتكلم ثم يقوم يخطب

خطبة اخرىٰ۔ (نسائی)

آپ نے کھڑے ہو کر خطبہ دیا۔ پھر بیٹھ گئے (خاموش) پھر کھڑے ہوئے اور دوسرا خطبہ دیا۔

۹) حضرت جابر فرماتے ہیں کہ حضور علیہ السلام جمعہ کے خطبہ میں

یحمد اللہ ویثنیٰ علیه وقد علا صوته۔ (مسلم)

اللہ کی حمد وثناء فرماتے اور بلند آواز سے خطبہ دیتے۔

۱۰) احادیث سے واضح ہوا۔ جمعہ کیلئے دو خطبے دیئے جائیں۔ دونوں خطبوں کے درمیان ذرا دیر بیٹھا جائے اور خطبہ اللہ کی حمد وثنا اور وعظ وتذکیر پر مشتمل ہوں اور اس میں قرآن پاک کی کوئی آیت تلاوت کی جائے۔

۱۱) حضرت ابوہریرہ سے روایت ہے۔ حضور علیہ السلام نے فرمایا:

اذ قال لصاحبك انصت والامام یخطب یوم الجمعة فقد لغوت۔

(بخاری، مسلم، ابوداؤد وترمذی)

جب تم نے اپنے ساتھی سے کہا خاموش رہو۔ دراں حالیکہ امام خطبہ دے رہا ہو تو اس نے لغو کام کیا۔

۱۲) **ثم انصت حتیٰ یفرغ الامام من خطبة ثم یصلی۔ (مسلم)**

حضور علیہ السلام نے فرمایا۔ جمعہ کا خطبہ خاموشی سے سنو۔ پھر نماز پڑھو۔

۱۳) **اذا قام علی المنبر استقبله الناس۔** (ابن ماجه)

حضور جب خطبہ کیلئے منبر پر جلوہ فرما ہوتے تو لوگ امام کی طرف متوجہ ہو جاتے۔

۱۴) **امرنا رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم باقصار الخطب۔**

(ابوداؤد)

ہمیں حضور ﷺ نے خطبہ کو مختصر رکھنے کا حکم دیا۔

۱۵) جابر ابن سمرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ جمعہ کے دن حضور ﷺ کا خطبہ طویل نہیں ہوتا تھا۔ بلکہ

انما ھن کلمات یسیرات۔ (ابوداؤد)

مختصر کلمات ہوتے تھے۔

ان احادیث سے واضح ہوا کہ خطبہ خاموش بیٹھ کر سنا جائے۔ بوقت خطبہ لوگ امام کی طرف متوجہ ہوں۔ خطبہ کے وقت سلام وکلام نہ ہو۔ خطبہ مختصر ہو۔ زیادہ لمبا خطبہ نہ ہو کہ لوگوں پر بار ہو۔

سوم جماعت

یعنی ادائے جمعہ کیلئے خطیب کے سوا تین مردوں کا ہونا ضروری ہے۔ اگر تین مرد غلام یا مسافر یا بیمار ہوں تو بھی جمعہ صحیح ہے۔ صرف عورتیں یا بچے ہوں تو نہیں۔ حضور علیہ السلام نے فرمایا:

الجمعة واجبةٌ علیٰ کل مسلم فی جماعةٍ۔ (دار قطنی)

جمعہ ہر مرد مسلمان پر جماعت کے ساتھ واجب ہے۔

چہارم اذن عام

یعنی وہ ایسی جگہ ہو۔ جہاں ہر شخص کو بلا روک ٹوک آنے کی اجازت ہو تو اس کا دروازہ کھلا ہو۔ جس کا جی چاہے آئے۔ کوئی روک ٹوک نہ ہو۔ حتیٰ کہ اگر جامع مسجد میں لوگ جمع ہو گئے۔ اور دروازہ بند کر کے جمعہ پڑھا۔ جمعہ نہ ہو گا۔ اسی طرح بادشاہ نے اپنے مکان میں یا اپنی رہائش گاہ کی مسجد میں جمعہ قائم کیا اور دروازہ پر دربانوں کو بٹھا دیا کہ لوگوں کو آنے نہ دے کارخانہ یا دفاتر کہ وہاں جمعہ ہو اور عام لوگوں کو اندر آنے کی اجازت نہ ہو۔ تو ان سب صورتوں میں جمعہ نہ ہو گا۔ اس کی دلیل یہ ہے کہ جمعہ بھی

پرائیویٹ مکان میں نہیں پڑھا گیا۔ حضور علیہ السلام آپ کے صحابہ کرام نے ہمیشہ ایسی جگہ جمعہ پڑھا جہاں پر ہر مسلمان کو حاضر ہونے کی عام آزادی ہو۔ لہٰذا جمعہ کیلئے اذنِ عام ضروری ہے۔

شرط پنجم، بادشاہِ اسلام

مگر یہ کوئی صحت جمعہ کیلئے لازمی شرط نہیں ہے کہ بادشاہ ہی کی اجازت سے جمعہ قائم ہو سکے۔ اسی لئے ہمارے فقہاء نے یہ تصریح کی ہے۔ بادشاہ اسلام کی شرط شرط اوّلیت ہے۔ شرط صحت نہیں ہے۔

۱) جامع الرموز میں ہے کہ سلطان سے مراد حاکم اکبر ہے جس کے زیر دست باقی حکام ہوں۔ خواہ وہ عادل ہوں یا ظالم اور طلاق عبارت مشعر ہے کہ سلطان کا مسلم ہونا صحت جمعہ کیلئے شرط نہیں۔

لان السلام ليس بشرط وهذا اذا امكن استيذانه والا فالسلطان ليس بشرط اجتمعوا على رجل جائز۔

یہ بھی اس صورت میں ہے جبکہ اس سے اجازت طلب کرنا ممکن ہو۔ ورنہ پھر جمعہ کیلئے سلطان شرط نہیں تو اگر لوگ متفق ہو کر ایک شخص کو امام مقرر کرلیں تو جمعہ جائز ہے۔

۲) صاحب بدائع نے اس کی دلیل میں لکھا ہے کہ جب سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ محصور ہو گئے تو مسلمانوں نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کو امام مقرر کر کے جمعہ کی نماز ادا کی تھی۔ ظاہر ہے کہ اس فتنہ کے موقع پر نہ تو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے اجازت طلب کرنے کی کسی کو ہمت تھی اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم اس وقت خلیفہ اور امام مقرر ہوئے تھے۔ **فعلم ان اقامة الجمعة غير مشروطة عندهم بالاذن** ۔ اس واقعہ سے معلوم ہوا سلطان کا ہونا صحت جمعہ کیلئے شرط نہیں ہے۔ ورنہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم

بلا اذان امام محض اپنی اجازت واتفاق سے جمعہ نہ پڑھے۔ اس کے بعد لکھتے ہیں۔ کرخی نے ذکر کیا۔ اس میں کوئی حرج نہیں کہ

ذکر الکرخی انه لایاس ان یجمع الناس علی رجل یصلی بهم الجمعة وهکذا مروی عن محمد ذکره فی العیون۔ (العیون)

لوگ کسی ایک کو امام مقرر کر کے جمعہ پڑھ لیں۔ امام محمد رحمۃ اللہ علیہ سے بھی یہی روایت ہے۔ (عیون میں)

۳) علامہ بحر العلوم نے بھی رسائل الارکان میں مذکورہ بالا واقعہ سے استدلال کرتے ہوئے شرط سلطان کو صحت جمعہ ہونے کی ضروری شرط ہونے کی نفی فرمائی ہے۔

۴) مولانا عبدالحی رحمۃ اللہ علیہ نے عمدۃ الرعایہ میں تصریح کی۔

انما هو علی سبیل الاولویة حیث لاتتعد الجمعة وحیث تعددت فلا حاجة اِلیٰ ذٰلِكَ۔

شرط اولویت کی شرط ہے تاکہ جمعہ متعدد جگہ نہ ہو۔ مگر جب متعدد جگہ ہو تو اب اس شرط کی حاجت نہیں۔

۵) حضرت شیخ محقق عبدالحق محدث دہلوی اشعۃ اللمعات وفتح المنان میں لکھتے ہیں۔ شرط سلطان صحت جمعہ کیلئے نہیں۔ بلکہ قطع منازعت کیلئے ہے کیونکہ جمعہ وعیدین مجمع عظیم کے ساتھ ادا ہوتی ہے تو ممکن ہے کہ امامت پر جھگڑا ہو تو اگر حاکم ہوگا تو اس کا احتمال نہ رہے گا پھر صاحب ہدایہ کی رائے لکھ کر فرماتے ہیں۔

وظاهره' یفید الاویویة والاحتیاط عقلاً لا لاشتراطِ وعلم جواز الصلوٰة بدونه شرعاً۔

کہ ظاہر یہی ہے شرط سلطان الویت کی شرط ہے احتیاطً وعقلاً نہ کہ شرعاً سلطان کی اجازت کے بغیر جمعہ جائز ہی نہ ہو۔

۶) علامہ بحرالعلوم رحمۃ اللہ علیہ نے رسائل الارکان میں مزید لکھا کہ میں کسی ایسی دلیل پر مطلع نہیں ہوا۔

لم اطلع علی دلیل یفید اشتراط امر السلطان وما فی الهدایه رای لایثبت به الاشتراط لاطلاق نصوص وجواب الجمعة۔ (رسائل الارکان)

جو سلطان کی شرط کو مفید ہو اور صاحب ہدایہ کا ارشاد یہ ان کی رائے ہے جو دلیل اشراط نہیں بن سکتی۔ کیونکہ وجوب جمعہ کی نصوص مطلق۔ (یعنی نصوص میں یہ شرط نہیں ہے)

غرضیکہ سلطانِ اسلام کے حضور اور اذن کی قید محض احتیاطی و عقلی ہے اور رفع منازعت کیلئے ہے، کسی نص صریح[1] پر مبنی نہیں ہے۔ لہٰذا اگر سلطان اسلام نہ ہو یا وہ اقامت جمعہ کے فرائض ادا نہ کرے تو مسلمان متفق ہو کر کسی کو امام مقرر کر کے جمعہ پڑھ

---

(۱) فقہا نے سلطان اسلام کی شرط جو بعض مصالح کی بنا پر مقرر کی ہے۔ اس کا ماخذ حسب ذیل احادیث ہو سکتی ہیں۔

۱) حضور علیہ السلام نے فرمایا جس نے جمعہ کو معمولی چیز اور ہلکا جان کر چھوڑ دیا۔ درآں حالیکہ اس کا حاکم **وله امام جائر او عادل فلا جمع الله شمله۔** (بدائع ج ۱ ص ۲۶۱) ظالم یا عادل امام موجود ہو تو اللہ کی پراگندگی کو دور نہیں فرمائے گا۔

۲) حسن بصری کا قول ہے کہ

اربع الی السلطان منها اقامة الجمعة والعیدین۔ (ابن ابی شیبہ)

چار چیزیں سلطان سے متعلق ہیں۔ ان میں سے اقامت و جمعہ و عیدین بھی ہے۔

ظاہر ہے حدیث مذکورہ سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ امام یا سلطان کے بغیر اقامت جمعہ جائز ہی نہ ہو۔ حدیث کا مطلب تو یہ ہے جہاں اسلامی نظام جماعت قائم ہو۔ وہاں جمعہ کا ترک کرنا اور بھی زیادہ شدید گناہ ہے۔ اسی طرح اثر حسن بصری کا مفہوم یہ ہے کہ ان چار چیزوں کا اہتمام سلطان کو کرنا چاہیے یا یہ کہ سلطان اگر موجود ہو تو ان چیزوں کے اہتمام کا حق اس کو ہے۔ لیکن اس کا یہ مطلب نہیں نکلتا کہ سلطان اسلام نہ ہو یا ہو تو مگر وہ ان چیزوں کا اہتمام ہی نہ کرے تو یہ کام بند رہیں۔ اگر کوئی کہے کہ لڑکی کی شادی کرنا باپ کا کام ہے یا باپ کا حق ہے تو اس کا یہ مطلب نہ ہوگا کہ اگر باپ نہ ہو تو لڑکی بیٹھی رہے۔

لیں تو جائز و درست ہے۔

جامع الرموز میں ہے۔

کل مصر فیه وال عن جهه کافر جاز فیه اقامة الجمعة و العیدین۔

ہر وہ شہر جس میں کافر کا مقرر کردہ حاکم موجود ہو وہاں بھی جمعہ وعیدین کا قائم کرنا جائز ہے۔

ششم، مصر

۱) یعنی صحت ادائے جمعہ کیلئے شہر یا فنا شہر کا ہونا شرط اور احناف کے نزدیک گاؤں میں جمعہ جائز نہیں ہے۔ شہر کی تعریف میں فقہاء کے گو متعدد قول ہیں لیکن صحیح اور مفتی بہ اور معمول بہ تعریف سیّدنا امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک یہ ہے کہ شہر وہ جگہ ہے۔ جس میں متعدد کوچے اور بازار ہوں اور وہ ضلع یا پرگنہ ہو اور اس کے متعلق دیہات گنے جاتے ہوں اور وہاں کوئی حاکم ہو جو اپنے دبدبہ و سوت کے سبب مظلوم کا انصاف ظالم سے لے سکے یعنی انصاف پر قدرت کافی ہے۔ اگر چہ نا انصافی کرتا اور بدلہ نہ لیتا ہو۔

۲) اور شہر کے اس پاس کی جگہ، جو شہر کی مصلحتوں کیلئے ہو اسے فنائے مصر کہتے ہیں۔ جیسے قبرستان، گھوڑ دوڑ کا میدان، فوج کے رہنے کی جگہ، کچہریاں، اسٹیشن کہ چیزیں شہر سے باہر ہوں، تو فنائے شہر میں ان کا شمار ہے اور وہاں جمعہ جائز ہے۔ چنانچہ حضرت علی و حضرت حذیفہ بن الیمان حضرت عطا حسن بن ابی الحسن، ابراہیم نخعی مجاہد، محمد بن سیرین و سفیان ثوری و سیدنا امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کا یہی مسلک ہے کہ گاؤں میں جمعہ درست نہیں۔ جمعہ یا شہر میں پڑھا جائے یا قصبہ میں یا ان کی فنا میں اور جو جگہ شہر کی ضرورتوں کیلئے نہ ہو اور اس کے شہر کے درمیان کھیت وغیرہ فاصل ہو تو وہاں جمعہ جائز نہیں۔ لیکن اکثر ائمہ یہ کہتے ہیں کہ اگر اذان کی آواز وہاں پہنچتی ہو یا وہ جگہ شہر سے دور ہو۔ مگر بلا تکلف واپس جا سکتا ہو، تو ان لوگوں کو جمعہ پڑھنا چاہیے یعنی جو لوگ شہر کے قریب گاؤں میں رہتے ہیں،

انہیں چاہیے کہ شہر آ کر جمعہ پڑھنے جائیں[1]۔ (درمختار و عالمگیری)

صحت ادائے جمعہ کیلئے مصر شرط ہے اور اس کے دلائل

چنانچہ اداء جمعہ کیلئے شہر کے شرط ہونے کے دلائل یہ ہیں۔

۱) ابوبکر ابن ابی شیبہ نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم سے روایت کیا۔

لاجمعة ولا تشریق ولا فطر ولا اضحیٰ الا فی مصرٍ جامع۔

کہ سوا مصر جامع کے نہ جمعہ ہوگا نہ تشریق نہ عید نہ بقرعید۔

اگرچہ ابن ابی شیبہ نے اسے موقوفاً روایت کیا ہے مگر یہ بات ہمارے مدعا کو مضر نہیں کیونکہ وہ احکام جن میں قیاس کو دخل نہ ہو۔ اس میں حدیث موقوف پر صحابی بھی مرفوع کے حکم میں ہوتی ہے۔ اور مذکورہ بالا روایت کا قول علی ہونا تو سب کو تسلیم ہے اور ظاہر ہے کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کا ادا جمعہ کیلئے مصر کی شرط لگانا اپنی رائے سے تو ہو نہیں سکتا۔ انہوں نے حضور ﷺ کے قول و عمل سے یہ معلوم کیا کہ جمعہ کیلئے شہر

---

(۱) اس کا ماخذ حسب ذیل حدیثیں ہو سکتی ہیں۔ امام ترمذی نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔
الجمعة علی من اواالاللیل الی اهله۔ جمعہ اس پر ہے جو رات تک اپنے اہل تک پہنچ سکے۔
مگر یہ حدیث ضعیف ہے۔ اس کے راوی سعید المقبری کو یحییٰ بن سعید القطان نے ضعیف قرار دیا۔ عراقی نے کہا انه غیر صحیح فلا حجة فیه۔ (نیل الاوطار ج ۳ ص ۲۲۶) لیکن یہ واضح رہے کہ اس حدیث سے دیہات میں اقامت جمعہ کی فرضیت تو درکنار جواز بھی ثابت نہیں ہوتا۔ کیونکہ اگر دیہات میں اقامت جمعہ جائز یا فرض ہوتا تو پھر بجائے مذکورہ فی الحدیث ہدایت کے یہ حکم دیا جاتا کہ یا تو شہر میں آ کر نماز جمعہ پڑھو۔ ورنہ اپنے گاؤں میں ہی جمعہ پڑھ لو۔
الجمعة علی من سمع النداء۔ جمعہ اس پر ہے جو اذان کی آواز سنے۔
لیکن یہ حدیث بھی مرفوع نہیں ہے۔ نیز اس کی اسناد میں بھی کلام کیا گیا ہے اور حدیث بخاری جس کا مضمون یہ ہے۔ عہد نبوی میں دیہات کے لوگ جمعہ کے دن مدینہ منورہ میں آ کر جمعہ پڑھا کرتے تھے۔ مگر یہ واضح رہے خود علامہ ابن حجر نے تسلیم کیا کہ اس حدیث سے دیہاتوں پر فرضیت جمعہ کا استدلال صحیح نہیں۔

شرط ہے۔ اس لئے انہوں نے اداء جمعہ کیلئے مصر کو شرط قرار دے دیا۔ لہٰذا جو روایت موقوف ہو اور اس میں قیاس کو دخل بھی نہ ہو یا وہ دوسری مرفوعات سے مؤید ہو، وہ بھی اعلیٰ درجہ کی مرفوع حدیث قرار پاتی ہے۔ ثانیاً اس حدیث کی ابن حزم نے تصحیح کی ہے اور اس کو مرفوعاً بھی روایت ہے اور امام عبدالرزاق[1] نے ایسے راویوں سے روایت کیا جو بخاری و مسلم کی شرط پر ہیں اور علامہ نووی نے اثر علی کے رفع کو جو ضعیف کہا ہے تو ایک سند سے اگر ضعیف ہے تو دوسری سند سے تو ضعیف نہیں ہے۔ تاہم اگر ضعیف بھی ہو تو دیگر احادیث صحاح اس کے مضمون کی تائید و توثیق کرتی ہیں جو رفع ضعف کیلئے کافی ہے۔ حضرت عمرہ بن زبیر عن عائشہ مروی ہے کہ

۲) **کان الناس ینتابون الجمعة من منازلهم والعوالی۔** (بخاری)

لوگ باری باری اپنی منزلوں اور عوامی سے (مدینہ میں) جمعہ کیلئے آیا کرتے تھے۔

اس حدیث سے واضح ہوا کہ عہد نبوی ﷺ میں دیہات کے مسلمان جمعہ پڑھنے کیلئے مسجد نبوی میں آتے تھے۔ ینتابون کا لفظ صاف و صریح طور پر اس امر کی نشاندہی کر رہا ہے۔ ایک جمعہ کو چند آدمی مدینہ میں جمعہ کیلئے آتے تھے اور باقی اپنے گھر پر رہتے پھر دوسرے جمعہ کو دوسری جماعت جو پہلے جمعہ کو نہ آئی تھی۔ مدینہ شریف میں جمعہ کیلئے آتی تھی اور پہلی جماعت اپنے گھر میں رہتی تھی۔

---

[1] مصنف عبدالرزاق کا سلسلہ سند یہ ہے کہ۔ اخبرنا معمر عن ابی اسحق عن الحارث عن علی رضی اللہ تعالیٰ عنه اور دوسری سند یہ ہے حدثنا جریر عن منصور عن طلحة عن سعد بن عبیدة عن ابی عبدالرحمن انه قال قال علی رضی اللہ تعالیٰ عنه اور ابن ابی شیبہ کی سند یہ ہے عبادبن العلوام عن حجاج عن ابی اسحق عن الحادث عن علی علامہ عینی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا کہ امام نووی کا یہ فرمانا کہ حدیث علی ضعیف متفق علیہ۔ تو متفق علیہ کا لفظ تو ان کا اپنا ہے۔ باقی رہا ضعف تو دراصل وہ صرف ابن شیبہ والی سند پر مطلع ہوئے جس میں حجاج بن ارطاۃ ہے۔ مگر وہ طریق جریر عن منصور پر مطلع نہیں ہوئے جس کی سند صحیح اور اگر ہو جاتی تو ضعیف نہ کہتے۔ (عینی ج ۳ ص ۲۶۴)

قابل غور بات یہ ہے کہ اگر دیہات کے رہنے والوں پر جمعہ فرض ہوتا تو اوّل تو ان کے گاؤں میں جمعہ قائم کرنا چاہیے تھا۔ یا پھر جو مدینہ میں جمعہ کیلئے حاضر نہ ہوتے تھے اور گاؤں میں جمعہ قائم کرنا چاہیے تھا۔ یا پھر جو مدینہ میں جمعہ کیلئے حاضر نہ ہوتے تھے اور گاؤں میں رہ جاتے تھے۔ ان کو تو ضرور گاؤں میں جمعہ پڑھنا چاہیے اور اگر وہ کسی وجہ سے گاؤں میں قائم نہ کر سکتے تھے تو پھر سب کو یعنی گاؤں کی پوری آبادی کو مدینہ میں حاضر ہو کر جمعہ میں شریک ہونا چاہیے تھا۔ مگر گاؤں کے رہنے والوں نے ایسا نہیں کیا۔ پھر یہ حضور اکرم ﷺ کے علم میں تھی۔ لیکن آپ نے باری باری ان کو جمعہ میں شریک ہونے پر نہ ٹوکا۔ حضور علیہ السلام کے اس عمل اور ان کے اس تعامل سے واضح ہوتا ہے کہ گاؤں پر سرے سے فرض ہی نہ تھا۔ لطف کی بات یہ ہے کہ حضرت علامہ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ شافعی کو بھی یہ ماننا پڑا کہ اس حدیث سے اہل قریٰ پر فرضیت جمعہ کی ہرگز ثابت نہیں ہوتی۔ کیونکہ اگر گاؤں والوں پر جمعہ فرض ہوتا تو پھر وہ باری باری جمعہ کیلئے مدینہ نہ آتے۔ بلکہ گاؤں کی پوری آبادی جمعہ میں شرکت کرتی۔ حافظ رحمۃ اللہ علیہ کے الفاظ یہ ہیں۔ لانہ لو کان واجباً علیٰ اھل العوالی ماتنا وبوا ولکانوا یحضرون جمیعاً۔ (فتح الباری) البتہ یہ ضرور ہے کہ جہاں حافظ رحمۃ اللہ علیہ نے یہ بات لکھی ہے وہاں ان کو یہ بھی لکھنا چاہیے تھا کہ گاؤں میں جمعہ کا ادا نہ ہونا بھی"۔ اسی حدیث سے ثابت ہوتا ہے۔ کیونکہ جو لوگ جمعہ کے دن گھروں میں رہ جاتے تھے۔ ان کا گاؤں میں جمعہ قائم نہ کرنا اور حضور علیہ السلام کا ان کو اقامت جمع کا حکم نہ فرمانا اس امر پر نص صریح ہے۔

۳) اسی طرح حضور علیہ السلام کا اور آپ کے صحابہ کرام کا متواتر عمل بھی ادائے جمعہ کیلئے شہر کے شرط ہونے پر نص ہے۔ حضور اکرم ﷺ نے جب ہجرت فرمائی تو آپ پہلے قباء میں ٹھہرے۔ وہاں آپ نے چودہ روز قیام کیا۔ بخاری میں عن انس مروی ہے فَاَقَامَ فِیْهِمْ اَرْبَعَةَ لَیْلَةً اور دوران قیام قبا آپ کو دو جمعہ پیش آئے کیونکہ آپ

پیر کے دن قبا میں فروکش ہوئے اور پیر ہی کے روز قبا سے مدینہ منورہ روانہ ہوئے لیکن آپ نے دورانِ قیام قباء جمعہ قائم نہیں فرمایا اور نہ اہل قبا کو جمعہ پڑھنے کا حکم دیا۔ آخر کیوں؟ اگر دیہات میں جمعہ فرض تھا تو حضور علیہ السلام کو قبا میں جمعہ پڑھنا چاہیے تھا مگر آپ نے نہیں پڑھا۔ معلوم ہوا کہ جمعہ کیلئے مصر شرط ہے۔ یہ دلیل اس تقدیر پر ہے جبکہ جمعہ کی فرضیت بحالت قیام مکہ مانی جائے اور ہمارے نزدیک یہ ہی صحیح ہے جیسا کہ فیوض الباری پارہ ۴ کے صفحہ نمبر ۴۰ پر ہم نے بیان کیا ہے اور اگر بعض علماء کی اس رائے کو تسلیم کرلیا جائے کہ جمعہ مدینہ طیبہ میں ہی فرض ہوا تو یہ سوال پھر بھی باقی رہتا ہے کہ اگر اداء جمعہ کیلئے مصر کا ہونا ضروری نہ تھا تو عہد نبوی میں عوالی مدینہ میں جمعہ کیوں قائم نہیں ہوا اور مدینہ کے مضافات میں جو دیہات واقع تھے۔ ان کے مکین باری باری مدینہ میں آ کر جمعہ کیوں پڑھتے تھے پھر عوالی مدینہ یعنی دیہاتیوں کو حضور علیہ السلام کا یہ فرمانا اہل عوالی سے۔

۴) **من احب ان ینتظر الجمعة من اهل العوالی فلینتظر ومن ان یرجع فقد اذنت۔** (بخاری)

جو جمعہ کا انتظار کرنا چاہے کرے اور جو جمعہ پڑھے بغیر جانا چاہے تو اس کو میں اجازت دیتا ہوں۔

اداء جمعہ کے شرط ہونے اور دیہاتیوں پر جمعہ فرض نہ ہونے پر نص صریح ہے۔

۵) غرضیکہ حضور سید عالم ﷺ کا متواتر عمل یہ ہی رہا کہ آپ نے دیہاتیوں کو نہ تو اقامت جمعہ کا حکم دیا اور نہ کسی کے عدم اقامت جمعہ پر سرزنش فرمائی۔ اسی طرح عہد صحابہ کو لیجیے تو انہوں نے بہت سے ممالک فتح کیے۔ لیکن انہوں نے بھی دیہات میں کبھی جمعہ قائم نہیں کیا اور جہاں جہاں صحابہ کے آثار پائے وہاں دیہات میں نہ منبر پائے گئے اور نہ جامع مسجدیں۔ حتیٰ کہ جب حجاج بن یوسف نے اہواز (گاؤں) میں

جمعہ کیا تو امام حسن بصری نے فرمایا۔

لعن اللہ الحجاج تترك الجمعة فی الامصار وقیمها فی حلاقیم۔

حجاج پر اللہ تعالیٰ کی لعنت ہو یہ شہروں کو چھوڑ کر ملک کے گوشوں میں جمعہ قائم کرتا ہے۔

ان سب احادیث سے واضح ہوا کہ ادائے جمعہ کیلئے مصر شرط ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

يَا اَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا اِذَا نُوْدِيَ لِلصَّلٰوةِ مِنْ يَّوْمِ الْجُمُعَةِ فَاسْعَوْا اِلٰى ذِكْرِ اللّٰهِ وَذَرُو الْبَيْعَ ذٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ۔

اے ایمان والو جب جمعہ کی نماز کیلئے جمعہ کے دن اذان دی جائے تو ذکر خدا کی طرف آؤ اور خرید و فروخت چھوڑ دو۔ یہ تمہارے لئے بہتر ہے اگر تم جانتے ہو۔

۱) فَاسْعَوْا کے معنی (آؤ) ہیں۔ یہ آیت سورہ جمعہ پارہ ۲۹ کی ہے۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اس آیت سے جمعہ کی فرضیت پر استدلال کیا کہ جب جمعہ کی اذان ہو تمام کام چھوڑ کر جمعہ کیلئے مسجد میں آنا جانا فرض ہے۔

۲) یہ آیت مدنی ہے اور جمعہ دراصل مکہ میں فرض ہو چکا تھا۔ مگر وہاں بوجہ غلبہ کفار جمعہ قائم نہیں ہو سکا۔ چنانچہ علامہ جلال سیوطی نے تصریح فرمائی الصحیح انها مدینه اور بخاری میں جناب ابو ہریرہ فرماتے ہیں کہ ہم بحضور نبوی ﷺ حاضر تھے کہ سورۂ جمعہ نازل ہوئی اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ہجرت کے بعد ایمان لائے تھے۔ لہٰذا پوری سورۃ مدنی ہے۔ (اتقان) اور کچھ احکام ایسے ہیں کہ اوّل ان کا حکم بذریعہ وحی ہوا اور آیت اس باب میں بعد میں نازل ہوئی۔ علامہ سیوطی نے لکھا۔

النوع الثانی عشر ماتاخر حکمه عن نزوله' وما تاخر نزوله عن حکمه (الی ان قال) ومن امثلته ایضاً ایة الجمعة فانها مدینة (اتقان) اور

حدیث بخاری فھدانا اللّٰہ لہ کے ماتحت علامہ قسطلانی وعلامہ ابن حجر عسقلانی حتیٰ کہ نواب صدیق حسن خان بھوپالی نے عون الباری میں لکھا۔ **بان نص لنا علیه ولم یکلها الیٰ جتهادنا لاحتمال ان یکون صلی اللّٰه علیه علمه بالوحی وهو بمکة ولم یتمکن من اقامتها بها فیه حدیث عن ابنِ عباس عبدالدارقطنی ولذالك جمع لهم اوّل من قدم المدینة کما ذکره' ابن اسحاق وغیره۔** (فتح الباری قسطلانی وعون المعبود)

ان تصریحات سے واضح ہوا کہ آیت جمعہ مدنی ہے اور یہ کہ فرضیت مکہ مکرمہ میں قبل ہجرت ہو چکی تھی۔ مگر بوجہ غلبہ کفار مکہ میں جمعہ قائم نہ ہو سکا اور سورۃ جمعہ کا نزول فرضیت جمعہ کے بعد ہوا۔ پھر جب حضور علیہ السلام نے ہجرت فرمائی تو مدینہ منورہ جو کہ مصر تھا وہاں حضور علیہ السلام نے جمعہ قائم فرمایا:

تفسیر آیات جمعہ

اذا نودی ندا سے مراد اذانِ خطبہ ہے۔ چنانچہ زہری نے سائب بن یزید سے روایت ہے کہ حضور علیہ السلام کا ایک ہی مؤذن تھا۔ جب حضور ﷺ منبر پر خطبہ جمعہ کیلئے جلوہ فرما ہوتے تو وہ اذان دیتے۔ جب حضور ﷺ خطبہ سے فارغ ہو کر منبر سے اترتے تو جمعہ کی نماز کیلئے اقامت ہوتی۔ چنانچہ عہد صدیق اکبر و فاروق اعظم رضی اللہ عنہما میں ایسا ہی معمول رہا لیکن حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا جب زمانہ آیا تو لوگوں کی کثرت ہوئی اور ان کے مکان دور ہو گئے تو آپ نے ایک اذان کی زیادتی کر دی اور یہ اذان اس مکان پر دی جاتی اور جب خطبہ ختم کر کے منبر سے اترتے تو نماز جمعہ کیلئے اقامت کہی جاتی۔ **فلم یعب ذالك** حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے اس عمل پر صحابہ کرام میں سے کسی نے اعتراض نہیں کیا۔ (عینی ج ۳ ص ۲۳۳) بلکہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے اس فعل کو معمول بہ بنالیا۔ چنانچہ عہد صحابہ کرام سے لے کر آج تک تمام امت کا اسی پر عمل

ہو گیا کہ جمعہ کیلئے دو اذانیں دی جائیں۔

۲) آیت میں اذا نودِیَ سے اذان خطبہ مراد ہونے پر یہ امر بھی ایک نہایت ہی معقول دلیل ہے کہ عہد نبوی ﷺ اور عہد صدیقی وفاروقی میں ایک ہی اذان خطبہ ہوا کرتی تھی۔ من یوم الجمعة فاسعوا الی ذکر اللّٰہ ذکر اللہ سے مراد نماز جمعہ ہے۔ اور حضرت سعید ابن المسیب نے فرمایا۔ امام کا خطبہ مراد ہے۔ بعض نے خطبہ اور نماز دونوں کو مراد لیا ہے۔ اور فاسعوا کے معنی یہ ہیں کہ اطمینان کے ساتھ مسجد کی طرف چلے آؤ۔ بھاگ دوڑ کر آتا ہے۔ وذروا البیع یعنی خطبہ کی اذان سن کر بیع وشراء اور وہ تمام کام جو نماز کیلئے رکاوٹ ہو سکیں چھوڑ دینے فرض ہیں اور خرید وفروخت کا ذکر اس لئے فرمایا گیا کہ زوال کے بعد عموماً لوگ بازاروں میں خرید وفروخت میں مشغول ہوتے ہیں۔ ذالکم خیر لّکم یعنی تمام کاموں کو نماز کی طرف متوجہ ہو جانا تمہارے لئے بہتر ہے اور خیر کا اطلاق فرض پر ہوتا ہے۔ جیسا کہ تیمم کے متعلق فرمایا۔ پاک مٹی مسلم کا طہور ہے اگرچہ پانی دس سال تک نہ ملے۔ فاِذا وجد الْمَاء فلیغسله لبشرطه فان ذالك خیرا۔ دیکھئے خیر کا لفظ یہاں بمعنی فرض ہی ہے۔ اور بھی اس کی بہت سی مثالیں دی جا سکتی ہیں۔

اس آیت سے واضح ہوا کہ خطبہ کی اذان کے بعد تمام کاموں کو چھوڑ دینا واجب ہے اور ذکر اللہ کی طرف متوجہ ہونا چاہیے۔ حتیٰ کہ خطبہ کی اذان کے بعد زبانی خرید وفروخت اور اسی نوع کے دیگر وہ کام جو منافی سعی ہوں ان کا ترک کر دینا بھی واجب ہے۔

جمعہ کیلئے کس وقت سعی کی جائے

واضح ہو کہ سعی کا مطلب یہ ہے کہ آدمی خطبہ ونماز جمعہ میں شامل ہو جائے اور خطبہ کی اذان کے بعد کسی اور دنیاوی کام میں مشغول نہ رہے۔ اس لئے اذان خطبہ کے بعد ذکر اللہ کے سوا کسی اور کام میں مشغول رہنا حرام ہے۔ حتیٰ کہ زبانی خرید وفروخت

بھی حرام ہے اور خطبہ سننا واجب ہے۔

۲) حضور سید عالم ﷺ کے زمانہ مبارک میں صحابہ کرام کی کیفیت یہ تھی کہ وہ جمعہ کے دن خود بخود مسجد میں جمع ہو جاتے تھے اور حضور ﷺ کی تشریف آوری کا انتظار کرتے تھے۔ حتیٰ کہ حضور علیہ السلام برآمد ہو کر منبر پر جلوہ افروز ہوتے اور مؤذن اذان دیتا (یہ جمعہ کی اذان تھی) اور خطبہ شروع فرماتے۔ پھر خطبہ کے بعد اقامت ہوتی اور نماز جمعہ ادا کی جاتی یہ طریقہ جناب فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے عہد تک جاری رہا۔

۳) حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کا جب زمانہ آیا تو آپ نے دیکھا کہ لوگ دور دور تک آباد ہو گئے ہیں اور ان کے مکان مسجد سے دور ہو گئے ہیں۔ اس بنا پر آپ نے ایک اذان کا اضافہ فرما دیا۔ (یعنی اذان اوّل' جس کا فائدہ یہ تھا کہ لوگوں کو معلوم ہو جائے کہ اب جمعہ کیلئے تیار رہنا چاہیے اور اذان خطبہ یعنی اذان ثانی سن کر فوراً مسجد میں آجانا چاہیے۔

ظاہر ہے کہ ہمارے زمانہ میں بہت لوگ عہد نبوی ﷺ کی طرح پہلے ہی سے مسجد میں جمع نہیں ہوتے جمعہ سے قبل وعظ کی وجہ سے کچھ لوگ جو پہلے ہی سے تیار ہو کر مسجد میں آجاتے ہیں اور کچھ نہیں آتے تو اب وہ لوگ جو پہلے ہی سے تیار ہو کر مسجد میں آگئے ہیں یا تیار ہو کر اپنے مقامات پر اذان خطبہ کا انتظار کر رہے ہیں' وہ تو اذان ثانی کے بخوبی خطبہ و جمعہ کی نماز میں شامل ہو سکتے ہیں۔ لیکن وہ لوگ جنہیں ابھی دوکان بند کرنی ہے۔ وضو و طہارت سے فارغ ہونا ہے۔ وہ اگر اذان خطبہ کے بعد سعی کریں بھی تو جماعت تو کیا بلکہ خطبہ تک سے رہ جانے کا اندیشہ ہو جاتا ہے۔ بلکہ ایسا ہوتا ہے کہ جو پہلے طہارت وغیرہ سے فارغ نہیں ہوتے اور عین خطبہ کی اذان کے وقت مسجد کی طرف متوجہ ہوتے ہیں وہ جماعت و خطبہ سے رہ جاتے ہیں تو اگرچہ یہ بات اپنی جگہ پر ثابت ہے کہ قرآن مجید میں جس سعی کا حکم ہے وہ اذان خطبہ کے بعد

ہے یعنی اذان خطبہ کے بعد ذکر اللہ کی طرف متوجہ ہو جانا اور تمام دوسرے کاموں کو چھوڑ دینا واجب ہے۔ مگر فقہاء احناف نے پہلی اذان کے بعد سعی کے واجب ہونے کا قول کیا تو اس قول کی بنیاد ہی ہے کہ ہمارے زمانہ میں اگر اذان اوّل کے بعد جمعہ کیلئے تیار نہ ہوا جائے اور اذان ثانی کے بعد جمعہ کیلئے مسجد میں آیا جائے تو اس طرح شارع کا مقصود فوت ہو جاتا ہے۔ یعنی خطبہ و جمعہ کی نماز کے فوت ہو جانے کا اندیشہ پیدا ہو جاتا ہے۔ اس مصلحت کی بناء پر فقہاء احناف نے اذان اوّل کے بعد سعی کو ضروری قرار دیا۔ اس تفصیل سے مجھے یہ بتانا مقصود ہے کہ اذان خطبہ کے بعد تو ذکر اللہ کی طرف اس طرح متوجہ ہونا واجب ہے کہ اس وقت کسی دوسرے کام میں مشغولیت نہ ہو۔ حتیٰ کہ زبانی خرید و فروخت بھی حرام ہے۔ مگر اذان اوّل کے بعد کیلئے تیار ہو کر اپنے مقام پر بیٹھا رہنا اور خرید و فروخت میں بایں طور مشغول رہنا کہ خطبہ و جمعہ کے فوت ہونے کا اندیشہ نہ ہو جائز و مباح ہے۔

کیا جمعہ کیلئے غسل فرض ہے

اہل ظاہر نے جمعہ کی نماز کیلئے غسل کرنا واجب قرار دیا ہے۔ لیکن وجوب کا قول کہ متعدد وجوہ سے درست نہیں ہے اور صحیح یہ ہے کہ جمعہ کے دن غسل کرنا مستحب ہے۔

اوّل حدیث عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے واضح ہے کہ لوگ جمعہ کے دن کاروبار میں مشغول ہوتے اور انہیں میلے کچیلے کپڑوں میں جمعہ کے دن مسجد میں آ جاتے۔ اس پر انہیں حکم دیا گیا کہ غسل کر کے آئیں معلوم ہوا کہ غسل کی علت میل کچیل و بدبو وغیرہ ہے۔ لہٰذا اگر کپڑے و بدن میل کچیل ہو۔ پسینے کی بدبو سے بیماریوں کو تکلیف ہو تو پھر غسل ضروری ہے۔ ورنہ مسنون و مستحب ہے۔

دوم اگر مان لیا جائے۔ جمعہ کے دن بہرحال غسل واجب کی حدیث منسوخ ہے کیونکہ ایک حدیث میں حضور ﷺ نے فرمایا:

من توضأ يوم الجمعة فبها ومن اغتسل فهو افضل۔

جس نے جمعہ کے دن صرف وضو کیا تو کافی ہے اور غسل کرنا افضل ہے۔

معلوم ہوا کہ غسل واجب نہیں ہے بلکہ مسنون ہے۔

اس پر ایک اعتراض یہ کیا گیا کہ مذکورہ بالا حدیث ضعیف ہے اور ضعیف صحیح کو منسوخ نہیں کر سکتی' لیکن اس کا جواب یہ ہے اس حدیث کو ابوداؤد' نسائی' بزار' طحاوی' ابن ماجہ' طبرانی' بیہقی' ترمذی نے سات صحابہ کرام حضرت ابن عباس' ابوہریرہ' انس' سمرہ بن جندب' ابوسعید خدری' عبدالرحمٰن بن سمرہ و حضرت جابر رضی اللہ عنہم سے روایت کیا ہے۔

امام ترمذی نے فرمایا۔ یہ حدیث حسن ہے۔ علاوہ ازیں چونکہ یہ حدیث طریق متعددہ سے مروی ہے۔ یہ بات بھی اس کے حکم میں قوت پیدا کر رہی ہے۔

سوم علماء محققین نے فرمایا کہ نماز کیلئے قرآن مجید میں صرف وضو کا حکم دیا گیا ہے اور خبر واحد سے کتاب پر زیادتی جائز نہیں (**لانه يصير كالنسخ**) اور یہ حدیث ابن عمر میں ہے کہ

اِذَا جَاءَ كُم اَحَدُكُمُ الجمعة فَلْيَغْسَلُ۔ (بخاری)

حضور علیہ السلام نے فرمایا جو کوئی جمعہ کیلئے آئے وہ غسل کر کے آئے۔

تو اس حدیث میں **فَلْيَغْسَلُ** کا (امر اور واجب کے) الفاظ ندب پر محمول ہیں۔

البتہ اگر کوئی اتنا میلا کچیلا ہو کہ اس کے کپڑوں کی بدبُو سے نمازیوں کو ایذا پہنچے تو ایسے شخص کیلئے غسل ضروری ہے۔ مگر یہ بات پھر صرف جمعہ کے ساتھ خاص نہ رہے گی۔ بلکہ نماز پنجگانہ میں شمولیت کیلئے بھی یہی حکم دیا جائے گا۔

حاضرین جمعہ کی فضیلت

حضرت ابوہریرہ سے روایت ہے۔ حضور علیہ السلام نے فرمایا جو جمعہ کے دن غسلِ جنابت کر کے نماز کیلئے گیا تو گویا اس نے اللہ کیلئے ایک اونٹ کی قربانی دی جو جمعہ کیلئے

تیسری ساعت میں گیا تو گویا اس نے راہ خدا میں ایک سینگ والے مینڈھے کی قربانی دی اور جو ساعت چہارم میں گیا تو گویا اس نے ایک مرغی راہ خدا میں دی اور جو ساعت پنجم میں گیا تو اس نے راہ خدا میں ایک انڈا دیا۔

فَاِذَا خَرَجَ الْاِمَامُ حَضَرَتِ الْمَلٰئِکَۃُ یَسْتَمِعُوْنَ الذِّکْرَ۔

اور جب امام خطبہ کیلئے برآمد ہوتا ہے تو فرشتے بھی مسجد میں حاضر ہو کر ذکر الٰہی سنتے ہیں۔

فوائد و مسائل

اس حدیث کو مسلم نے صلوٰۃ میں نسائی نے ملائکہ میں ذکر کیا۔ اس حدیث میں جمعہ میں حاضر ہونے والوں کی فضیلت کا بیان ہے اور یہ کہ جمعہ میں شریک ہونے والوں کے مراتب و درجات متفاوت ہیں جو پہلی ساعت میں آتا ہے اس کو بہ نسبت بعد میں آنے والوں کے زیادہ ثواب ملتا ہے۔

ابن خزیمہ کی حدیث میں ہے۔ جمعہ کے دن مسجد کے دروازہ پر فرشتے مقرر ہوتے ہیں جو آنے والوں کے نام لکھتے ہیں اور مسلم شریف کی حدیث میں ہے۔ یہ نام لکھنے کا سلسلہ اس وقت تک جاری رہتا ہے۔ جب تک امام خطبہ کیلئے منبر پر نہ بیٹھے جب امام خطبہ کیلئے منبر پر بیٹھ جاتا ہے تو دفتر لپیٹ لئے جاتے ہیں۔

اس حدیث سے واضح ہوا کہ

۱) جمعہ کے دن غسل مسنون ہے۔

۲) لوگوں کے ان کے اعمال کے مطابق مراتب کم یا زیادہ ہوتے ہیں۔

۳) قربانی اور صدقہ کا لفظ کم اور زیادہ دونوں پر بولا جاتا ہے۔

۴) اس حدیث میں مرغی اور انڈے پر قربانی کا لفظ بولا گیا تو اس سے مراد صدقہ کرنا ہے۔

۵) اونٹ کی قربانی گائے سے افضل ہے۔ اسی لئے حدیث ہذا میں اونٹ کو گائے سے پہلے رکھا گیا۔

۶) ہدایہ میں ہے کہ اونٹ کی قربانی سب سے افضل ہے۔ اس کے بعد گائے کی‘ اس کے بعد بھیڑ‘ دنبہ‘ بکری کی۔ سیدنا امام اعظم وامام شافعی وجمہور کی یہی رائے ہے۔

۷) یہ فرشتے خطبہ کے علاوہ ہوتے ہیں جو خصوصیت کے ساتھ آنے والوں کے نام لکھنے پر مامور کئے جاتے ہیں۔

۸) جمعہ کے دن ملائکہ بھی امام کا خطبہ سنتے ہیں۔ حدیث ہذا میں ذکر سے مراد خطبہ ہے۔

جمعہ کے خطبہ کے ضروری مسائل

جب امام خطبہ کیلئے کھڑا ہو اس وقت سے ختم نماز تک اذکار اور قسم کا کلام منع ہے۔ البتہ صاحب ترتیب اپنی قضا نماز پڑھ لے۔ یونہی ہر شخص سنت یا نفل پڑھ رہا ہے تو جلد جلد پوری کرلے۔ (درمختار)

جو چیزیں نماز میں حرام ہیں۔ مثلاً کھانا پینا‘ سلام وجواب‘ سلام وغیرہ۔ یہ خطبہ کی حالت میں بھی حرام ہیں۔ ہاں خطیب امر بالمعروف کرسکتا ہے۔ جب خطبہ پڑھا جائے تو تمام حاضرین پر چپ رہنا اور سننا واجب ہے۔ اگر کسی کو بری کرتے دیکھیں تو ہاتھ یا سر سے اشارہ سے منع کرسکتے ہیں۔ زبان سے منع ہے۔ خطیب نے دعا کی تو سامعین کو ہاتھ اٹھانا یا آمین کہنا منع ہے۔ حضور اقدس ﷺ کا خطیب نے نام لیا تو حاضرین دل میں درود پڑھیں۔ زبان سے پڑھنے کی اس وقت اجازت نہیں جمعہ کے علاوہ عیدین ونکاح کا خطبہ سننا بھی واجب ہے۔ (درمختار)

کیا گاؤں میں جمعہ جائز ہے؟

اِبْنِ عبَّاسٍ قَالَ اِنَّ اَوَّلَ جُمُعَةٍ جُمِّعَتْ بَعْدَ جُمُعَةٍ فِیْ مَسْجِدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِیْ مَسْجِدِ عَبْدِالْقَيْسِ بِجُوَاثٰی مِنَ الْبَحْرَيْنِ۔ (بخاری)

حضرت ابن عباس سے روایت ہے کہ بیشک حضور علیہ السلام کی مسجد میں جمعہ قائم ہونے سے قبل قبیلہ عبدالقیس کی مسجد میں نماز جمعہ ہوئی جو جواثی بحرین کی ایک بستی میں تھی۔

اثر ابن عباس سے سیّدنا امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے دیہات میں جواز جمعہ کا استدلال فرمایا۔ علامہ شوکانی وحافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا کہ جواثی گاؤں تھا، اور ظاہر یہ ہی ہے کہ صحابہ کرام نے آپ کی اجازت ہی سے جمعہ قائم کیا ہوگا؟ مگر یہ استدلال متعدد وجوہ سے درست نہیں۔

اوّل اس لئے کہ جواثی گاؤں نہیں بلکہ شہر تھا[1] جوھری وزمخشری وابن اثیر نے کہا یہ قلعہ تھا اور ظاہر ہے کہ قلعہ حاکم اور عالم سے خالی نہیں ہوتا۔ اور ابو عبید بکری نے کہا جواثی شہر تھا۔ نیز جاہلیت کے شعراء کے کلام سے بھی جواثی کا شہر ہونا ثابت ہوتا ہے۔ رہا روایت ابوداؤد میں جواثی پر لفظ قریہ کا اطلاق تو ازروئے لغت شہر پر بھی لفظ قریہ کا اطلاق آتا ہے۔ جیسے اس آیت میں ولو انزل هذا القرآن علی رجل من

---

(۱) وحکی الجوهری والزمخشری وابن الاثیران جوالی اسم حصن البحرین (نیل الاوطار ج۳ ص۲۳۳) وقال ابو عبید البکری هی مدینة البحرین۔ امراءالقیس کہتا ہے۔ ورحمنا کانا من جوالی عشیةً تعالیٰ النعاج بین عدل والحقب یرید کان من تجار جوالیٰ لکثرةِ مامعهم من الصید اراد کثرة امتعة تجار جوالیٰ قالت کثرة الامتعة تدل غالبا علیٰ کثرة التجار و کثرة التجار تدل علیٰ ان جوالیٰ مدینة قطعا لان القریه۔ لا یکون فیها تجار کثیرون غالبا۔ (عینی ج۳)

القریتین عظیم یعنی مکہ وطائف حالانکہ مکہ وطائف گاؤں نہیں شہر ہیں۔

ثانیاً یہ کہنا کہ عبدالقیس نے حضور ﷺ کے حکم ہی سے جمعہ قائم کیا تھا۔ محض ایک خیال ہے جس کے ثبوت کیلئے دلیل کی ضرورت ہے۔ اگر ہم یہ مان لیں کہ جواثی گاؤں تھا تو سوال یہ ہے کہ وہاں حضور ﷺ کے اذن سے جمعہ قائم کیا گیا یا حضور ﷺ نے اطلاع پا کر سکوت فرمایا اور اس کی تقریر فرمائی۔ مگر یہ دونوں باتیں کسی بھی صحیح حدیث سے ثابت نہیں اور جب تک یہ امور ثابت نہ ہوں اس وقت تک محض چند افراد کا اپنی رائے سے جمعہ قائم کر لینا گاؤں میں فرضیت جمعہ کی دلیل نہیں بن سکتا اور جو لوگ دیہات میں فرضیت جمعہ کے قائل ہیں، انہیں یہ ثابت کرنا چاہیے کہ جواثی میں حضور ﷺ کے حکم یا تقریر سے جمعہ قائم ہوا تھا۔

دیہات میں جمعہ جائز نہیں

شہر کے قریبی گاؤں والے شہر میں آ کر جمعہ پڑھ سکتے ہیں

واضح ہوا کہ اس مضمون کی بہت حدیثیں ملتی ہیں اور جو لوگ مدینہ منورہ سے چھ میل یا اس سے کم مسافت کے دیہات میں رہتے تھے۔ وہ جمعہ پڑھنے کیلئے مدینہ منورہ میں آیا کرتے تھے۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ

❀ **انما کان الناس یسکنون العالیة فیحضرون الجمعة۔**

(نسائی ج ۱ ص ۲۰۴)

مدینہ کے مضافات میں رہنے والے مدینہ منورہ میں جمعہ پڑھنے کیلئے حاضر ہوتے تھے۔

❀ **عن ابا ھریرة کان یاتی الجمعة من ذی الحلیفة یمشی وھو علیٰ راس ستة امیال من المدینة۔** (بیہقی ج ۳ ص ۱۷۵)

حضرت ابوہریرہ ذی الحلیفہ سے چل کر مدینہ میں جمعہ پڑھنے کیلئے آیا کرتے تھے اور ذی الحلیفہ مدینہ سے چھ میل کے فاصلہ پر تھا۔

❀ **انه كان ياتى الزاوية علىٰ فرسخين من البصرة يشهد الجمعة واحيانا لايشهد۔** (بیہقی ج۳ ص۱۷۵)

حضرت انس بن مالک زاویہ سے جو بصرہ شہر سے چھ میل کے فاصلہ پر تھا' بصرہ میں جمعہ کیلئے حاضر ہوتے اور کبھی نہ آتے۔

❀ **قال الشافعی وقد كان سعيد بن زيد وابوهريرة يكونان بالشجرة اقل من ستة اميال فيشهدان الجمعة ويدعونها۔**

(بیہقی ج۳ ص۱۷۵)

امام شافعی نے فرمایا کہ سعید بن زید اور ابوہریرہ شجرہ میں رہتے تھے جو ۶ میل سے کم تھا تو دونوں کبھی جمعہ کیلئے حاضر ہوتے اور کبھی نہیں۔

❀ **ان عبدالله بن عمرو بن عاص كان علىٰ ميلين من الطائف فيشهد الجمعة ويدعها۔** (بیہقی ج۳ ص۱۷۵)

اور عبداللہ بن عمر بن عاص طائف سے دومیل پر تھے تو جمعہ کیلئے حاضر ہوتے اور کبھی ترک کردیتے۔

ان احادیث پر غور کیجئے۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ دیہات کے لوگ عہد نبوی میں جمعہ پڑھنے کیلئے مدینہ منورہ میں آتے تھے۔ حضرت ابوہریرہ ذی الحلیفہ (گاؤں) سے مدینہ میں حاضر ہوکر جمعہ پڑھتے تھے۔ حضرت انس زاویہ گاؤں سے شہر میں حاضر ہوکر جمعہ پڑھتے۔ جس سے واضح ہوا کہ گاؤں میں جمعہ پڑھا ہی نہیں جاتا تھا۔ جس کو جمعہ پڑھنا ہوتا وہ شہر کی جامع مسجد میں آکر پڑھتا تھا پھر ان احادیث میں یہ تصریح بھی ہے کہ کبھی تو یہ صحابہ شہر میں آکر جمعہ پڑھ لیتے اور کبھی جمعہ کو ترک کر

دیتے تھے یعنی گاؤں میں ہی رہتے اور وہاں ظہر پڑھتے تھے۔ جس سے صاف وصریح طور پر واضح ہوتا ہے کہ دیہات میں مقیم لوگوں پر جمعہ فرض ہے اور نہ دیہات میں انہیں جمعہ قائم کرنا جائز ہے۔

حضور علیہ السلام نے دیہاتیوں کو جمعہ نہ پڑھنے کی اجازت دی

یہ ہی وجہ تھی کہ اگر جمعہ کے دن عید واقع ہو جاتی اور گاؤں کے رہنے والے عید پڑھنے کیلئے مدینہ منورہ میں آ جاتے اور حضور علیہ السلام کی اقتداء میں عید کی نماز ادا کر لیتے تو حضور علیہ السلام ان دیہاتیوں سے فرما دیتے کہ تم میں سے جمعہ کی نماز پڑھنا چاہے وہ ٹھہر جائے اور جو جانا چاہتا ہے اس کو اجازت ہے۔ چنانچہ حضرت زید بن ارقم فرماتے ہیں کہ عید اور جمعہ ایک دن میں آ گئے تو۔

قال صلى العيد ثم رخص فى الجمعة قال من شاء ان يصلى فليصل۔ (ابوداؤد ج ا ص ۱۵۳ ا ابن ماجہ)

حضور علیہ السلام نے عید کی نماز پڑھائی اور فرمایا جو شخص چاہے نماز جمعہ ادا کرے۔

عن ابى هريرة عن رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم انه‘ قال قد اجتمع فى يومكم هذا عيدان فمن شاءَ اَجْزَاءَه‘ مِن الْجُمُعَة وما مجمعون۔ (ابوداؤد ج ا ص ۱۵۳ ا ابن ماجہ)

حضرت ابوہریرہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تمہارے اس دن دو عیدیں جمع ہو گئی ہیں (عید اور جمعہ) جو جمعہ چھوڑنا چاہے اس کیلئے نماز عید ہی کافی ہے اور ہم تو جمعہ پڑھیں گے۔

---

(۱) حدیث زید بن ارقم کو نسائی وحاکم نے بھی روایت کیا اور علی بن المدینی نے اس کی تصحیح کی اور ابوہریرہ امام احمد بن حنبل ودار قطنی نے مرسلاً صحیح قرار دیا اور بیہقی نے موصولہ روایت کیا اور اس میں اہل عوالی کی قید لگائی۔

۱)   ان دونوں حدیثوں سے بھی واضح ہوا کہ نہ تو دیہات میں جمعہ کرنا جائز ہے اور نہ دیہاتیوں پر جمعہ پڑھنا فرض ہے۔ کیونکہ اگر فرض ہوتا حضور علیہ السلام ان کو جمعہ نہ پڑھنے کی رخصت عطا نہ فرماتے۔

۲)   علامہ خطابی نے فرمایا **ای عن حضورها ولا تسقط عنه الظهر** کہ حضور علیہ السلام نے دیہاتیوں کو جمعہ میں حاضر نہ رہنے کی رخصت عطا فرمائی مگر ظہر ان سے ساقط نہیں ہوئی۔ یعنی ان پر ظہر پڑھنا پھر بھی فرض رہا۔ اور جمعہ چونکہ ان پر فرض تھا ہی نہیں۔ اس لئے اس کی حضور ﷺ نے رخصت فرمادی۔

هذا الحديث محمول على من كان يحضر من اهل البد وللعيد فليس عليه واجب ان يتوقف الى ان يحضر الجمعة فيصلى الجمعة ثم يرجع الى منزله. (حاشیہ ابوداؤد ج ۱ ص ۱۵۳)

دونوں حدیثوں کا تعلق ان دیہاتیوں سے ہے جو عید پڑھنے کیلئے مدینہ میں آگئے تھے ان پر یہ واجب نہیں کہ جمعہ کے انتظار میں شہر میں رہیں اور جمعہ پڑھ کر واپس ہوں۔

چنانچہ عہد عثمانی میں جب جمعہ کے دن عید آگئی اور عید پڑھنے کیلئے دیہاتی شہر میں جمع ہوئے تو عید کی نماز کے بعد حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے دیہاتیوں سے فرمایا کہ دیہات سے آنے والوں میں جو جمعہ کے وقت تک۔

من اراد من اهل العوالي ان يصلي معنا الجمعة فليصل ومن اَحَبَّ ان ينصرف فليفعل۔

ٹھہرا رہنا پسند کرے تو ہمارے ساتھ جمعہ پڑھ لے اور جو واپس ہونا چاہے چلا جائے۔ (عون المعبود ج ۳ ص ۳۱۷)

واضح ہوا کہ عید کی نماز ادا کرنے کے بعد جمعہ ادا کئے بغیر واپس چلے جانے کی

اجازت دیہات سے آنے والوں کیلئے ہے اور یہ اجازت اسی لئے ہے کہ دیہات والوں پر نہ جمعہ فرض ہے اور نہ انہیں دیہات میں اقامت جمعہ جائز ہے۔ نیز حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ لوگ اپنی منزلوں اور

کان الناس ینتابون الجمعة من منازلهم وَالعَوَالی فیاتون فِی الغبار یصیبهم الغبار وَالعرق فیخرج مِنهم العرق فَاَتٰی رسول اللّٰه صلی اللّٰه علَیهِ وسلم انسان مِنهم وهو عندی فقال النبی صلی اللّٰه علیه وسلم لو انَّکُمْ تطهرتم لِیَومِکُمْ هٰذا۔

گاؤں سے باری باری جمعہ کیلئے مدینہ میں آتے تھے اور وہ گرد و غبار میں آتے اور گرد ان پر پڑتی اور پسینہ آجاتا اور یہ پسینہ نکلتا (یعنی اس سے بو آتی) ان میں سے ایک شخص بحضور نبوی آیا تو حضور علیہ السلام نے اس سے فرمایا کہ اگر تم اس دن کیلئے غسل کر لیتے تو کیا اچھا ہوتا۔ (بخاری)

✿ ینتابون۔ انتیاب۔ سے نوبت بنوبت آنا۔ اسی طرح یتنابون نوبة سے اس کے معنی بھی باری باری کے ہیں۔ عوالی ان دیہات کا نام ہے جو مدینہ کے مضافات میں واقع تھے۔ علامہ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا کہ یہ دیہات مدینہ سے چار میل یا اس سے زیادہ مختلف فاصلوں پر تھے۔ علامہ قرطبی نے کہا کہ حدیث میں۔

✿ **فیه ردالکوفین حیث لم یوجبوا الجمعة علی من کان خارج المصر۔**

کوفیوں کا رد ہے جو یہ کہتے ہیں کہ شہر سے باہر گاؤں میں رہنے والوں پر جمعہ واجب نہیں ہے۔

لیکن علامہ ابن حجر عسقلانی نے صاف وصریح طور پر علامہ قرطبی کا رد کر دیا اور لکھا کہ اگر دیہات میں۔

فیہ نظر لانہ لو کان واجباً علیٰ اہل القریٰ ماتنا وبوا ولکانوا یحضرون جمیعا۔ (فتح الباری)

رہنے والوں پر جمعہ فرض ہوتا تو پھر باری باری آنے کی بجائے پورے دیہات کی آبادی مدینہ میں جمعہ پڑھنے کیلئے آتی۔

علامہ ابن حجر کی اس تصریح سے بھی واضح ہوا کہ دیہات میں رہنے والوں پر جمعہ فرض نہیں ہے۔ انہیں ظہر کی نماز پڑھنا فرض ہے اور حضرت عطا نے فرمایا:

وقال عطاء اِذا کنت فی قریۃ جامعۃ فنودیٔ بالصلوٰۃ من یوم الجمعۃ فحق علیك ان یشھدھا سمعت النداء اَو لَم نَسمعۃُ۔ (بخاری)

جب تو قریہ جامعہ میں ہو اور وہاں جمعہ کی اذان ہو تو تجھ پر جمعہ میں حاضر ہونا واجب ہے۔ خواہ تو اذان سنے یا نہ سنے۔

عطاء بن ابی رباح تابعی ہیں اور اس اثر کو امام عبدالرزاق نے ابن جریج سے موصولا روایت کیا جس میں یہ لفظ بھی ہیں۔ ابن جریج کہتے ہیں۔ میں نے حضرت عطاء سے پوچھا کہ

عن ابن جریح قلت لعطاء مَا القریۃ الجامعۃ قال ذات الجماعۃ والامیر والقاضی والدور المجتمعۃ الاخۃ بعضھا ببعض مثل جدۃ۔

قریہ جامعہ کس کو کہتے ہیں۔ آپ نے فرمایا قریہ جامعہ وہ ہے جس میں جماعت ہوتی ہو وہاں امیر اور قاضی ہو اور مکانات ہوں آپس میں ملے ہوئے جیسے جدہ ہے۔

(فتح الباری وعینی ج ۲ ص ۲۸۴)

فقہاء احناف نے مصر کی جو تعریف کی ہے وہ اثر عطا سے ماخوذ ہے

اثر عطاء سے دو باتیں ہو گئیں اور یہ کہ جامعہ کی اصطلاح سلف میں جاری و ساری تھی۔

دوم یہ کہ فقہاء احناف نے مصر جامع کی جو حد مقرر کی ہے اس کے متعلق یہ کہنا غلط ہے وہ کسی اثر سے بھی ماخوذ نہیں ہے۔

۲) علامہ ابن حجر نے لکھا ہے کہ حضرت عطاء نے جو فرمایا کہ ''اذان کی آواز سنے یا نہ سنے''۔ تو یہ حکم اس شخص کیلئے جو داخل البلد ہو۔ یعنی جو شخص شہر میں ہے اور جمعہ اس پر واجب ہے تو اذان جمعہ کی آواز سنے یا نہ سنے، بہر صورت اس کو مسجد میں حاضر ہو کر جمعہ پڑھنا فرض ہے۔ اثر عطاء سے یہ بھی ثابت ہوا کہ گاؤں میں جمعہ جائز نہیں اس لئے کہ قریہ جامعہ کی جو تعریف حضرت عطا نے فرمائی ہے وہ گاؤں پر صادق نہیں آتی۔

وَكَانَ اَنَسٌ فِی قَصْرِهٖ اَحْيَانًا يَجَمِّعُ وَاَحْيَانًا لَايَجمَّعُ وَهُوَ بِالزَّاوِيَةِ عَلٰى فَرْسَخَيْنِ۔

اور حضرت انس جو اپنے محل میں مقیم تھے کبھی تو بصرہ کی جامع مسجد میں آ کر جمعہ ادا کرتے تھے اور کبھی جمعہ نہیں پڑھتے تھے اور ان کا محل زاویہ میں تھا جو بصرہ سے چھ میل کے فاصلے پر ہے۔

حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ نے فتح الباری میں لکھا کہ اثر انس کو ابن ابی شیبہ اور امام عبدالرزاق رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کیا۔ الفاظ یہ ہیں کہ

انه كان يشهد الجمعة من الزاويه وهی علی فرسخين من البصرة۔ (فتح الباری)

حضرت انس زاویہ سے جمعہ پڑھنے کیلئے بصرہ شہر میں آتے تھے جو بصرہ سے چھ میل پر واقع ہے۔

اور بیہقی جلد ۳ صفحہ ۱۲۵ میں یہ لفظ بھی ہیں واحیانا لایشهد یعنی حضرت انس کبھی زاویہ گاؤں سے جمعہ پڑھنے کیلئے بصرہ میں آجاتے اور کبھی نہیں آتے اور اپنے گاؤں میں ظہر پڑھ لیتے۔ معلوم ہوا کہ دیہات میں نہ جمعہ واجب ہے اور نہ اقامتِ جمعہ جائز۔

جمعہ کا وقت وہی ہے جو ظہر کا ہے

۱) **كان يصلي الجمعة حين تميل الشمس۔**

حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ حضور اکرم ﷺ جمعہ کی نماز اس وقت پڑھتے جب دن ڈھلتا۔

۲) **كنا تبكر با الجمعة ونقيلُ بعد الجمعة۔**

ہم جمعہ جلدی پڑھ لیا کرتے اور جمعہ کے بعد قیلولہ کرتے تھے۔

۱) معلوم ہوا کہ جمعہ کا وقت زوال شمس کے بعد ہے۔

۲) حدیث دوم سے واضح ہوا کہ جمعہ کا وقت زوال شمس کے بعد ہے یعنی جو وقت ظہر کا ہے وہی جمعہ کیلئے ہے۔ وقت ظہر کے متعلق تمام مباحث فیوض الباری پارہ سوم ص ۳۳۷ پر بیان ہو چکے ہیں۔

۳) حدیث سوم میں تبکر کا لفظ ہے۔ تبکیر کے معنی اوّل وقت کے بھی آتے ہیں اور ایک چیز کو دوسری پر مقدم کرنے کے بھی۔ یہاں دوسرے معنی مراد ہیں۔ مطلب یہ ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی عمومی عادت یہ ہی تھی کہ وہ گرمیوں میں پہلے قیلولہ کرتے اس کے بعد نماز ظہر ادا کرتے تھے۔ لیکن جمعہ کے دن بعض اوقات پہلے قیلولہ کرتے۔ اس کے بعد جمعہ پڑھ لیتے تھے۔ حضرت انس سے مروی ہے کہ جب سردی زیادہ ہوتی نبی ﷺ

إِذَا اشْتَدَّ البَردُ بكر بالصَّلوٰة وَاذا اشتد الحرائرَدَ بالصَّلوٰة يعني الجمعة۔

اوّل وقت میں نماز پڑھتے اور جب سخت گرمی ہوتی تو نماز کو ٹھنڈے وقت پڑھتے یعنی جمعہ کی نماز۔

واضح ہوا کہ ظہر کے متعلق تو حضور اکرم ﷺ کا صاف وصریح ارشاد موجود ہے کہ سردیوں میں اوّل وقت میں اور گرمیوں میں تاخیر سے پڑھی جائے۔ مگر جمعہ کیلئے

گرمیوں میں تاخیر سے پڑھنے کے متعلق کوئی نص صریح نہیں ہے۔ خود زیر بحث حدیث میں جو یعنی الجمعہ کے الفاظ ہیں تو ان کے متعلق احتمال قوی یہ ہے کہ یہ راوی کے اپنے ہیں۔ چنانچہ بخاری میں ہی ہے۔ وقال یونس بن بکیر اخبرنا ابو خلدہ وقال بالصلاۃ ولم یذکر الجمعۃ۔ اسی طرح روایت اسماعیلی وبیہقی عن ابی الحسن و عبید بن یعیش میں بھی صرف صلوٰۃ کا لفظ ہی ہے۔ اس بنا پر علامہ عینی رحمۃ اللہ علیہ کا یہ فرمانا بہت قوت رکھتا ہے کہ جمعہ کے متعلق اصل یہ ہی ہے کہ گرمی اور سردی دونوں موسموں میں اوّل وقت میں پڑھا جائے۔ یہ اس لئے بھی کہ جمعہ میں اجتماع عظیم ہوتا ہے اور لوگ دور دور سے آتے ہیں اور تاخیر کرنے میں ان کو دقت ہوگی۔ خصوصاً گاؤں سے آنے والوں کو۔

فائدہ اس پر تمام علماء کا اجماع ہے کہ جمعہ کا وقت وہی ہے جو ظہر کیلئے ہے۔ یعنی زوال شمس کے بعد اور جیسا کہ حضور اکرم ﷺ کے متواتر عمل سے واضح ثابت ہے۔ مگر بعض حنابلہ کے متعلق یہ کہا جاتا ہے کہ وہ زوال سے قبل بھی جمعہ پڑھے جانے کو جائز قرار دیتے ہیں اور دلیل یہ ہے کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا ہے جمعہ کا دن وہ دن ہے کہ جعلہ اللہ عیدا للمسلمین۔ اللہ تعالیٰ نے اس کو مسلمانوں کیلئے عید قرار دیا ہے تو جب حضور ﷺ نے جمعہ کو عید قرار دیا تو جمعہ کی نماز عید کے وقت پڑھنا جائز ہونی چاہیے۔ لیکن یہ استدلال بہت ہی عجیب وغریب ہے کیونکہ اس استدلال کے صحیح مان لینے کی صورت میں تو یہ بھی ماننا پڑے گا کہ جمعہ کے دن روزہ حرام ہے اور خطبہ جمعہ جمعہ کی نماز کے بعد دیا جاسکتا ہے۔ حالانکہ ایسا کسی نے نہیں کیا۔

سعی الی الجمعہ

۲) واضح ہو کہ آیت جمعہ میں اس امر کی گنجائش ہے کہ ذکر اللہ مراد نماز ہو یا خطبہ مفسرین میں بھی یہ امر مختلف فیہ ہے۔ علامہ ابن الہمام فرماتے ہیں کہ ذکر اللہ سے ظاہر

یہ ہے کہ نماز مراد ہو کیونکہ **اذا نودی للصلوٰۃ** کی جزا **فاسعوا الی ذکر اللہ** ہے۔ معلوم ہوا کہ اصل میں ذکر سے مراد نماز ہے اور خطبہ محض ضمناً ذکر میں شامل ہو جاتا ہے۔ ورنہ اگر ذکر سے مراد صرف خطبہ ہوتا تو **الی ذکر اللہ والصلوٰۃ** فرمایا جاتا **ویجوز کون المراد به الخطبة** اور یہ بھی جائز ہے کہ ذکر سے خطبہ مراد ہو۔ (فتح القدیر)

علامہ آلوسی نے بھی یہ ہی فرمایا کہ ذکر سے خطبہ بھی مراد ہو سکتا ہے اور نماز بھی۔ علامہ ابوبکر حصاص رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ ذکر سے مراد خطبہ ہی ہے کہ اذان کے بعد خطبہ ہوتا ہے اور اس کی طرف سعی کا حکم دیا گیا ہے۔ **فدل علی ان المراد الخطبة**۔ تو اس پر دال ہے کہ ذکر سے خطبہ مراد ہے۔ سعی کے اصل معنی جلد جلد چلنے کے ہیں اور سعی کے معنی مطلق عمل اور چلنے کے بھی آتے ہیں۔ ابن منیر نے کہا کہ آیت جمعہ میں اللہ تعالیٰ نے سعی کے امر اور بیع کی نہی کو بطور تقابل بیان کیا تو واضح ہوا کہ سعی سے مراد وہ عمل ہے جو عبادت ہو۔ مطلب یہ کہ جب جمعہ کی اذان ہو تو اللہ کی طرف متوجہ ہو جاؤ اور دنیاوی کاروبار چھوڑ دو۔

موطا امام مالک میں ہے کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا سعی کے معنی یہ ہیں کہ جب اذان ہو جائے تو اللہ کی یاد کی طرف چلو۔ یعنی سعی کے معنی دوڑنے کے نہیں بلکہ مطلق چلنے اور قصد کرنے کے ہیں۔

❀ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کی تعلیق کو امام ابن حزم نے عکرمہ سے وصل کیا اور عطا تابعی کی تعلیق کو عبد بن حمید نے اپنی تفسیر میں بایں الفاظ وصل کیا کہ جب خطبہ کی اذان ہو تو خرید و فروخت اور تمام دنیاوی کاروبار حتیٰ کہ سونا اور لکھنا اور مرد کا اپنی بیوی کے قریب ہونا حرام ہے۔ صاحب ہدایہ نے فرمایا:

❀ **المعتبر فی وجوب السعی وحرمة البیع هو الاذان الاصلی الذی کان علی عهد النبی صلی اللہ علیہ وسلم**۔

سعی کا واجب ہونا اور بیع وشراء کا حرام ہونا اس اذان کے بعد ہے جو عہد نبوی ﷺ میں ہوتی تھی (یعنی خطبے کی اذان)

❀ اور اسماعیل بن ابی زیاد شامی کی تفسیر میں حضرت جابر سے مروی ہے کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا:

تحرم التجارة عندالاذان ویحرم الکلام عندالخطبة۔ (عینی ج۱ص۱)

اذان کے وقت تجارت اور خطبہ کے وقت کلام وسلام حرام ہو جاتا ہے۔

غرضیکہ جب خطبہ جمعہ کی اذان ہو جائے تو پھر سب کاموں کو چھوڑ کر یاد الٰہی میں مشغول ہو جانا واجب ولازم ہو جاتا ہے۔

مسافر پر جمعہ واجب نہیں ہے

جمہور علماء کا یہ ہی مذہب ہے کہ مسافر پر جمعہ واجب نہیں۔ ابن منذر نے کہا مسافر پر جمعہ واجب نہ ہونے پر اجماع ہے۔ چنانچہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔ حضور علیہ السلام نے فرمایا:

لیس علی المسافر جمعة۔ (دار قطنی ص۱۶۴ ابوداؤد ج۱ص۱۶۰ عینی ج۳)

مسافر پر جمعہ واجب نہیں۔

ابن بطال نے کہا۔ ابن ابی شیبہ نے حضرت علی بن ابی طالب وابن عمر۔ انس بن مالک وعبدالرحمٰن بن سمرہ وابن مسعود ومکحول وعروہ بن مغیرہ وابراہیم نخعی وشعبی وعمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہم سے بھی یہ ہی نقل ہے۔ خود امام زہری سے بھی یہ منقول ہے کہ مسافر پر جمعہ واجب نہیں ہے۔

۱) اگر مسافر شہر میں سے گزرے اور اذان کی آواز سنے تو اس کو جمعہ میں شامل ہو جانا مستحب ہے۔

۲) اسی طرح جمعہ کے دن سفر کرنا بھی جائز ہے۔ زوال سے قبل تو سفر میں کچھ

مضائقہ نہیں۔ حضرت عمر زبیر بن العوام ابوعبیدہ بن الجراح وعبداللہ بن عمر حسن، ابن سیرین، امام مالک رضی اللہ عنہم جواز کے قائل ہیں۔ لیکن زوال کے بعد جمعہ کا وقت ہو جائے (اور بہت ضروری نہ ہو) تو امام مالک واحمد عدم جواز کے قائل ہیں اور امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ جواز کے۔ یعنی جواز کے بعد گو کہ سفر جائز ہے۔ مگر اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ ضرور کیا جائے۔ بلکہ حتیٰ المقدور جمعہ کے دن زوال کے بعد سفر نہ کرنا افضل واولیٰ ہے۔ تا کہ جمعہ کی نماز کی فضیلت حاصل ہو۔

خطبہ جمعہ کے وقت نماز اور کلام ممنوع ہے

واضح ہو کہ جب امام خطبہ شروع کر دے تو اب سامعین کو خاموشی کے ساتھ خطبہ سننا واجب ہے اور دوران خطبہ نماز پڑھنا خواہ وہ جمعہ کی سنتیں ہی ہوں، یا بولنا، سلام وغیرہ کا جواب دینا حتیٰ کہ امر بالمعروف کرنا بھی منع ہے۔ لیکن امام دوران خطبہ بھی امر بالمعروف کر سکتا ہے۔ جیسا کہ حدیث ابن عمر سے ثابت ہے۔

(دیکھئے فیوض پارہ ۴ ص ۴۴)

اور صاحب ہدایہ نے لکھا ہے کہ حضرت امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کا مسلک یہ ہے کہ جب امام خطبہ کیلئے بیٹھ جائے تو لوگ نہ نماز پڑھیں نہ کلام کریں۔ لیکن قبل خطبہ بھی چپ ہو کر بیٹھنا واجب ہے یعنی جب امام خطبہ کی نیت سے منبر پر بیٹھ گیا اور اس نے خطبہ شروع نہیں کیا۔ اس وقت سے سامعین کیلئے چپ رہنا واجب ہو جاتا ہے تو وجوب کی تصریح صاحب ہدایہ نے بھی نہیں کی ہے۔ اس لئے وجوب کے قول کی بجائے استحباب کا قول کرنا مناسب ہے یعنی جب امام خطبہ کے قصد سے منبر پر بیٹھ گیا۔ ابھی اس نے خطبہ شروع نہیں کیا تو اس وقت خاموش ہو کر بیٹھ جانا واجب نہیں بلکہ مستحب ہے۔ ہاں جب خطبہ شروع کر دے تو اب خاموش ہو کر بیٹھ جانا واجب ہے۔ جس نے اپنے ساتھی سے یہ کہا کہ

من قال لصاحبه انصت والامام یخطب فقد لغا۔ (بخاری)

چپ رہ درانحالیکہ امام خطبہ دے رہا ہو تو اس نے لغو کیا۔

اس حدیث کی صحت پر اجماع ہے بلکہ اسے متواتر قرار دیا جا سکتا ہے۔ امام مالک ولیث ابوحنیفہ وثوری وجمہور سلف من الصحابہ کا یہ ہی مسلک ہے۔

جمعہ کی سنتیں

نماز پنجگانہ کیلئے سنت مؤکدہ یہ ہیں۔

دو رکعت فجر سے، چار ظہر سے پہلے۔ دو بعد، دو مغرب کے بعد، دو عشاء کے بعد اور چار جمعہ سے پہلے اور چار بعد۔ اور افضل یہ ہے کہ جمعہ کے بعد چار سنت پڑھے پھر دو اور پڑھ لے تاکہ دونوں حدیثوں پر عمل ہو جائے۔

۲) جو سنتیں چار رکعتی ہیں مثلاً جمعہ وظہر کی تو چاروں ایک سلام سے پڑھی جائیں گی، چاروں پڑھ کر چوتھی کے بعد سلام پھیریں، یہ نہیں کہ دو دو رکعت پر سلام پھیریں، اگر کسی نے ایسا کیا تو سنتیں ادا نہ ہوئیں، دوبارہ ان چاروں کو ایک سلام سے پڑھا جائے۔

جمعہ کی سنتوں کے سلسلہ میں امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی دلیل حدیث ابن مسعود ہے۔

انہ کان یصلی قبل الجمعۃ اربعا وبعدھا اربعا۔ (ترمذی)

کہ حضور علیہ السلام جمعہ سے قبل بھی چار سنت ادا فرماتے تھے اور جمعہ کے بعد بھی۔

امام ترمذی نے فرمایا ابن مبارک اور ثوری کا بھی یہ ہی مسلک ہے۔ اور مسلم میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔ حضور علیہ السلام نے فرمایا جب تم میں سے جمعہ پڑھ لے تو

فلیصل بعدھا اربع رکعات۔ (مسلم، تفسیر مظہری ج۹ ص ۲۹۴)

چاہیے کہ وہ چار رکعت سنت پڑھ لے۔

اور حدیث زیر بحث میں دو رکعت سنت کا ذکر ہے۔ اس لئے افضل یہ ہے کہ جمعہ

کے بعد چھ رکعت سنت پڑھ لی جائیں۔ تاکہ دونوں حدیثوں پر عمل ہو جائے۔ ویسے صرف دو پر اکتفا کرلے تو بھی حرج نہیں۔

صلوٰۃ حاجت

اگر کوئی مشکل پیش آجائے تو نماز حاجت پڑھے۔ یہ نماز حضور علیہ السلام نے ایک نابینا کو تعلیم فرمائی۔ جب انہوں نے یہ نماز پڑھی تو پڑھتے ہی بینا ہو گئے۔ (ترمذی، طبرانی، ابن ماجہ) دو رکعت نفل جیسے عام طور پر پڑھتے ہیں۔ پڑھو اور سلام پھیرنے کے بعد یہ دعا پڑھو۔

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ وَاَتَوَسَّلُ اَتَوَجَّہُ، اِلَیْكَ بِنَبِیِّكَ مُحَمَّدٍ نَبِیِّ الرَّحْمَۃِ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اِنِّیْ تَوَجَّھْتُ بِكَ اِلٰی رَبِّیْ فِیْ حَاجَتِیْ ھٰذِہٖ۔ (یہاں اپنی حاجت کا نام لو) لِتُقْضٰی لِیْ اَللّٰھُمَّ فَشَفِّعْہُ فِیَّ۔

صلوٰۃ التسبیح

یہ نفل حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے عم مکرم حضرت عباس رضی اللہ عنہ کو تعلیم فرمائی اور فرمایا کہ اس نماز کے پڑھنے والے کے اگلے پچھلے گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس نماز کو روزانہ پڑھو۔ ورنہ جمعہ کے دن ایک بار پڑھو۔ یہ بھی نہ ہو سکے تو ہر مہینہ میں ایک بار پڑھو اگر یہ بھی نہ ہو سکے تو ہر سال میں ایک بار پڑھو۔ اگر یہ بھی نہ ہو سکے تو عمر میں ایک بار پڑھ لو۔ اس نفل نماز کا بے انتہا ثواب ہے اور بے شمار دینی و دنیوی برکات کے حصول کا سبب ہے۔ ترکیب یہ ہے۔

اَللّٰہُ اَکْبَرُ کہہ کر نیت کر کے سُبْحَانَكَ اللّٰھُمَّ سے وَلَا اِلٰہَ غَیْرُكَ تک پڑھو پھر ۱۵ بار سُبْحَانَ اللّٰہِ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ وَلَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ۔ اس کے بعد اَعُوْذُ اور بِسْمِ اللّٰہِ۔ اَلْحَمْدُ اور سورہ پڑھ کر دس بار یہی تسبیح پڑھو۔ پھر رکوع کرو اور

رکوع میں دس بار یہی تسبیح پڑھو۔ پھر رکوع سے سر اٹھاؤ اور بعد تسبیح وتحمید کے دس بار یہی تسبیح کہو پھر سجدہ میں جاؤ اور دس بار یہی تسبیح پڑھو۔ پھر سجدہ سے سر اٹھا کر دس بار یہی تسبیح کہو۔ پھر سجدہ کو جاؤ اور اس میں دس مرتبہ یہی تسبیح پڑھو۔ پھر دوسری رکعت میں ۱۵ مرتبہ تسبیح مذکور پڑھ کر اس کے بعد بسم اللہ والحمد للہ وسورہ پڑھ کر دس مرتبہ تسبیح پڑھی جائے اور حسب سابق رکوع وسجود میں تسبیح پڑھ کر بیچ کا قعدہ کیا جائے اور اس میں التحیات، درود دعا مکمل پڑھی جائے۔ اسی طرح دو رکعتیں اور پڑھی جائیں۔ ہر رکعت میں ۷۵ بار تسبیح ہوگی۔ چار رکعتوں میں ۳۰۰ تسبیح ہوں گی اور رکوع وسجود میں سُبْحَانَ رَبِّیَ الْعَظِیْمِ۔ سُبْحَانَ رَبِّیَ الْاَعْلٰی کہنے کے بعد تسبیحات پڑھی جائیں گی۔

نوٹ اس نماز کے پڑھنے کیلئے کوئی وقت مقرر نہیں۔ اوقاف مکروہہ وممنوعہ کے علاوہ جس وقت چاہو پڑھ سکتے ہو۔

پنج گنج صغیر

۱) بعد از نماز فجر یَاعَزِیْزُ یَااَللّٰهُ سو مرتبہ

۲) بعد از نماز ظہر یَاکَرِیْمُ یَااَللّٰهُ سو مرتبہ

۳) بعد از نماز عصر یَاجَبَّارُ یَااَللّٰهُ سو مرتبہ

۴) بعد از نماز مغرب یَاسَتَّارُ یَااَللّٰهُ سو مرتبہ

۵) بعد از نماز عشاء یَاغَفَّارُ یَااَللّٰهُ سو مرتبہ پڑھے۔

اوّل وآخر ۱۱، ۱۱ درود شریف پڑھے۔ اس کے بعد دعا مانگے یہ وظائف بیشمار دینی ودنیوی برکات کے حصول کا موجب ہیں۔

نمازِ اشراق

حضور سید عالم نور مجسم ﷺ نے فرمایا جو شخص فجر کی نماز باجماعت پڑھ کر ذکر

الہی میں مشغول رہا۔ یہاں تک کہ آفتاب نکل کر بلند ہوگیا۔ پھر اس نے دو رکعت نفل پڑھے تو اسے پورے حج و عمرہ کا ثواب مل گیا۔ نماز اشراق دو رکعت نفل ہیں جو فجر کی نماز کے بعد مسجد میں سورج کے ایک نیزہ بلند ہونے (یعنی سورج کے پورے نکل آنے پر) پڑھے جاتے ہیں۔ بہتر یہ ہے کہ پہلی رکعت میں سورہ فاتحہ کے بعد آیۃ الکرسی خٰلِدُوْنَ تک پڑھے اور دوسری رکعت میں اٰمَنَ الرَّسُوْلُ آخر سورہ تک پڑھے۔ اگر یہ آیات یاد نہ ہوں تو جو یاد ہوں وہی پڑھ لے اور اس کے بعد دعا کرے۔ مستورات تمام نوافل و فرض اپنے گھر ہی میں ادا کریں۔ مسجد کا ثواب انہیں گھر میں مل جائے گا۔ (ترمذی شریف)

نمازِ چاشت

حضور سید عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا جس نے چاشت کی بارہ رکعتیں پڑھیں اللہ تعالیٰ اس کیلئے جنت میں سونے کا محل بنائے گا اور جو چاشت کی ہمیشہ دو رکعتیں پڑھیں اللہ تعالیٰ اس کیلئے جنت میں سونے کا محل بنائے گا اور جو چاشت کی ہمیشہ دو رکعتیں پڑھے اس کے گناہ بخش دیئے جائیں گے۔ اگر سمندر کی جھاگ کے برابر ہوں۔ (ترمذی وابن ماجہ) نمازِ چاشت کی کم از کم دو اور زیادہ سے زیادہ بارہ رکعتیں ہیں۔ اس کا وقت آفتاب بلند ہونے سے زوال سے پہلے تک ہے۔ (یعنی نصف النہار شرعی تک ہے)

اوّابین

یہ نفل مغرب کے فرض اور سنت کے بعد پڑھے جاتے ہیں۔ نماز اوّابین کی زیادہ سے زیادہ بیس اور کم سے کم چھ رکعت نفل ہیں۔ یہ نوافل بھی باعث برکت ورحمت ہیں۔

نمازِ تہجد

نبی اکرم نورِ مجسم ﷺ نے ارشاد فرمایا جنت میں ایک محل ہے اور یہ اس کیلئے ہے جو (تہجد) پڑھے۔ (حاکم) نیز فرمایا رات میں عبادت کرنے والے جنت میں بغیر

حساب کے داخل ہوں گے۔ (خلاصہ حدیث) عشاء کی نماز کے بعد سوکر اٹھیں اور نفل پڑھیں۔ یہ نفل تہجد کے نفل کہلاتے ہیں۔ ان کیلئے عشاء کے بعد سونا شرط ہے۔ تہجد کی کم از کم دو اور زیادہ سے زیادہ آٹھ یا بارہ رکعتیں ہیں۔ جتنی توفیق ہو اتنی پڑھے۔

درود شریف

صَلَّى اللهُ عَلَى النَّبِيِّ الْأُمِّيِّ وَآلِهٖ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَاةً وَّسَلَامٌ عَلَيْكَ يَارَسُوْلَ اللهِ ۔ یہ درود شریف ایک سو بار جمعہ کی نماز کے بعد پڑھا جائے۔ یہ درود شریف حصولِ فضل عظیم ومنافع کثیر کیلئے مجرب ہے۔

* * *

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اللہ کے نام سے شروع جو نہایت مہربان رحم والا

ایمان مفصل

اٰمَنْتُ بِاللّٰهِ وَمَلٰٓئِكَتِهٖ وَكُتُبِهٖ وَرُسُلِهٖ

میں ایمان لایا اللہ پر اور اُسکے فرشتوں پر اور اسکی کتابوں پر اور اُسکے رسولوں پر

وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَالْقَدْرِ خَيْرِهٖ وَشَرِّهٖ

اور قیامت کے دن پر اور اچھی بُری تقدیر پر

مِنَ اللّٰهِ تَعَالٰى وَالْبَعْثِ بَعْدَ الْمَوْتِ ؕ

کہ وہ اللہ تعالٰی کی طرف سے ہے اور مرنے کے بعد جی اُٹھنے پر

ایمان مجمل

اٰمَنْتُ بِاللّٰهِ كَمَا هُوَ بِاَسْمَآئِهٖ

میں ایمان لایا اللہ پر جیسا کہ وہ اپنے ناموں

وَصِفَاتِهٖ وَقَبِلْتُ جَمِيْعَ اَحْكَامِهٖ اِقْرَارٌۢ

اور اپنی صفتوں کے ساتھ ہے اور میں نے اُس کے سارے حکموں کو قبول کیا زبان

بِاللِّسَانِ وَتَصْدِيْقٌۢ بِالْقَلْبِ ؕ

سے اقرار ہے اور دل سے یقین ہے

شش کلمے

چھ کلمے

اوّل کلمہ طیب لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ

اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اللہ کے

اللّٰهِ ؕ **دوم کلمہ شہادت** اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ

رسول ہیں۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں

وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا

وہ اکیلا ہے اس کا کوئی شریک نہیں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ

عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ ؕ **سوم کلمہ تمجید** سُبْحٰنَ اللّٰهِ

وسلم اس کے بندے اور رسول ہیں۔ پاک ہے اللہ

وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ ؕ

اور تمام تعریف اللہ ہی کے لیے ہے اور اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور اللہ بہت بڑا ہے

وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ ؕ

اور گناہوں سے بچنے کی طاقت اور نیک کام کرنے کی قوت اللہ ہی کی طرف سے ہے جو عالیشان عظمت والا ہے۔

چہارم کلمہ توحید

لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ

اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں وہ اکیلا ہے اس کا کوئی شریک نہیں۔

لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ يُحْيِىْ وَيُمِيْتُ

اسی کی بادشاہی ہے اسی کے لیے تمام تعریف ہے وہ زندہ کرتا ہے اور مارتا ہے

وَهُوَ حَیٌّ لَّا يَمُوْتُ اَبَدًا اَبَدًا ذُو الْجَلَالِ

اور وہ ہمیشہ کے لیے زندہ ہے وہ مرے گا نہیں کبھی نہیں ہرگز نہیں۔ عظمت

وَالْاِكْرَامِ بِيَدِهِ الْخَيْرُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ

اور بزرگی والا ہے۔ بہتری اسی کے ہاتھ میں ہے۔ اور وہ ہر

شَیْءٍ قَدِيْرٌ

چیز پر قادر ہے۔

پنجم کلمہ استغفار

اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ

میں اللہ سے معافی مانگتا ہوں

رَبِّیْ مِنْ كُلِّ ذَنْۢبٍ اَذْنَبْتُهٗ عَمَدًا اَوْ

جو میرا پروردگار ہے ہر گناہ سے جو میں نے کیا جان بوجھ کر یا

خَطَاً سِرًّا اَوْ عَلَانِيَةً وَّاَتُوْبُ اِلَيْهِ مِنَ

بھول کر درپردہ یا کھلم کھلا اور توبہ کرتا ہوں اس کے حضور میں

الذَّنْبِ الَّذِیْ اَعْلَمُ وَمِنَ الذَّنْبِ الَّذِیْ

اُس گناہ سے جو مجھے معلوم ہے اور اُس گناہ سے جو

لَآ اَعْلَمُ اِنَّكَ اَنْتَ عَلَّامُ الْغُیُوْبِ وَسَتَّارُ

مجھے معلوم نہیں بے شک تو غیبوں کا جاننے والا ہے اور عیبوں

الْعُیُوْبِ وَغَفَّارُ الذُّنُوْبِ وَلَا حَوْلَ وَلَا

کا چھپانے والا ہے اور گناہوں کا بخشنے والا ہے۔ اور گناہوں سے بچنے کی طاقت اور

قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ ؕ

ششم کلمہ ردِ کفر

نیک کام کرنے کی قوت اللہ ہی کی طرف سے ہے جو عالیشان عظمت والا ہے

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْۤ اَعُوْذُ بِكَ مِنْ اَنْ اُشْرِكَ بِكَ

الٰہی میں تیری پناہ مانگتا ہوں اس بات سے کہ کسی چیز کو تیرا شریک

شَیْئًا وَّاَنَا اَعْلَمُ بِهٖ وَاَسْتَغْفِرُكَ لِمَا

ٹھہراؤں اور مجھے اس کا علم ہو اور میں معافی مانگتا ہوں تجھ سے اس گناہ

لَآ اَعْلَمُ بِهٖ تُبْتُ عَنْهُ وَتَبَرَّاْتُ مِنَ

کی جس کا مجھے علم نہیں میں نے اس سے توبہ کی اور بیزار ہوا کفر

الْكُفْرِ وَالشِّرْكِ وَالْكِذْبِ وَالْغِيْبَةِ

کفر سے اور شرک سے اور جھوٹ سے اور غیبت سے

وَالْبِدْعَةِ وَالنَّمِيْمَةِ وَالْفَوَاحِشِ وَ

اور بدعت سے اور چغلی سے اور بے حیائی کے کاموں سے اور

الْبُهْتَانِ وَالْمَعَاصِيْ كُلِّهَا وَاَسْلَمْتُ وَ

تہمت لگانے سے اور باقی ہر قسم کی نافرمانیوں سے اور میں اسلام لایا اور

اَقُوْلُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ ؕ

میں کہتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول ہیں۔

اذان اَللّٰهُ اَكْبَرُ ؕ اَللّٰهُ اَكْبَرُ ؕ اَللّٰهُ اَكْبَرُ ؕ

اللہ بہت بڑا ہے اللہ بہت بڑا ہے اللہ بہت بڑا ہے

اَللّٰهُ اَكْبَرُ ؕ اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ ؕ

اللہ بہت بڑا ہے میں گواہی دیتا ہے کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں

اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ ؕ اَشْهَدُ اَنْ

میں گواہی دیتا ہے کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں

مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ ط اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا

میں گواہی دیتا ہوں کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم

رَّسُوْلُ اللّٰهِ ط حَيَّ عَلَى الصَّلٰوةِ ط حَيَّ عَلَى

اللہ کے رسول ہیں نماز پڑھنے کے لیے آؤ نماز پڑھنے

الصَّلٰوةِ ط حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ ط حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ ط

کے لیے آؤ فلاح پانے کے لیے آؤ

اَلصَّلٰوةُ خَيْرٌ مِّنَ النَّوْمِ ط اَلصَّلٰوةُ

نماز نیند سے اچھی ہے ۔ نماز

خَيْرٌ مِّنَ النَّوْمِ ط

نیند سے اچھی ہے۔

تکبیر اقامت میں یہ کہا جائے

قَدْ قَامَتِ الصَّلٰوةُ ط

تحقیق نماز (کی جماعت) کھڑی ہو گئی

قَدْ قَامَتِ الصَّلٰوةُ ط اَللّٰهُ اَكْبَرُ ط

تحقیق نماز (کی جماعت) کھڑی ہو گئی اللہ بہت بڑا ہے ۔

اَللّٰهُ اَكْبَرُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ ؕ

اللہ بہت بڑا ہے۔ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں۔

دُعا بعد اذان

اَللّٰهُمَّ رَبَّ هٰذِهِ الدَّعْوَةِ

اے اللہ اے پروردگار اس پوری پکار کے

التَّآمَّةِ وَالصَّلٰوةِ الْقَآئِمَةِ اٰتِ مُحَمَّدَنِ ا

اور قائم ہونے والی نماز کے حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وسلم)

الْوَسِيْلَةَ وَالْفَضِيْلَةَ وَالدَّرَجَةَ

کو وسیلہ اور فضیلت اور بلند درجہ

الرَّفِيْعَةَ وَابْعَثْهُ مَقَامًا مَّحْمُوْدَنِ ا الَّذِىْ

عطا فرما اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو مقام محمود میں کھڑا کر جس کا تو نے

وَعَدْتَّهٗ وَارْزُقْنَا شَفَاعَتَهٗ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ؕ

آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے وعدہ کیا ہے اور ہم کو قیامت کے دن آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت سے بہرہ مند کر۔

اِنَّكَ لَا تُخْلِفُ الْمِيْعَادَ ؕ

بے شک تو وعدہ خلافی نہیں کرتا۔

نیت نماز اِنِّیْ وَجَّهْتُ وَجْهِیَ لِلَّذِیْ فَطَرَ

میں نے اپنا منہ اس کی طرف کیا جس نے

السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ حَنِیْفًا وَّمَآ اَنَا مِنَ

آسمان اور زمین بنائے ایک اسی کا ہوکر اور میں

الْمُشْرِکِیْنَ ؕ **ثنا** سُبْحٰنَکَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِکَ

مشرکوں میں نہیں۔ اے اللہ تیری ذات پاک ہے اور خوبی والی

وَتَبَارَکَ اسْمُکَ وَتَعَالٰی جَدُّکَ وَلَآ اِلٰهَ

اور تیرا نام برکت والا ہے اور تیری شان اونچی ہے اور تیرے سوا

غَیْرُکَ ؕ

کوئی معبود نہیں۔

تعوذ اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ

میں اللہ کی پناہ مانگتا ہوں شیطان مردود سے۔

تسمیہ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اللہ کے نام شروع جو نہایت مہربان رحم والا

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ○ الرَّحْمٰنِ

سب خوبیاں اللہ کو جو مالک سارے جہان والوں کا بہت مہربان

الرَّحِيْمِ ○ مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ ○

رحمت والا روزِ جزا کا مالک

اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَاِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ ○

ہم تجھی کو پوجیں اور تجھی سے مدد چاہیں ۔

اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ ○ صِرَاطَ

ہم کو سیدھا راستہ چلا ۔ ان کا جن پر

الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ ۙ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ

تو نے احسان کیا نہ اُن کا جن پر غضب

عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ ○ اٰمِيْنَ ○

ہوا اور نہ بہکے ہوؤں کا الٰہی قبول فرما ۔

سورۃ اخلاص

قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ ۚ اَللّٰهُ الصَّمَدُ ۚ

تم فرماؤ وہ اللہ ہے وہ ایک ہے۔ اللہ بے نیاز ہے۔

لَمْ يَلِدْ ۙ وَلَمْ يُوْلَدْ ۙ وَلَمْ يَكُنْ لَّهٗ

نہ اس کی کوئی اولاد اور نہ وہ کسی سے پیدا ہوا اور نہ اس کے

كُفُوًا اَحَدٌ ۝ اَللّٰهُ اَكْبَرُ ؕ

جوڑ کا کوئی۔ اللہ بہت بڑا ہے۔

رکوع میں تین بار پڑھے سُبْحَانَ رَبِّيَ الْعَظِيْمِ ؕ

پاک ہے میرا پروردگار عظمت والا۔

تسمیع سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ ؕ

اللہ نے اس بندے کی (بات) سن لی جس نے اُس کی تعریف کی۔

تحمید رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ ؕ اَللّٰهُ اَكْبَرُ

اے ہمارے پروردگار تیرے لیے تمام تعریف ہے۔ اللہ بہت بڑا ہے۔

سجدہ میں تین بار پڑھے سُبْحَانَ رَبِّيَ الْاَعْلٰى

پاک ہے میرا پروردگار بڑا عالیشان

اَللّٰهُ اَكْبَرُ

اللہ بہت بڑا ہے۔

تشہّد اَلتَّحِيَّاتُ لِلّٰهِ وَالصَّلَوٰتُ وَالطَّيِّبٰتُ

تمام زبان کی عبادتیں اللہ کے لیے ہیں اور بدنی عبادتیں اور مالی عبادتیں

اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ اَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ

بھی سلام ہو آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر اے نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور اللہ کی رحمت

وَبَرَكَاتُهٗ اَلسَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلٰى عِبَادِ اللّٰهِ

اور اس کی برکتیں سلامتی ہو ہم پر اور اللہ کے نیک

الصّٰلِحِيْنَ ۝ اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ

بندوں پر۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں.

وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ

اور میں گواہی دیتا ہوں کہ حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اس کے بندے اور رسول ہیں۔

درود شریف

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰٓی

اے اللہ حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) پر اور حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وسلم)

اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰٓی اِبْرٰھِیْمَ وَعَلٰٓی

کی آل پر رحمت بھیج جس طرح تو نے رحمت بھیجی حضرت ابراہیم (علیہ السلام) اور حضرت

اٰلِ اِبْرٰھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ ط اَللّٰھُمَّ

ابراہیم (علیہ السلام) کی آل پر بے شک تو تعریف کیا گیا بزرگ ہے۔ اے اللہ

بَارِکْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰٓی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا

برکت دے حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو اور حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی آل کو

بَارَکْتَ عَلٰٓی اِبْرٰھِیْمَ وَعَلٰٓی اٰلِ اِبْرٰھِیْمَ

جیسے برکت دی تو نے حضرت ابراہیم (علیہ السلام) کو اور حضرت ابراہیم (علیہ السلام) کی آل کو

اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ ط

بے شک تو تعریف کیا گیا بزرگ ہے۔

دُعا

رَبِّ

اے میرے رب

اجْعَلْنِیْ مُقِیْمَ الصَّلٰوۃِ وَمِنْ ذُرِّیَّتِیْ صلے

مجھے نماز قائم کرنیوالا رکھ اور کچھ میری اولاد کو

رَبَّنَا وَتَقَبَّلْ دُعَآءِ ۝ رَبَّنَا اغْفِرْلِیْ

اے ہمارے رب اور ہماری دُعا سن لے۔ اے ہمارے رب مجھے بخش دے

وَلِوَالِدَیَّ وَلِلْمُؤْمِنِیْنَ یَوْمَ یَقُوْمُ

اور میرے ماں باپ کو اور سب مسلمان کو جس دن

الْحِسَابُ ۝ **دیگر** اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ ظَلَمْتُ

حساب قائم ہوگا۔ اے اللہ میں نے اپنے آپ پر

نَفْسِیْ ظُلْمًا کَثِیْرًا وَّلَا یَغْفِرُ الذُّنُوْبَ

بہت ظلم کیا ہے اور صرف تو ہی گناہوں کو

اِلَّآ اَنْتَ فَاغْفِرْلِیْ مَغْفِرَةً مِّنْ عِنْدِكَ

بخش سکتا ہے پس اپنی خاص بخشش کے ساتھ مجھ کو بخش دے

وَارْحَمْنِیْ اِنَّكَ اَنْتَ الْغَفُوْرُ الرَّحِیْمُ

اور مجھ پر رحم فرما بے شک تو بخشنے والا رحم والا ہے

دونوں طرف منہ پھیر کر کہے اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ

سلام ہو تم پر اور اللہ کی رحمت ۔

دعائے قنوت اَللّٰھُمَّ اِنَّا نَسْتَعِیْنُکَ وَنَسْتَغْفِرُکَ

اے اللہ ہم تجھ ہی سے مدد چاہتے ہیں اور تجھ ہی سے معافی مانگتے ہیں

وَنُؤْمِنُ بِکَ وَنَتَوَکَّلُ عَلَیْکَ وَ نُثْنِیْ

اور تجھ پر ایمان لاتے ہیں اور تجھ پر بھروسہ کرتے ہیں اور تیری

عَلَیْکَ الْخَیْرَ وَ نَشْکُرُکَ وَلَا نَکْفُرُکَ وَ

بہت اچھی تعریف کرتے ہیں اور تیرا شکر کرتے ہیں اور تیری ناشکری نہیں کرتے

نَخْلَعُ وَ نَتْرُکُ مَنْ یَّفْجُرُکَ ط اَللّٰھُمَّ

اور الگ کرتے ہیں اور چھوڑتے ہیں اس شخص کو جو تیری نافرمانی کرے ۔ اے اللہ

اِیَّاکَ نَعْبُدُ وَلَکَ نُصَلِّیْ وَنَسْجُدُ وَاِلَیْکَ

ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور تیرے ہی لیے نماز پڑھتے ہیں اور سجدہ کرتے ہیں اور تیری ہی طرف

نَسْعٰی وَ نَحْفِدُ وَنَرْجُوْا رَحْمَتَکَ وَ نَخْشٰی

دوڑتے ہیں اور خدمت کیلئے حاضر ہوتے ہیں اور تیری رحمت کے اُمیدوار ہیں اور تیرے عذاب

عَذَابَکَ اِنَّ عَذَابَکَ بِالْکُفَّارِ مُلْحِقٌ ط

سے ڈرتے ہیں بے شک تیرا عذاب کافروں کو ملنے والا ہے ۔

آیت الکرسی

اَللّٰہُ لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ ج اَلْحَیُّ الْقَیُّوْمُ ج ۵ لَا

اللہ ہے جس کے سوا کوئی معبود نہیں وہ آپ زندہ اور اوروں کا قائم رکھنے والا

تَاْخُذُہٗ سِنَۃٌ وَّلَا نَوْمٌ ط لَہٗ مَا فِی السَّمٰوٰتِ

اُسے نہ اونگھ آئے نہ نیند اُسی کا ہے جو کچھ آسمانوں میں ہے

وَمَا فِی الْاَرْضِ ط مَنْ ذَا الَّذِیْ یَشْفَعُ عِنْدَہٗٓ

اور جو کچھ زمیں میں وہ کون ہے جو اُس کے یہاں سفارش کرے

اِلَّا بِاِذْنِہٖ ط یَعْلَمُ مَا بَیْنَ اَیْدِیْھِمْ وَمَا

بے اُس کے حکم کے جانتا ہے جو کچھ اُن کے آگے ہے اور جو کچھ اُن کے

خَلْفَھُمْ ج وَلَا یُحِیْطُوْنَ بِشَیْءٍ مِّنْ عِلْمِہٖٓ اِلَّا

پیچھے اور وہ نہیں پاتے اُس کے علم میں سے مگر

بِمَا شَآءَ ۚ وَسِعَ كُرْسِيُّهُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ ۚ

جتنا وہ چاہے اس کی کرسی میں سمائے ہوئے ہیں آسمان اور زمین

وَلَا يَئُوْدُهٗ حِفْظُهُمَا ۚ وَهُوَ الْعَلِيُّ الْعَظِيْمُ ○

اور اُسے بھاری نہیں ان کی نگہبانی اور وہی بلند بڑائی والا

نماز جنازہ

سُبْحٰنَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ

اے اللہ تیری ذات پاک ہے اور خوبی والی

وَتَبَارَكَ اسْمُكَ وَتَعَالٰى جَدُّكَ وَجَلَّ

اور تیرا نام برکت والا ہے اور تیری شان اونچی ہے اور تیری

ثَنَآؤُكَ وَلَآ اِلٰهَ غَيْرُكَ ؕ

تعریف بڑی ہے اور تیرے سوا کوئی معبود نہیں

درود شریف اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰٓى

اے اللہ حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) پر اور حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وسلم)

اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰٓى اِبْرٰهِيْمَ وَعَلٰٓى

کی آل پر رحمت بھیج جس طرح تو نے رحمت بھیجی حضرت ابراہیم (علیہ السلام) اور حضرت

اٰلِ اِبْرٰهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ ؕ اَللّٰهُمَّ

ابراہیم (علیہ السلام) کی آل پر بے شک تو تعریف کیا گیا بزرگ ہے۔ اے اللہ

بَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰٓى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا

برکت دے حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو اور حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی آل کو

بَارَكْتَ عَلٰٓى اِبْرٰهِيْمَ وَعَلٰٓى اٰلِ اِبْرٰهِيْمَ

جیسے برکت دی تو نے حضرت ابراہیم (علیہ السلام) کو اور حضرت ابراہیم (علیہ السلام) کی آل کو

اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ ؕ

بے شک تو تعریف کیا گیا بزرگ ہے۔

بالغ مرد و عورت کی دعا

اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِحَيِّنَا وَ

الٰہی بخش دے ہمارے ہر زندہ کو اور

مَيِّتِنَا وَشَاهِدِنَا وَغَآئِبِنَا وَصَغِيْرِنَا وَكَبِيْرِنَا

ہمارے متوفی کو اور ہمارے ہر حاضر کو اور ہمارے ہر غائب کو اور ہمارے ہر چھوٹے کو ہمارے

وَذَكَرِنَا وَاُنْثَانَا ط اَللّٰهُمَّ مَنْ اَحْيَيْتَهٗ مِنَّا

ہر بڑے کو اور ہمارے ہر مرد اور ہماری ہر عورت کو الٰہی تو ہم میں سے جس کو زندہ رکھے تو اس

فَاَحْيِهٖ عَلَى الْاِسْلَامِ ط وَمَنْ تَوَفَّيْتَهٗ مِنَّا

کو اسلام پر زندہ رکھ اور ہم میں سے جس کو موت دے

فَتَوَفَّهٗ عَلَى الْاِيْمَانِ ط

تو اس کو ایمان پر موت دے

نابالغ لڑکے کی دُعا

اَللّٰهُمَّ اجْعَلْهُ لَنَا فَرَطًا وَّاجْعَلْهُ لَنَآ اَجْرًا

الٰہی اس (لڑکے) کو ہمارے لیے آگے پہنچ کر سامان کرنے والا بنادے اور اُس کو ہمارے لیے اجر (کا موجب)

وَّذُخْرًا وَّاجْعَلْهُ لَنَا شَافِعًا وَّمُشَفَّعًا ط

اور وقت پر کام آنے والا بنادے اور اس کو ہماری سفارش کرنیوالا بنادے اور وہ جس کی سفارش منظور ہو جائے۔

نابالغ لڑکی کی دُعا

اَللّٰهُمَّ اجْعَلْهَا لَنَا فَرَطًا وَّاجْعَلْهَا

الٰہی اس لڑکی کو ہمارے لیے آگے پہنچ کر سامان کرنے والی بنادے اور اس کو ہمارے لیے اجر

لَنَآ اَجْرًا وَّذُخْرًا وَّاجْعَلْهَا لَنَا شَافِعَةً وَّمُشَفَّعَةً ط

(کی موجب) اور وقت پر کام آنے والی بنادے اور اس کو ہماری سفارش کرنیوالی بنادے اور وہ جس کی سفارش منظور ہو۔

نماز تراویح

سُبْحَانَ ذِی الْمُلْكِ وَالْمَلَكُوْتِ ط

پاک ہے وہ اللہ جو ملک اور بادشاہت
والا ہے

سُبْحَانَ ذِی الْعِزَّةِ وَالْعَظْمَةِ وَالْهَيْبَةِ وَالْقُدْرَةِ

پاک ہے وہ اللہ جو عزت والا اور عظمت والا اور ہیبت والا اور قدرت
والا

وَالْكِبْرِيَاءِ وَالْجَبَرُوْتِ ط سُبْحَانَ الْمَلِكِ

اور بڑائی والا اور سطوت والا ہے پاک ہے وہ اللہ جو بادشاہ
ہے

الْحَيِّ الَّذِی لَا يَنَامُ وَلَا يَمُوْتُ ط سُبُّوْحٌ

زندہ رہنے والا کہ نہ اس کے لیے نیند اور نہ موت ہے ۔ وہ بے انتہا
پاک

قُدُّوْسٌ رَبُّنَا وَرَبُّ الْمَلٰٓئِكَةِ وَالرُّوْحِ ط

ہے بے انتہا مقدس ہے ہمارا پروردگار اور فرشتوں اور روح کا
پروردگار ہے

اَللّٰهُمَّ اَجِرْنَا مِنَ النَّارِ ط يَا مُجِيْرُ يَا مُجِيْرُ

الٰہی ہمیں آگ سے بچانا اے بچانے والے پناہ دینے والے اے
نجات

يَا مُجِيْرُ ط اَلصَّلٰوةُ بَرْ مُحَمَّدٍ ط

دینے والے محمد صلی اللہ علیہ وسلم پہ
صلوٰۃ ہو ۔

خطباتِ جمعہ وعیدین

خطبۂ اولیٰ جمعہ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ○

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ اَنْزَلَ عَلٰی عَبْدِہِ الْکِتَابَ وَلَمْ یَجْعَلْ لَّہٗ عِوَجًا وَّنَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَاشَرِیْکَ لَہٗ وَنَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ خَیْرُ الْوَرٰی اَمَّا بَعْدُ فَاِنَّ الدُّنْیَا خَضِرَۃٌ وَّحُلْوَۃٌ وَّاِنِّیْ مُسْتَخْلِفُکُمْ فِیْھَا فَنَاظِرٌ کَیْفَ تَعْمَلُوْنَ فَاتَّقُوا اللّٰہَ حَقَّ تُقَاتِہٖ وَلَا تَمُوْتُنَّ اِلَّا وَاَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ ○ سُبْحَانَ رَبِّکَ رَبِّ الْعِزَّۃِ عَمَّا یَصِفُوْنَ وَسَلَامٌ عَلَی الْمُرْسَلِیْنَ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ ○

خطبۂ ثانی جمعہ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ○

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ نَحْمَدُہٗ وَنَسْتَعِیْنُہٗ وَنَسْتَغْفِرُہٗ وَنُؤْمِنُ بِہٖ وَنَتَوَکَّلُ عَلَیْہِ وَنَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ

لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَنَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ اِنَّ اللّٰهَ
وَمَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ ؕ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا
عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا ○ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا وَمَوْلَانَا
مُحَمَّدٍ اَفْضَلَ صَلَوَاتِكَ عَدَدَ مَعْلُوْمَاتِكَ وَعَلٰى اٰلِهٖ
وَاَصْحَابِهٖ وَذُرِّيَّاتِهٖ وَاَزْوَاجِهٖ اَجْمَعِيْنَ خُصُوْصًا عَلٰى اَفْضَلِ
النَّاسِ بَعْدَ النَّبِيِّيْنَ اَبِىْ بَكْرِنِ الصِّدِّيْقِ وَعُمَرَ الْفَارُوْقِ
وَعُثْمَانَ ذِى النُّوْرَيْنِ وَعَلِيِّ الْمُرْتَضٰى وَالْحَسَنَيْنِ وَعَلٰى
سَيِّدَةِ النِّسَآءِ فَاطِمَةَ الزَّهْرَاءِ وَعَلٰى عَمَّيْهِ الْمُكَرَّمَيْنِ
الْحَمْزَةِ وَالْعَبَّاسِ وَعَلٰى كُلِّ مَنِ اخْتَارَهُ اللّٰهُ بِصُحْبَتِهٖ
نَبِيِّهٖ بِالْاِيْمَانِ ○ وَلَا تَجْعَلْ فِىْ قُلُوْبِنَا غِلًّا لِّلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا
رَبَّنَا اِنَّكَ رَءُوْفٌ الرَّحِيْمُ ○ اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ لَا اِلٰهَ اِلَّا
اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ وَلِلّٰهِ الْحَمْدُ ○

خطبہ اولیٰ عید الفطر

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○

اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ

اَكْبَرُ وَلِلّٰهِ الْحَمْدُ ○ نَحْمَدُهٗ وَنَسْتَعِيْنُهٗ وَهُوَ الْمَحْمُوْدُ فِيْ كُلِّ مَكَانٍ وَّزَمَانٍ وَّهُوَ الْمَشْكُوْرُ بِكُلِّ لِسَانٍ ○ اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ وَلِلّٰهِ الْحَمْدُ ○ اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَاشَرِيْكَ لَهٗ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ اَللّٰهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِكْ عَلٰى سَيِّدِنَا وَنَبِيِّنَا مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَاَزْوَاجِهٖ اَجْمَعِيْنَ اَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوا اللّٰهَ فَاِنَّ التَّقْوٰى اَسَاسُ الْحَسَنَاتِ وَاعْبُدُوا اللّٰهَ فَاِنَّ الْعِبَادَةَ رَافِعَةٌ لِّلسَّيِّاٰتِ هَلْ عَرَفْتُمْ فَضَائِلَ شَهْرِ الصِّيَامِؕ وَهَلْ اَدْرَكْتُمْ لِمَاذَا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ فِيْ هٰذِهِ الْاَيَّامِ يَآ اَسَفَاهُ عَلٰى ضَيْفٍ لَّمْ نَجْعَلْ لَهٗ مِنَ الْاِكْرَامِ نُزُلًا يٰحَسْرَتَاهُ عَلٰى رَفِيْقٍ شَفِيْقٍ وَّدَّعَنَا وَمَشٰى الْوَدَاعُ الْوَدَاعُ يَا شَهْرَ طَهَارَةِ الْقُلُوْبِ الْفِرَاقُ الْفِرَاقُ يَا شَهْرَ كَفَّارَةِ الذُّنُوْبِ الْوَدَاعُ الْوَدَاعُ يَا شَهْرَ التَّرَاوِيْحِ وَالتَّسَابِيْحِؕ الْفِرَاقُ الْفِرَاقُ يَا شَهْرَ الْقَنَادِيْلِ وَالْمَصَابِيْحِ يَا مَعْشَرَ الْمُسْلِمِيْنَ اِنَّ فِي اللّٰهِ عَزَآءً مِّنْ كُلِّ

مُصِيْبَةٍ وَّخَلَفًا مِنْ كُلِّ فَائِتٍ وَاعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللّٰهِ
جَمِيْعًا ط وَاسْتَغْفِرُ اللّٰهَ اِنَّهٗ كَانَ غَفَّارًا ○ اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ
الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ وَبَشِّرِ الصَّابِرِيْنَ الَّذِيْنَ اِذَا اَصَابَتْهُمْ
مُّصِيْبَةٌ قَالُوْا اِنَّ لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ ○ اُولٰئِكَ عَلَيْهِمْ
صَلَوَاتٌ مِّنْ رَّبِّهِمْ وَرَحْمَةٌ وَّاُولٰئِكَ هُمُ الْمُهْتَدُوْنَ ○
اَقُوْلُ قَوْلِيْ هٰذَا وَاسْتَغْفِرُ اللّٰهَ لِيْ وَلَكُمْ وَلِسَائِرِ الْمُسْلِمِيْنَ
فَاسْتَغْفِرُوْهُ اِنَّهٗ هُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ ○

خطبہ ثانیہ عید الفطر

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ اَمَرَ بِذِكْرِهٖ وَاَشْهَدُ اَنْ
لَّا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ مُفْصِحًا بِشُكْرِهٖ وَاَشْهَدُ اَنَّ سَيِّدَنَا وَمَوْلَانَا
مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ
وَسَلَّمَ ط اَمَّا بَعْدُ اِعْلَمُوْا اَنَّ اللّٰهَ اَوْجَبَ لَكُمْ فِيْ هٰذَا الْيَوْمِ
رَكْعَتَيْنِ مَعَ سِتَّةِ تَكْبِيْرَاتٍ وَّاَوْجَبَ اَدَاءَ صَدَقَةِ الْفِطْرِ
عَلٰى كُلِّ حُرٍّ مُّسْلِمٍ مُّكَلَّفٍ مَّالِكٍ مِّقْدَارَ النِّصَابِ فَاضِلًا

عَنْ حَوَائِجِهِ الْاَصْلِيَّةِ وَاِنْ كَانَ مِنْ جِنْسِ الثِّيَابِ اَوِالدَّارِ
اَوِالْعِبْدِا وَالدَّوَّابِ عَنْ نَّفْسِهٖ وَمَمَالِيْكِهٖ وَاَوْلَادِهِ الصِّغَارِ لَا
عَنْ زَوْجَتِهٖ وَوَالِدَيْهِ وَاَوْلَادِهِ الْكِبَارِ اِلَّا اسْتِحْسَانًا عَنْ كُلِّ
رَاسٍ نِّصْفُ صَاعٍ مِّنْ بُرٍّ اَوْدَقِيْقِهَا اَوْ سَوِيْقِهَا اَوْصَاعٍ مِّنْ
تَمَرٍ اَوْ شَعِيْرٍ اَوْ قِيْمَةُ كُلٍّ مِّنْهَا وَ مَصَارِفُهَا كَمَصَارِفِ
الزَّكٰوةِ وَاَفْضَلُ اَوْقَاتِ اَدَائِهَا قَبْلَ الْغُدُوِّ اِلَى الْمُصَلّٰى
قَالَ اللّٰهُ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى يُرِيْدُ اللّٰهُ بِكُمُ الْيُسْرَ وَلَا
يُرِيْدُ بِكُمُ الْعُسْرَ وَلِتُكْمِلُوا الْعِدَّةَ وَلِتُكَبِّرُوا اللّٰهَ عَلٰى مَا
هَدٰكُمْ وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ط اَللّٰهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلٰى
نَبِيِّنَا وَشَفِيْعِنَا مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهِ الْعُظَمَاءِ وَاَصْحَابِهِ الْاُمَنَاءِ
خُصُوْصًا عَلٰى اَجَلِّ صَاحِبٍ وَّاَسْعَدِ رَفِيْقِ الْخَلِيْفَةِ السَّامِيِّ
اَبِىْ بَكْرِنِ الصِّدِّيْقِ رَضِىَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ وَعَلَى الْاِمَامِ
الْهُمَامِ الشَّفُوْقِ اَمِيْرِ الْمُؤْمِنِيْنَ اَبِىْ حَفْصٍ عُمَرَ الْفَارُوْقِ
رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهُ وَعَلَى الشَّاكِرِ لَهَا بِرَزَوْجِ الْاَبْنَتَيْنِ
الرَّسُوْلِ الثَّقَلَيْنِ اَمِيْرِ الْمُؤْمِنِيْنَ عُثْمَانَ ذِى النُّوْرَيْنِ
رَضِىَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ وَعَلٰى مَظْهَرِ الْعَجَائِبِ وَالْغَرَائِبِ
اَمِيْرِ الْمُؤْمِنِيْنَ عَلِيِّ ابْنِ اَبِىْ طَالِبٍ رَضِىَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ

وَعَلٰی رَیْحَانَتَیْنِ سَیِّدِ الْکَوْنَیْنِ اَبِیْ مُحَمَّدِ نِ الْحَسَنِ
وَاَبِیْ عَبْدِاللّٰهِ الْحُسَیْنِ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُمَا وَعَلٰی
اُمِّهِمَا سَیِّدَةِ النِّسَآءِ فَاطِمَةِ الزَّهْرَآءِ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهَا
وَعَلٰی عَمَّیْهِ الْمُکَرَّمِیْنَ بَیْنَ النَّاسِ الْحَمْزَةِ وَالْعَبَّاسِ
رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُمَا وَعَلَی السِّتَّةِ الْبَاقِیَةِ مِنَ الْعَشَرَةِ
الْمُبَشَّرَةِ وَسَائِرِ الصَّحَابَةِ وَالتَّابِعِیْنَ رِضْوَانَ اللّٰهِ تَعَالٰی
عَلَیْهِمْ اَجْمَعِیْنَ وَارْحَمْنَا مَعَهُمْ بِرَحْمَتِكَ یَا اَرْحَمَ
الرَّاحِمِیْنَ ○ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِلْمُؤْمِنِیْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ وَاَصْلِحْ
بَیْنَهُمْ وَ کَفِّهِمُ الْاٰفَاتِ وَاَعِزَّ الْاِسْلَامَ وَنَاصِرِیَّةِ وَاَوَّل
الشِّرْكَ وَمَوَالِیْهِ وَاجْعَلْنَا مِنَ الْمُوْلَمِرِیْنَ بِقَوْلِكَ الْمُبِیْنِ
اِنَّ اللّٰهَ یَاْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْاِحْسَانِ وَاِیْتَاءِ ذِالْقُرْبٰی وَیَنْهٰی
عَنِ الْفَحْشَاءِ وَالْمُنْکَرِ وَالْبَغْیِ یَعِظُکُمْ لَعَلَّکُمْ
تَذَکَّرُوْنَ ○ اُذْکُرُوا اللّٰهَ یَذْکُرْکُمْ وَادْعُوْهُ یَسْتَجِبْ لَکُمْ
وَلَذِکْرُ اللّٰهِ تَعَالٰی اَعْلٰی وَاَوْلٰی وَاَعَزُّ وَاَجَلُّ وَاَعْظَمُ وَاَتَمُّ
وَاَکْبَرُ ○

خطبہ اولیٰ عید الاضحیٰ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○

اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ وَلِلّٰهِ الْحَمْدُ سُبْحَانَ مَنْ جَعَلَ اِهْرَاقَ الدَّمِ يَوْمَ النَّحْرِ اَحَبَّ الْاَعْمَالِ ○ اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ وَلِلّٰهِ الْحَمْدُ اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَاشَرِيْكَ لَهٗ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ ط اَمَّا بَعْدُ فَاِنِّيْ اُوْصِيْكُمْ بِتَقْوَى اللّٰهِ وَاُحَذِّرُكُمْ بِمَعْصِيَاتِ اللّٰهِ وَاعْلَمُوْا اَنَّ هٰذَ الْيَوْمَ تَشْرِيْقٌ فَتَقَرَّبُوْا فِيْ هٰذَ الْيَوْمِ بِضَحَايَاكُمْ وَاجْعَلُوْهَا مِنْ اَطْيَبِ ذَخَائِرِكُمْ فَاِنَّهَا بِيَوْمِ الْقِيٰمَةِ مَطَايَاكُمْ وَاجْتَنِبُوا الْعَوْرَآءَ وَالْعَرْجَآءَ وَالْمَرِيْضَةَ وَالْجَرْبَآءَ وَمَقْطُوْعَةَ الْاُذُنِ وَمُهْدَمَةَ الْاَسْنَانِ وَكُلَّ ذَاتِ عَيْبٍ يَنْقُصُ مِنْ لَحْمِهَا وَاخْتَارُوْهَا بِسِمَنِهَا فَالشَّاةُ السَّمِيْنَةُ اَفْضَلُ مِنْ شَاتَيْنِ الْهَذِيْلَتَيْنِ فَالْبَدَنَةُ عَنْ سَبْعٍ وَالْبَقَرَةُ عَنْ سَبْعٍ وَالشَّاةُ عَنْ وَاحِدٍ وَلَا ذَبْحَ اِلَّا مِنْ بَعْدِ صَلٰوةِ

الْعِيْدِ مِنْ يَوْمِ النَّحْرِ وَيَوْمَيْنِ بَعْدَهٗ وَيُسْتَحَبُّ التَّصَرُّفُ
ثُلُثٌ لِنَفْسِهٖ وَثُلُثٌ هَدِيَّةٌ وَثُلُثٌ لِلْفُقَرَآءِ وَالْمَسَاكِيْنِ اِنْ
كَانَتْ تَطَوُّعًا وَّاِنْ كَانَتْ وَصِيَّةً يَّتَصَدَّقُ بِجَمِيْعِهَا
وَعَظِّمُوْا شَعَائِرَ اللّٰهِ وَاَدُّوا الْفَرَائِضَ وَالْحُقُوْقَ فَاِنَّ اللّٰهَ ذَاكِرٌ
لِّمَنْ ذَكَرَهٗ وَشَاكِرٌ لِّمَنْ شَكَرَ اَحَادَ اللّٰهُ عَلَيْنَا بَرَكَةَ هٰذَا
لْعِيْدِ وَاٰمَنَّا مِنْ سُوْءِ يَوْمِ الْعِيْدِ وَاجْعَلْنَا مِنَ الَّذِيْنَ لَا خَوْفٌ
عَلَيْهِمْ وَلَاهُمْ يَحْزَنُوْنَ بِرَحْمَتِهٖ وَهُوَ اَرْحَمُ الرَّاحِمِيْنَ ○
اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ وَالْبُدْنَ جَعَلْنٰهَا لَكُمْ
مِّنْ شَعَائِرِ اللّٰهِ لَكُمْ فِيْهَا خَيْرٌ فَاذْكُرُوا اسْمَ اللّٰهِ عَلَيْهَا
صَوَافَّ فَاِذَا وَجَبَتْ جُنُوْبُهَا فَكُلُوْا مِنْهَا وَاَطْعِمُوا الْقَانِعَ
وَالْمُعْتَرَّ ط كَذٰلِكَ سَخَّرْنٰهَا لَكُمْ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ○ اِنَّهٗ
تَعَالٰى جَوَّادٌ كَرِيْمٌ مَّلِكٌ بَرٌّ رَّءُوْفٌ الرَّحِيْمُ ط ○

خطبہ ثانیہ عید الاضحٰی

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ حَمْدًا كَثِيْرًا كَمَا اَمَرَ

وَنَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَاشَرِيْكَ لَهٗ لِمَنْ جَحَدَ بِهٖ وَكَفَرَ وَنَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ سَيِّدُ الْجِنِّ وَالْبَشَرِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَسَلَّمْ اِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ ط يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَبَارِكْ وَسَلِّمْ ثُمَّ السَّلَامُ مِنَ الْحَقِّ الْحَقِيْقِ عَلَى الْخَلِيْفَةِ الْعَتِيْقِ اَمِيْرِ الْمُؤْمِنِيْنَ اَبِيْ بَكْرِنِ الصِّدِّيْقِ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ ثُمَّ السَّلَامُ مِنَ الْمُلْكِ الْوَهَّابِ عَلٰى اَعْدَلِ الْاَصْحَابِ نَاطِقٍ بِالْحَقِّ وَالصَّوَابِ اَمِيْرِ الْمُؤْمِنِيْنَ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ ثُمَّ السَّلَامُ مِنَ الْمُلْكِ الدَّيَّانِ عَلٰى ذِي النُّوْرَيْنِ وَالْبُرْهَانِ اَمِيْرِ الْمُؤْمِنِيْنَ عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ ثُمَّ السَّلَامُ مِنَ الْمُلْكِ الْوَلِيِّ عَلَى الْاَمِيْرِ الْوَصِيِّ اَسَدِ اللّٰهِ الْغَالِبِ اَمِيْرِ الْمُؤْمِنِيْنَ عَلِيِّ بْنِ اَبِيْ طَالِبٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ وَعَلَى الْاِمَامَيْنِ الْهُمَامَيْنِ اَمِيْرِ الْمُؤْمِنِيْنَ اَبِيْ مُحَمَّدِنِ الْحَسَنِ وَاَبِيْ عَبْدِاللّٰهِ

الْحُسَيْنِ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُمَا وَعَلٰی اُمِّهِمَا سَیِّدَةِ النِّسَآءِ فَاطِمَةَ الزَّهْرَآءِ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهَا وَعَلٰی عَمَّیْهِ الْمُکَرَّمِیْنِ بَیْنَ النَّاسِ الْحَمْزَةِ وَالْعَبَّاسِ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُمَا وَعَلَی السِّتَّةِ الْبَاقِیَةِ مِنَ الْعَشَرَةِ الْمُبَشَّرَةِ وَسَائِرِ الْفِرَقِ الْمُهَاجِرِیْنَ وَالْاَنْصَارِ وَالتَّابِعِیْنَ الْاَبْرَارِ وَالْاَخْیَارِ اِلٰی یَوْمِ الْقَرَارِ رِضْوَانُ اللّٰهِ تَعَالٰی عَلَیْهِمْ اَجْمَعِیْنَ○ اَللّٰهُمَّ انْصُرْ دِیْنَ مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ وَلَا تَجْعَلْنَا مِنْهُمْ وَاخْذُلْ مَنْ خَذَلَ دِیْنَ مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ وَلَا تَجْعَلْنَا مِنْهُمْ عِبَادَاللّٰهِ رَحِمَکُمُ اللّٰهُ اِنَّ اللّٰهَ یَاْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْاِحْسَانِ وَاِیْتَاءِ ذِی الْقُرْبٰی وَیَنْهٰی عَنِ الْفَحْشَاءِ وَالْمُنْکَرِ وَالْبَغْیِ یَعِظُکُمْ لَعَلَّکُمْ تَذَکَّرُوْنَ○ اُذْکُرُوااللّٰهَ یَذْکُرْکُمْ وَادْعُوْهُ یَسْتَجِبْ لَکُمْ وَلَذِکْرُاللّٰهِ تَعَالٰی اَعْلٰی وَاَوْلٰی وَاَعَزُّ وَاَجَلُّ وَاَعْظَمُ وَاَتَمُّ وَاَکْبَرُ ط○

امیر اہل سنت شارح بخاری

حضرت علامہ سید محمود احمد رضوی قدس سرہ العزیز محدث لاہوری

(ستارہ امتیاز حکومت پاکستان) امیر و شیخ الحدیث مرکزی دارالعلوم حزب الاحناف ۔ لاہور

کی یادگار تصانیف

فتاویٰ برکات العلوم

خصائص مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم

معراج النبی صلی اللہ علیہ وسلم

شانِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم

فیوض الباری

شرح صحیح بخاری

مقام مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم

شانِ صحابہ رضی اللہ عنہم

روشنی

سیدی ابو البرکات رحمۃ اللہ علیہ

دینِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم

اسلامی تقریبات

رسائل فضائل شعبان و رمضان

بصیرت

روحِ ایمان

لمحاتِ فکر

رضوان کتب خانہ
گنج بخش روڈ لاہور
فون: 042-37114729 موبائل: 0300-8038838
ویب سائٹ: www.hizbulahnaf.com